

عقائدِ اہل سنت قرآنی تعلیمات کی روشنی میں

آپ نے قرآن مجید



مؤلف

ابو عبد اللہ محمد ناصر الدین ناصر مدنی

دار الفکر
بیروت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت شمس الدین محمد حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

عقائد اہل سنت قرآنی تعلیمات کی روشنی میں

آپ قرآن مجید میں

مؤلف
ابو تراب مولانا محمد ناصر الدین ناصر مدنی

والضیٰ پہلی کیشنز

داتا دربار مارکیٹ لاہور 0300-7259263

یا صاحبِ الجلالِ یا سید البشر
من ۛ حکم المنیر ۛ نور القمر

لا ۛ یکن لہ ۛ سناء ۛ کما کان ۛ حقہ ۛ
بعد از خدا بزرگ تو فی قصہ مختصر ۛ

اے پیکرِ حسن اور اے سرتاجِ انسانیت ! یقیناً (چودھویں کا) چاند
آپ ہی کے نور افشاں چہرے سے درخشاں (ہوا) ہے (پوری انسانیت بھی
ایک زبان ہو کر) آپ کے اوصاف و کمالات بیان کر پائے ؟ یہ ممکن ہی نہیں
اس (بے پناہ) داستان کو یوں مختصر کرتا ہوں کہ خدا کے بعد آپ ہی کی ذات بزرگ بزرگ ہے

جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں

فہرست

2	عرض تالیف
باب نمبر 1	
5	قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث پر عمل بھی حق ہے
باب نمبر 2	
19	اللہ عزوجل جھوٹ سے پاک ہے
باب نمبر 3	
22	انبیاء علیہم السلام کا علم غیب
باب نمبر 4	
33	انبیاء علیہم السلام بے عیب اور معصوم ہیں
باب نمبر 5	
40	انبیاء علیہم السلام کا ادب و تعظیم
باب نمبر 6	
58	انبیاء علیہم السلام کا حاضر و ناظر ہونا
باب نمبر 7	
66	انبیاء علیہم السلام کا تصرف و اختیار

آئیے قرآن سمجھیں!

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر مدنی عطاری

والضحی پبلی کیشنز، لاہور

محمد صدیق الحسنات ڈوگر؛ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

ریج الاٹنی 1434ھ / مارچ 2013ء

1100

220 روپے

مکتبہ کے پتے

مکتبہ فیضانِ مدینہ، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد 6021452-6021452-0346-0312-6561574

مکتبہ نور یہ رضویہ پبلی کیشنز؛ فیصل آباد، لاہور دار الاسلام؛ داتا دربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ بہار شریعت؛ دربار مارکیٹ، لاہور انوار الاسلام؛ چشتیاں، بہاول نگر

مکتبہ غوثیہ ہول سیل؛ کراچی رضا بک شاپ؛ گجرات

اسلامک بک کارپوریشن؛ راول پنڈی مکتبہ شمس و قمر؛ بھانی چوک، لاہور

مکتبہ قادریہ؛ لاہور، گجرات، کراچی، گوجران والا مکتبہ اہل سنت؛ فیصل آباد، لاہور

مکتبہ امام احمد رضا؛ لاہور، راول پنڈی نظامیہ کتاب گھر؛ اردو بازار، لاہور

ججویری بک شاپ؛ گنج بخش روڈ، لاہور ضیاء القرآن پبلی کیشنز؛ لاہور، کراچی

احمد بک کارپوریشن؛ راول پنڈی مکتبہ برکات المدینہ؛ کراچی

مکتبہ درس نظامی؛ پاک پتہ شریف علامہ فضل حق پبلی کیشنز؛ لاہور

باب نمبر 17		
139	✽	فضائل خلفائے راشدین علیہم السلام
باب نمبر 18		
158	✽	تقلید آئمہ ضروری ہے
باب نمبر 19		
166	✽	منافق کی پہچان
باب نمبر 20		
176	✽	میلا و شریف
باب نمبر 21		
186	✽	شفاعت حق ہے
باب نمبر 22		
198	✽	بیعت کا ثبوت
باب نمبر 23		
200	✽	عذاب قبر برحق ہے
باب نمبر 24		
203	✽	بعد وفات مننا
باب نمبر 25		
207	✽	ایصال ثواب و فاتحہ جائز ہے

باب نمبر 8		
78	✽	انبیاء علیہم السلام مستجاب الدعوات ہیں
باب نمبر 9		
87	✽	انبیاء علیہم السلام عام انہیں
باب نمبر 10		
93	✽	انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنا کفار کا طریقہ ہے
باب نمبر 11		
97	✽	نبی کریم ﷺ کا نوری بشر ہونا
باب نمبر 12		
102	✽	نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ آخری نبی ہیں
باب نمبر 13		
108	✽	نبی کریم ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی
باب نمبر 14		
112	✽	انبیاء علیہم السلام کے تبرکات کے فضائل
باب نمبر 15		
118	✽	شان صحابہ علیہم الرضوان
باب نمبر 16		
133	✽	فضائل عائشہ صدیقہ فاطمہ

عرضِ مؤلف

قرآن پاک وہ عظیم الشان کتاب الہی ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود رب عروبل نے لیا یہی وجہ ہے کہ الحمد للہ! آج تک یہ کتاب محفوظ ہے اور اس میں کسی قسم کا رد و بدل نہ ہو سکا اور نہ ہو سکے گا مگر افسوس کہ اسلام دشمن عناصر نے ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے اس کے تراجم میں ایسی تبدیلیاں کرنا شروع کر دیں جس نے بھولے بھالے مسلمانوں کو عقائد اسلامیہ سے متعلق مشکوک و شبہات اور غلط فہمیوں میں مبتلا کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امت محمدیہ میں افتراق و انتشار کا دروازہ کھل گیا۔

اہل علم و فہم حضرات اس دلخراش اور روح فرسا حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ امت محمدیہ ﷺ جسے "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا" کا حکم دیا گیا افتراق و انتشار کے بھڑکتے شعلوں کی نذر ہو گئی خود عرض و بدخواہ اسلام دشمن عناصر کی اس بھڑکائی ہوئی آگ میں یہ امت جھلس کر اپنی شناخت کھو بیٹھی۔ فرقہ واریت کے خلاف ہر دور میں اسلام مخلص لوگوں نے آواز اٹھائی اور

باب نمبر 26	
212	غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے
باب نمبر 27	
216	کرامات اولیاء حق ہیں
باب نمبر 28	
222	مقاماتِ مقدسہ کا ادب
باب نمبر 29	
227	وسیلہ جائز ہے
باب نمبر 30	
227	غیر اللہ کے نام سے منسوب جانور حلال ہے



امت میں پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور قرآن و حدیث کو معیار بنا کر اس کی روشنی میں غفلت و جہالت کی تاریکی دور کرنے کی کوشش کی۔

یقین بالیقین قرآن عظیم لوگوں کی رہنمائی اور ان کی حقیقی فلاح و کامرانی کا موثر ذریعہ ہے چنانچہ ہر عہد میں ہی ملت اسلامیہ کے مجاہدوں نے معاشرے میں پھیلے انتشار و افتراق کی فضا کو سازگار بنانے کیلئے قرآن عظیم کے فیض بے پایاں کو عام کیا اور عقل سلیم کو غور و فکر کرنے کی دعوت دی کہ ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھرنے کے اسباب کیا ہیں اور اسے کس طرح یکجا کیا جائے اور گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو عقائد اسلامیہ کے متعلق شکوک و شبہات اور غلط فہمیوں کے دلدل سے نکال کر راہِ ہدایت پر لایا جائے اور اسلام دشمن عناصر کی عقائد و اعمال سے متعلق کی ہوئی غلط رہنمائی اور غلط پروپیگنڈے کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے وہ کیونکر اٹھائے جائیں اور حقیقت آشکار کی جائے۔

چنانچہ ملت اسلامیہ کے جگرتے ہوئے عقائد و اعمال اور ان کی اصلاح کے لئے کی گئی اسلاف کی انتہک کوششوں کو دیکھتے ہوئے فقیر حقیر کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ اس معاملے میں قرآن عظیم ہی سے مدد لی جائے جو کتاب ہدایت ہے لہذا عقائد اسلامیہ سے متعلق آیات قرآنیہ ایک جگہ

جمع کرنے کا ارادہ کیا تا کہ اس کتاب مقدس کو صحیح طور پر سمجھا جاسکے اور اس کی روشنی میں عقائد اسلامیہ کے بارے میں صحیح طور پر واقفیت ہو سکے اور عقائد حقہ و ذہنوں میں راسخ کیا جاسکے۔

چنانچہ فقیر حقیر کی ایک ادنیٰ ترین کوشش بنام ”آئیے قرآن سمجھیں“ پیش خدمت ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں عقائد اسلامیہ یعنی عقائد اہل سنت صرف قرآن مجید سے ہی تحریر کئے گئے ہیں اور اس سلسلے میں آسان اور عام فہم آیات قرآنیہ کا انتخاب کیا گیا تا کہ آسانی سمجھا جاسکے اور ان کے ذریعے عقائد حقہ یعنی عقائد اہل سنت ذہن نشین ہو سکیں ہر آیت مبارکہ کے بعد آسان و سلیس انداز میں مختصر اُتشرح بھی بیان کر دی گئی تا کہ آیت کو ہر پہلو سے سمجھنا آسان ہو جائے۔

اللہ عروجل سے دعا ہے کہ اپنے پیاروں کے صدقے و طفیل اس کوشش کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں پانے کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبو
الامین ﷺ

☆☆☆☆☆☆

قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث پر

عمل بھی حق ہے

1۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ وَ أَنْتُمْ تَسْمَعُونَ

ترجمہ آسان کنز الایمان:

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سن سنا کہ اسے (ایمان) نہ پھرو (منہ نہ موڑو) (پارہ ۹: الانفال)

آئیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے مسلمانوں کے لئے نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی کا مرکز اطاعت ہونا واضح طور پر ثابت ہو گیا لہذا اس اعتبار سے اب نبی کریم ﷺ کا ہر حکم ہمارے لئے اسی طرح واجب الطاعت ہے جس طرح قرآن کریم کا حکم ہمارے لئے واجب الطاعت ہے کیونکہ آپ ﷺ کا حکم بھی بالواسطہ اللہ عزوجل ہی کا حکم ہے لہذا معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہر مسلمان کے لئے لازم ہے اور آپ ﷺ کی اطاعت سے پھرنا درحقیقت اللہ عزوجل سے پھرنا ہے۔ لہذا وہ لوگ جو حدیث کے انکاری

ہیں۔ جیسے چکوالوی اہل قرآن وغیرہ اس آیت مبارکہ کو غور سے پڑھیں اور حدیث کی اہمیت پر غور کریں کہ آپ ﷺ کے احکام و فرامین، اعمال و افعال اور آیات قرآن کی تشریحات و مرادات سے باخبر ہونے کا واحد ذریعہ احادیث نبویہ میں لہذا اس سے انکار گمراہی و محرومی ہے۔

2۔ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

ترجمہ آسان کنز الایمان:

اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھنی ہوئی ہو (مخافہ کے دلوں سے تمہاری ہمت) جاتی رہے گی اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔ (پارہ ۹: الانفال)

آئیے قرآن سمجھیں۔

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے بھی اللہ عزوجل کی اطاعت کے ساتھ ساتھ اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے حکم کی وضاحت ہوتی کہ آپ میں نااتفاق پیدا نہ ہونے کا سبب اطاعت رسول ﷺ ہے اور اطاعت رسول ﷺ جب ہی ممکن ہے جب ہم آپ ﷺ کے اقوال و افعال مبارکہ سے واقف ہوں لہذا احادیث مبارکہ کے ذریعہ ہم بخوبی آپ ﷺ کے احکام و فرامین سے واقف ہو کر اطاعت رسول بجالا سکتے ہیں لہذا جو احادیث کا ہی انکار کر دے وہ قرآن

کے اس حکم پر عمل سے محروم اور اللہ عز و جل کے غضب کا حقدار ہے۔

3۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ كَوَّلُوا لَهُمْ آذًا

ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ

تَوَّابًا رَحِيمًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان:

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر قلم کریں (گناہ کریں) تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر (جسمانی یا قلبی طور پر) ہوں اور پھر اللہ سے (تمہارے واسطے سے) معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے (اللہ سے ان کے لیے معافی چاہے) تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان (حننا بخشنے والا) پائیں (پارہ ۵: النساء)

آئیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے ہر قول کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ اور یہ اطاعت کا حکم کوئی نیا نہیں بلکہ دنیا میں جس قدر رسول بھی آئے ان سب کی امتوں کو اس کی اطاعت کا حکم تھا لہذا اہل اہل دنیا میں آنا ہی نبی ﷺ کی فرمانبرداری کے لئے ہے اور یہ فرمانبرداری حکم پروردگار کے جیسی اطاعت رب تعالیٰ کی چاہیے ویسی ہی نبی ﷺ کی بھی۔ اور نبی ﷺ کی

جن احکامات کی اطاعت کا ہمیں حکم دیا جا رہا ہے ان احکامات کے مجموعہ کا نام مجموعہ احادیث ہے لہذا احادیث کا انکار کرنے والا گویا اطاعت رسول ﷺ کا منکر ہے۔

4۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان:

اے محبوب! تم فرمادو کہ لو گوا اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، (پارہ ۳: آل عمران)

آئیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو نبی کریم ﷺ کی اتباع ضروری ہے جو آپ ﷺ کا اتباع کرتا ہے وہ اللہ عز و جل کا محبوب بن جاتا ہے نبی کریم ﷺ کی اطاعت و اتباع کے بغیر احکام الہی کی تفصیلات جانتا اور آیات قرآنی کا منشاء و مراد سمجھنا ممکن ہی نہیں لہذا لا محالہ احادیث مبارکہ بھی احکام شرع کا مادہ قرار پائیں گے کیونکہ وہ نبی کریم ﷺ کے فرامین اور قرآن احکامات کی تشریحات سے باخبر ہونے کا واحد معتبر ذریعہ ہیں۔ لہذا احادیث پر عمل ہی اتباع رسول ﷺ ہے اور اتباع رسول ﷺ

در اصل قرآنی تعلیمات پر عمل ہے نبی کریم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری ہمارے ایمان کے اصلی و نقلی ہونے کی سمجھائی ہے جس درجہ کی کامل اطاعت و فرمانبرداری ہوگی اسی درجہ کا ایمان اور اسی درجہ کی محبوبیت حاصل ہوگی چنانچہ احادیث کا انکار احکام الہی سے روگردانی ہے چاہے کہ فتنہ انکار حدیث میں مبتلا ہونے سے خود کو بچائیں۔

5۔ فَلَا وَرَيْكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُخْلُوكَ فِيهَا شِجْرَ بَيْتِهِمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيهَا أَلْفِيهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيَسْأَلُوا تَسْلِيمًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان:

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس (حکم) کو قبول کرنے سے رکاوٹ (تردد) نہ پائیں اور جی (خوش دلی) سے مان لیں (پارہ: ۵ النساء)

آیے قرآن سمجھیں

بھان لیں! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے بخوبی واضح ہو گیا نبی کریم ﷺ کے سارے فیصلے ہمارے لئے حق اور واجب العمل میں اور انہیں دل سے ماننا ہم پر واجب اور ان کے فیصلوں پر اعتراض کرنا یا زبان طعن دراز کرنا کفر و ارتداد ہے۔ لہذا ہر مسلمان کو چاہیے اپنے تمام تر معاملات میں سنت نبوی

ﷺ کو پیش نظر رکھے چنانچہ اس کے لئے ضروری ہے کہ علم حدیث سے پوری طرح واقفیت ہو کہ فتنہ انکار حدیث کا بہت بڑا سبب علم حدیث سے ناواقفیت ہے۔ ہمارے نبی ﷺ صاحب شریعت رسول ہیں اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی وضاحت و تفصیلات جاننے کیلئے آپ ﷺ کے ارشادات و فرمودات ہی واحد مددگار ہیں جنہیں ہم احادیث مبارکہ کا نام دیتے ہیں۔ لہذا احادیث سے واقفیت اور اس پر عمل ہی سے اطاعت رسول ﷺ ممکن ہے۔ احادیث کا ہی انکار کر دیا جائے تو پھر اطاعت رسول ممکن ہی نہ رہے گا لہذا معلوم ہوا کہ شریعت پر عمل اور اپنے دینی و دنیاوی معاملات میں نبی کریم ﷺ کے فیصلوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے لازمی و ضروری ہے کہ احادیث مبارکہ کو پیش نظر رکھا جائے صرف اپنی اٹکل یا ناقص سمجھ بوجھ سے اپنے دینی و دنیاوی معاملات نبٹانا جہالت و گمراہی ہے۔

6۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان:

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے (مسلمان حکمران) ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے

اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو (شرعی فیصلہ کرو) اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا پارہ ۵ النساء آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ اللہ عود جل کے ساتھ ساتھ اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننے کا قرآن میں جرات صاف حکم فرمادیا گیا کہ کسی بھی مسئلے میں کوئی اختلاف ہو یا کوئی معاملہ درپیش ہو تو قرآن و حدیث سے اس مسئلے یا معاملے کو حل کرو کیونکہ قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے احادیث مبارکہ کی مدد لینا لازمی ہے کہ اس کے بغیر قرآنی احکام کو سمجھنا اور اس کی تفصیلات کو جاننا ممکن ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ احادیث کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے اس کا انکار گمراہی ہے لہذا معلوم ہوا کہ حدیث کا قرآن سے ایسا گہرا تعلق ہے کہ حدیث کے بغیر قرآن پر عمل ممکن ہی نہیں لہذا اللہ عود جل کی اطاعت کیلئے لازم ہے کہ رسول کی اطاعت کی جائے اور رسول کی اطاعت کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال کی تفصیلات جاننا بے حد ضروری اور تفصیلات صرف اور صرف احادیث مبارکہ سے ہی مل سکتی ہیں۔ لہذا ایک اسلامی زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ حدیث کو لازماً تتحاشے رکھا جائے ورنہ نہ اطيعوا اللہ پر عمل ہو گا اور نہ اطيعوا الرسول پر۔ احادیث کا انکار کرنے والے ان دونوں احکام پر عمل سے محروم ہیں۔

7- وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالضَّالِّينَ وَالشَّهَادَةِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا
ترجمہ آسان کنز الایمان:

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین (ظاہر و باطن کے سچے) اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ پارہ ۵: سورہ النساء آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ عود جل کی اطاعت کے ساتھ اس کے رسول ﷺ کی اطاعت بھی لازم ہے یعنی فرض کے ساتھ سنت پر عمل ضروری ہے قرآن کیساتھ حدیث بھی ضروری ہے جیسا کہ من طبع اللہ والرسول سے معلوم ہوا۔ لہذا معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ ساتھ اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ایمان میں پہنچنے والے اور اچھوں کیساتھ حشر ہونے کا سبب ہے۔ چنانچہ چاہیے کہ مسلمان کی نگاہ حدیث پر ہو اگر ایسا ہو گیا تو اس آیت میں داخل ہو جائیگا اللہ نصیب کرے۔

8- وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا

ترجمہ آسان کنز الایمان:

جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے (اطاعت سے) منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو (اعمال کا ذمہ دار بنا کر) نہ بھیجا پارہ ۵: سورۃ النساء
آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہر حال میں لازم ہے اقوال و افعال ہر طرح آپ کا فرمان واجب العمل ہے خواہ آپ ﷺ کا حکم سمجھ میں آئے یا نہ آئے کسی مسلمان کو چون پڑا کرنے کی گنجائش نہیں کیونکہ اللہ عود جل نے آپ ﷺ کے ہر حکم کی پیروی کا حکم دیا اور آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا یعنی اللہ عود جل کی اطاعت اور قرآن مجید پر عمل صرف آپ ﷺ کی پیروی سے ہی ہو سکتے ہیں کہ براہ راست نہ کوئی رب کی اطاعت کر سکتا ہے اور نہ قرآن مجید پر عمل کر سکتا ہے۔ اسلام کے احکام ہمیں نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ سے معلوم ہوئے ورنہ ہمیں خبر نہ تھی کہ کون سی عبادت کیسے کریں اور کون سا معاملہ محسن طرح بنائیں احادیث مبارکہ ہی ذریعے اللہ عود جل کی اطاعت اور قرآنی احکام پر عمل ممکن ہے بغیر احادیث کے عمل ناممکن۔ آپ ﷺ کی اطاعت احادیث پر عمل جیسے اللہ عود جل کی اطاعت ممکن ہے۔ تفسیر نعیمی میں اس بات کو یوں سمجھایا گیا کہ رب تعالیٰ غیب الغیوب ہے جسے کسی نے آج تک نہ دیکھا سوائے

نبی کریم ﷺ کے اور آپ ﷺ شاید و شاید میں غائب کی اطاعت مشاہد کے ذریعے ہو سکتی ہے دیکھو رب کو سجدہ کرنا ہو تو کعبہ کی طرف کرو کہ رب غیب ہے کعبہ مشاہد یو نبی رب کی اطاعت کرنا ہو تو نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرو کہ آپ ﷺ کعبہ ایمان میں دوسرے یہ کہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت اقوال و اعمال اور افعال ہر چیز میں کی جائے گی اللہ عود جل کی اطاعت اقوال و احکام میں بھی نہیں ہو سکتی کہ وہ مجمل ہیں جب آپ ﷺ شرح کریں تو ان پر عمل ہو تیسرے یہ کہ اللہ عود جل کے ہاں اجمال ہے اور نبی کریم ﷺ کے ہاں شرح تفصیل۔ متن کی سمجھ شرح سے ہوتی ہے اجمال پر عمل تفصیل کے بعد ہوتا ہے یہ آیت مبارکہ منکرین حدیث کے لئے موت ہے کہ وہ انکار حدیث بھی کرتے ہیں پھر اللہ عود جل کی اطاعت کا دعویٰ بھی۔

9 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ۝

ترجمہ آمان کنز الایمان

اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل (کفر یا نفاق سے) باطل (ضائع) نہ کرو پارہ ۲۶: سورہ محمد
”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن کے ساتھ احادیث کے احکام ماننا بھی فرض میں کیونکہ اطاعت رسول ﷺ کا علیحدہ حکم

دیا گیا اور اطاعت رسول ﷺ کا یہ حکم آپ ﷺ کی صرف ظاہری حیات تک کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے ہے کیونکہ اگر معاذ اللہ اس حکم الہی کو رسول اللہ ﷺ کی حیات ظاہری کے ساتھ خاص کر دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ قرآن و اسلام پر عمل کرنے کا زمانہ بھی رسول خدا ﷺ کی حیات ظاہری تک ہی محدود ہے اس لئے کہ رسول ﷺ کے فرمودات کی اطاعت اور ان افعال کی پیروی لازم ہی اس لئے تھی کہ بغیر اس کے قرآن و اسلام کی تفصیلات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ممکن ہی نہ تھا لیکن جب قرآن اسلام پر عمل درآمد کا حکم قیامت تک کے لئے ہے تو ثابت ہوا کہ رسول ﷺ کی اطاعت و اتباع کا حکم بھی قیامت تک کے لئے ہے۔ اور جب قرآن ہم سے اطاعت رسول کا طالب ہے تو لازماً ہمارے سامنے احکام رسول ﷺ کا ہونا بھی ضروری ہے لہذا یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ رسول ﷺ کے احکام سے وہ احکام مراد نہیں جو قرآن میں وارد ہوئے کیونکہ مذکورہ آیت میں اللہ کی اطاعت کا اور رسول کی طاعت کا الگ الگ حکم دیا گیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ رسول ﷺ کے جن احکامات کی اطاعت کا ہمیں حکم دیا گیا وہ قرآنی احکام نہیں بلکہ رسول ﷺ کے احکام و ارشادات اور قرآن و اسلام کی تشریحات اور تفصیلات کا مجموعہ، مجموعہ احادیث ہے لہذا مذکورہ بالا آیت کریمہ سے احادیث کی دینی ضرورت اور اس کی اسلامی حیثیت بخوبی واضح ہو گئی حدیث کا انکار وہی کر سکتا ہے جو اطاعت

رسول کا منکر ہوا اللہ ایسوں کی صحبت سے بچائے۔

10 قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالتَّوَّابِينَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں (اطاعت سے) تو اللہ کو خوش (پند) نہیں آتے کافر (پارہ ۳ سورہ آل عمران)
”آئے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے حکم و اطاعت سے سرتابی کرنے والا مسلمان کہلانے کے لائق نہیں ہر شخص کو نبی ﷺ کی اطاعت ضروری ہے یعنی جس طرح قرآن کے ذریعے ہم تک پہنچنے والے احکام ہمارے لئے واجب الاطاعت ہیں اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ہر حکم بھی ہمارے لئے واجب الاطاعت ہے کیونکہ نبی ﷺ کا حکم بھی بالواسطہ اللہ عزوجل ہی کا حکم ہے۔ لہذا جو اللہ عزوجل کی اطاعت کا دعویٰ کرے اور حدیث کا انکار کرے وہ بظہادت قرآن حجتاً ہے کہ حدیث پر عمل ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے لہذا منکرین حدیث اس طاعت سے خارج۔

11 وَمَا أَمَرَ الرَّسُولُ فَعُدُّوْهُ وَمَا نَهَكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ

اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو (رسول کی مخالفت نہ کرو) بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے
(پارہ ۲۸ سورۃ الحشر)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ فقہ انکار حدیث کی رد میں بہترین دلیل ہے کہ یہاں ہر مسلمان کو حکم ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے احکامات کی پابندی ضروری ہے ان تمام احکام رسالت کو اپنی سر آنکھوں پر رکھ کر عمل پیرا ہوں اور بلا چون و چرا اپنے نبی ﷺ کی بات ماننے چلے جائیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نبی ﷺ کے جن احکامات کو ماننے کا حکم ارشاد فرمایا جا رہا ہے وہ احکام کہاں ہیں اس کا جواب یہی ہے کہ نبی ﷺ کے اقوال و افعال اور کوائف و احوال کو جن مقدس ہستیوں نے براہ راست ملاحظہ فرمایا انہوں نے روایت فرمانے اور تمام تر اقوال و احوال کو جمع کرنے کا اہم فریضہ انجام دیا جو مجموعہ احادیث کی صورت میں ہمارے سامنے آیا اور یہ مجموعہ احادیث ہی واحد ذریعہ ہے جو ہمیں نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک کے تمام تر شعبہ اور احکام و تعلیمات کی خبر دیتا ہے لہذا اس کا انکار احکام اسلامیہ کی مخالفت سے محرومی ہے۔

12 لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَ

ذَكَرَ اللَّهُ كَلِمَاتًا

ترجمہ آسان کنز الایمان

بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے (یہ پیروی) اس کے لیے (ہے) کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید (ایمان) رکھتا ہو اور اللہ کو (ہر حال میں) بہت یاد کرے (پارہ ۳۱ سورۃ الاحزاب)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو اتباع رسول ﷺ کی ترغیب دلائی گئی۔ احکام شریعت کا پہلا سرچشمہ قرآن عظیم ہے کہ وہ کتاب اللہ ہے اور قرآن ہی کی ہدایت کے مطابق مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کی اتباع لازم ہے مگر آپ ﷺ کی اتباع جب ہی ممکن ہے جب ہمیں آپ ﷺ کے افعال و اعمال کی تشریحات اور احکام و فرائض کی تفصیلات معلوم ہوں۔ لہذا محالہ حدیث بھی اس لحاظ سے احکام شرع اور نبی ﷺ کی اتباع کا مانع قرار پائی گئی چنانچہ حدیث کی اہمیت کا انکار جہالت و گمراہی ہے۔

”اللہ عروہل جھوٹ سے پاک ہے“

1 **اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُصَبِّحُكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا**

ترجمہ آسان کنزالایمان

اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور وہ ضرور تمہیں اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی (کہ وہ جھوٹ سے پاک ہے) (پ ۵۔ النساء)
”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ اللہ عروہل جھوٹ سے پاک ہے اور تمام بچوں سے زیادہ سچا ہے اسکا سچا ہونا واجب بالذات ہے۔ یہ عقیدہ بین ایمان ہے جسکا یہ عقیدہ نہیں اسکا ایمان نہیں۔ جو یہ کہے کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے وہ خود سب سے بڑا جھوٹا ہے دین ہے۔

2 **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَوْ عَادَ اللَّهُ حَدِيثًا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا**

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کچھ دیر جاتی ہے کہ (عنقریب) ہم

انہیں (جنت کے) باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کا سچا وعدہ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی کام (کامیابی)
(پ ۵۔ النساء)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں بھی اللہ عروہل نے صاف صاف ارشاد فرمایا دیا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے لہذا ہر مسلمان کا یہ ہی عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ عروہل جھوٹ سے پاک ہے اسکا ہر وعدہ سچا ہے وہ اپنے وعدے کے خلاف ہر گز نہیں کرتا۔ لہذا جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ عروہل جھوٹ بول سکتا ہے اسکا ایمان سلامت نہیں۔

3 **رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْلِبُ الْيَعَادَ**

ترجمہ آسان کنزالایمان

اے رب ہمارے بیشک تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے اس دن (قیامت) کے لئے جس میں کوئی شبہ نہیں بیشک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا (وعدہ کے خلاف نہیں کرتا) (پ ۳۔ آل عمران)
”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے بخوبی واضح ہوا کہ وعدہ خلاف یعنی

حجوت اللہ برحق ہونے کے منافی ہے یعنی اللہ وہ ہی ہے جو وعدہ خلافی نہ کرے
اللہ عود جل وعدہ خلافی سے پاک ہے اسکا ہر وعدہ سچا ہے بے شک وہ اپنے
وعدے کے خلاف نہیں کرتا لہذا جو خدا میں حجوت کا امکان مابنے وہ الوہیت کا
انکار کرتا ہے جبکہ حق یہ ہے اللہ کا ہر وعدہ سچا ہے اسکی خلاف کا احتمال ہی
نہیں۔

4 رَبَّنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ
الْوَعْدَ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اے رب ہمارے! اور ہمیں دے دجس (بھلائی) کا تو نے ہم سے
وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں قیامت کے دن رسوائہ کر،
بیشک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا، (پ ۳۳ ل عمران)
”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ عود جل کے
وعدے سچے ہیں اسکے خلاف کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ وعدہ خلافی حجوت ہے اور
حجوت عیب ہے اور اللہ عود جل تمام عیبوں سے پاک ہے۔ جس طرح اللہ عود جل
کا شریک ایسے ہی اسکا حجوت بولنا یا وعدہ خلافی کرنا بھی ممکن نہیں۔

باب نمبر 3

”انبیاء علیہم السلام کا علم غیب“

1 وَمَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رُسُلِهِ مَنْ
يَشَاءُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَتَنَقُّوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اسے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ جن
لےتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے (غیب کا علم دینے کے لیے) تو ایمان لاؤ
اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے
لئے بڑا ثواب ہے، (پ ۴۰ ل عمران)

آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ کرام علیہم السلام اور بالخصوص نبی کریم
رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا پتہ دے رہی ہے کہ مذکورہ
آیت مبارکہ میں اللہ عود جل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دیگر انبیاء
کرام علیہم السلام کو علم غیب عطا فرمانے کا ذکر فرما رہا ہے آیت سے ظاہر ہے
کہ علم تو اللہ عود جل نے اپنے تمام ہی نبیوں کو عطا فرمایا مگر یہ کیسے ممکن ہے
کہ اپنے محبوب ترین رسول جسے رسولوں اور نبیوں کا سردار بنایا اسے علم غیب
عطا نہ فرمایا کہ افعال و اقوال اور دلی حالات و کیفیات ایمان و کفر اور درجات و

مراتب سے باخبر ہوتے ہیں تو جب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے علم کا یہ حال ہے تو میرا انبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کا کیا پوچھنا۔ یقیناً نبی کریم روفت و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ عزوجل نے علم غیب عطا فرمایا لہذا ہر مسلمان کا اسی پر ایمان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا انکار کافروں اور منافقوں کا طریقہ ہے۔

2 وَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَيْكَ مَا كَمْ لَنْ تَعْلَمَ وَ كَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری (قرآن و احکام شریعت) اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے (تمام علوم غیبیہ) اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے (پ ۵ النساء)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ جانتے تھے۔ یہاں و علمک ما لم تکن تعلم میں شرع امور دین و علوم غیبیہ دلوں کے ارادے نیتیں اگلی پچھلی خبریں حالات و واقعات لوگوں کے احوال و افعال و اقوال اور انکا انجام سب ہی کچھ داخل ہیں۔ یہاں جانتے کی کوئی قید نہیں لگائی گئی

نہ کوئی نہ بتائی گئی بلکہ فرما دیا گیا کہ جو کچھ تم نہ جانتے تھے وہ سب کچھ سکھا دیا لہذا یہاں سارے ہی علوم غیبیہ مراد ہیں اور یہ اللہ عزوجل کا بڑا ہی خاص فضل ہے جو اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر فرمایا۔

3 مَا فَزَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا (کچھ نہ چھوڑا) پھر اپنے رب کی طرف (حساب کے لیے) اٹھائے جائیں گے (پ ۷ الانعام)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ قرآن کریم وہ مکمل و جامع کتاب ہے جس میں تمام اشیاء کا بیان ہے ہر خشک و تر کا بیان ہے اور یہ کتاب تمام علوم کی جامع ہے امام موسیٰ فرماتے ہیں کہ اولین آخرین کے سارے علوم قرآن مجید میں ہیں تفسیر روح المعانی میں اس آیت مبارکہ کے ضمن میں فرمایا کہ یہاں من شئی میں کوئی قید نہیں یعنی قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان ہے قرآن میں جہاں یہ معلوم ہوا کہ کوئی چیز ایسی موجود نہیں جو قرآن میں بیان نہ کی گئی ہو وہیں یہ بھی بتایا گیا کہ الرحمن علم القرآن یعنی الرحمن نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سارا قرآن سکھا دیا تو اب نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اول سے آخر تک کے تمام علوم عطا فرمادئے اور کوئی خبر کوئی شے خواہ دینی ہو

یاد دیا وی ایسی نہیں جس کا علم نبی کریم رُف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نہ ہو چنانچہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کا انکار کرے یا کم یا ناقص کہے وہ بے دین ہے۔

4 وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ نَصَدِّقُ الَّذِي بَيَّنَّ يَدَايُكَ تَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی (مخلوق) اپنی طرف سے بنالے (گھڑ لے) بے اللہ کے اتارے (بغیر اللہ کے نازل کیے) ہاں وہ اگلی (پہلی آسمانی) کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے پروردگار عالم کی طرف سے ہے، (پ ۱۱ یونس)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! معلوم ہوا کہ قرآن کریم کلام الہی ہے اسمیں گزشتہ زمانوں کی کتابوں کی مسائل و عقائد کی لوگوں کے افعال و احوال کی خبریں بھی موجود ہیں اور لوح محفوظ کے علوم غیبیہ کی بھی تفصیل موجود ہے تو جسے اللہ نے قرآن کا علم عطا فرمادیا اسے اولین و آخرین کا علم عطا فرمادیا تو چونکہ قرآن کے مطابق جب اللہ عروہ جل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قرآن کا علم عطا فرمادیا تو ثابت ہوا کہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کل علم غیب عطا فرمادیا ایسا

کوئی قطرہ کوئی زرہ نہیں جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نگاہ نبوت سے پوشیدہ ہو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہر چیز کا علم دیا گیا۔

5 وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ

شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ وَكُنَّا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بُيِّنَاتٍ لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور جس دن ہم ہر گروہ (امت) میں ایک گواہ (نبی) انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر (انکے ایمان و کفر کی) گواہی دے اور اسے محبوب! تمہیں ان سب (انبیاء و امتوں) پر شاہد (گواہ) بنا کر لائیں گے، اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن (تفصیلی) بیان ہے اور (یہ) ہدایت اور رحمت اور (جنت کی) بشارت (ہے) مسلمانوں کو (سورہ نحل پارہ 14)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ بھی نبی کریم رُف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کی دلیل ہے کہ اللہ عروہ جل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو گواہ اعظم بنایا اس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم رُف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے امتی کے ہر ہر حال سے واقف ہیں جیسا کہ امام سدی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عالم کی پیدائش سے

پہلے مجھ پر تمام انسان اپنی صورتوں پر پیش کئے گئے میں نے سب کو جان لیا پہچان لیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا پھر منبر شریف پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ آج سے قیامت تک کی جو بات چاہو پوچھ لو تم جو بھی پوچھو گے ہم بتائیں گے۔ سبحان اللہ ایہ ہے نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے ہر شخص کے حال اسکے ایمان و کفر پر پیر گاری و گناہ گاری اچھی طرح جانتے ہیں ہر ایک کے ایمان و اعمال کے مدارج کو جانتے ہیں تب ہی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قیامت میں سب کی گواہی دینگے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں بیان ہوا۔

6 الرحمن علم القرآن

ترجمہ آسان کنزالایمان

رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ (پ ۲۷۔ الرحمن)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم و سبع علم بخشا کیونکہ اللہ عزوجل نے نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قرآن سکھایا جس میں تمام علوم کی تفصیل موجود ہے۔ جب پڑھانے والا رب عزوجل اور پڑھنے والے محبوب رب اور جو کتاب پڑھی وہ کلام الہی تو بھر

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کیا عالم ہو گا کہ یہ وسیع علم اللہ عزوجل کی خاص عطا ہے جسکی پیمائش یا مقدار کا اندازہ ممکن ہی نہیں جیسے آفتاب کا نور کہ اسکی پیمائش یا مقدار کا اندازہ ممکن ہی نہیں چنانچہ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کا احاطہ ممکن ہی نہیں لہذا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم میں کمی اور کمی نکالے وہ ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔

7 عَلِيمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا

ترجمہ آسان کنزالایمان

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ انکے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔ (پ ۲۹۔ الجن)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اپنے خاص فضل و کرم سے اپنے نبیوں اور رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے لہذا اللہ عزوجل کے سب سے پسندیدہ و محبوب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی علوم غیبیہ پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ اب اگر کوئی نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرے وہ قرآن کا انکار کرتا ہے اور ساتھ ہی اللہ کے فضل اور اس کے کرم کا بھی انکار کرتا ہے ایسے شخص کو اپنی

ایمانی حالت اور اپنے ٹھکانے کا بخوبی اندازہ ہو جانا چاہیے کہ اس کا یہ گندہ عقیدہ جنت میں لے جانے والا ہے یا جہنم میں لے جانے والا۔

8. وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنٍّ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ عروجی نے علم غیب عطا فرمایا ہے کیونکہ بخیل نہ ہونا یا سخی ہونا جب ہی اس کی صفت ہو سکتی ہے کہ جب اس کے پاس چیز ہو اور وہ لوگوں کو دیتا رہے بخیل نہ کرے لہذا جب مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں فرمایا گیا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم غیب بتانے میں بخیل نہیں تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو غیب کا علم دیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ علم غیب اپنے صحابہ کرام کو بھی عطا فرمایا ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نیا ہو نہاں

جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود

9. وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ ذَيَّارًا ۝ إِنَّكَ إِن تَذَرْنَاهُمْ يَفِضْلُوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور نوح نے عرض کی، اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ، بیشک اگر تو انہیں (زندہ) رہنے دے گا تو (پھر یہ) تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کے اولاد ہو گی تو وہ بھی نہ ہو گی مگر بدکار بڑی ناشکر (پ ۲۹۔ نوح)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اپنے نور نبوت سے آئندہ آنے والی نسلوں کی نیک بختی و بد بختی ایمان و کفر سے خبردار ہوتے جیسا کہ مذکورہ آیت میں نوح علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں عرض کیا کہ اب انکی پشت سے مومن پیدا ہو گئے یہ علوم خسر میں سے ہے جو اللہ عروجی نے اپنے فضل سے انہیں عطا کیا جب نوح علیہ السلام کے علم کا یہ حال ہے تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم کا کیا عالم ہو گا جو انبیاء علیہم السلام کے علم میں نقص نہ لے لے اور ان کے علم کا انکار کرے وہ بہت ہی بڑا جاہل ہے۔

10. وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنِّي قَدْ جَعَلْتُكُمْ بَآيَةً مِّن رَّبِّكُمْ ۚ أَنِّي أَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ الظِّلِّينَ كَهَيْئَةِ الظِّلِّينَ فَإِذَا نَفَخْتُ فِيهِمْ فَيَكُونُونَ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَأُتْرِئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأُتْرِئُ التَّوَلَّىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَأَنْتُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا

تَذَكُّرُونَ اِنِّي بَيِّنٌ لَّكُمْ ۙ اِنْ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَةٌ لِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور رسول ہو گا بنی اسرائیل کی طرف، یہ فرماتا ہو کہ میں تمہارے پاس (اپنی نبوت کی) ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی (اڑنے لگتی) ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد (پیدائشی) اندھے اور سفید داغ (برص) والے کو اور میں مردے جلاتا (زندہ کرتا) ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا (خبر دیتا) ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو، بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے (میری نبوت پر کھلی) بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو، (پ ۳۱ مال عمران)

”آئے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ علم غیب انبیاء علیہم السلام کا معجزہ ہے چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام نے اسے اللہ کی نشانی فرمایا مذکورہ آیت مبارکہ میں آپ علیہ السلام اپنے اسی معجزے یعنی علم غیب کا بھی ذکر فرما رہے ہیں کہ تم جو کچھ بھی کھاتے ہو یا جمع کرتے ہو میں سب بتا سکتا ہوں میں ہر ہر دانے ہر ہر لقمے کے بارے میں جانتا ہوں جو جس نے کھایا۔ اور یہ کہ تم نے کل کیا کھایا آج کیا کھاؤ

گے اور اگلے وقت کے لئے کیا کھانا تیار کر رکھا ہے میں سب جانتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام کی نگاہ دور و نزدیک کھلی چھپی اندھیرے اجالے کھلے بندے سب دیکھتی ہے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کے علم کا یہ عالم ہے تو ہمارے خدائی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم کس قدر وسیع ہو گا۔ انبیاء کے علم کا انکار کفار کا لڑبے الحمد للہ مسلمان تو اپنے نبی کے علم کی شان اور فعت پر کامل یقین رکھتے ہیں جو انبیاء کے مطلقاً علم کو نہ مانے وہ مومن ہی نہیں۔

”انبیاء علیہم السلام بے عیب اور معصوم ہیں“

1 إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَى بِرَبِّكَ وَكِيلًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

بیشک جو میرے (مخلص) بندے میں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں، اور تیرا رب کافی ہے (ان کا) کام بنانے کو (کہ انھیں تجھ سے محفوظ رکھے) (پ ۱۵۔ نبی اسر آئیل)

آئیہ قرآن سمجھیں

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے پاک معصوم اور بے عیب ہیں نبوت کے لئے عصمت لازم ہے یعنی نبی کا گناہوں سے پاک ہونا لازم ہے لہذا اللہ عود بل نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو گناہوں سے پاک رکھا معصوم بنایا جو عظمت انبیاء کا انکار کرے یا حضرات انبیاء کے لئے گناہوں کی نسبت کرے وہ گمراہ ہے۔ چنانچہ آیت مبارکہ میں شیطان کو صاف تباہ کیا کہ تو کچھ بھی کرے مگر میرے محبوبوں پر تیرا کچھ بس نہ چلے گا لہذا یہ عقیدہ رکھنا ایمان کا تقاضا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے گناہوں کا مدور ممکن ہی نہیں وہ بے عیب اور معصوم ہیں۔

2 قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَا تُغْوِيَنَّهُمْ أَجَعِلُنَّ ۖ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

بولا تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا، مگر (سوائے) جو ان میں تیرے چنے ہوئے (مخلص) بندے ہیں، (پ ۲۳۔ ص)

آئیہ قرآن سمجھیں

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے بھکونی واضح ہو رہا ہے کہ حضرات انبیاء اسلام گناہوں سے پاک ہیں اور شیطان لا کہہ کو شش کرے ان سے گناہ اور کفر نہیں کرو سکتا مذکورہ آیت مبارکہ میں خود شیطان نے اس بات کا اقرار کیا کہ تیرے مخلص بندوں کو میں گمراہ نہیں کر سکتا تو جب عام مخلص بندے شیطان سے محفوظ رہتے ہیں تو حضرات انبیاء علیہم السلام بلا شک و شبہ گناہوں سے پاک معصوم بے عیب ہیں چنانچہ جو انبیاء علیہم السلام کو گناہ گار بنانے وہ شیطان سے بھی بدتر ہے لہذا ایسے غیث النفس لوگوں سے دور رہنے میں ہی ایمان کی سلامتی ہے۔

3 وَاتَّبَعَتْ مَلَائِكَةُ إِبْرَاهِيمَ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مِمَّا كَانُوا لَنَا أَنْ نَشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کا دین (دین اسلام) اختیار کیا ہمیں نہیں پہنچتا کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں۔ یہ اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ (پ ۱۲۔ یوسف)

آئیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ! عصمت انبیاء پر کیسی پیاری دلیل ہے یعنی حضرات انبیاء علیہم السلام پر اللہ کا یہ خاص فضل ہے کہ اس نے ان حضرات کو عقیدے اور عمل کی بربرائی سے پاک صاف بنایا لہذا جو بہ نجات ان حضرات انبیاء علیہم السلام کو گناہ گار مانے وہ خود سخت گناہ گار اور جہنم کا حق دار ہے۔

4 وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَمْلِكُمْ إِلَىٰ مَا أَنهَضَكُمْ عَنْهُ إِنِّي مَأْرُودٌ إِلَّا إِلَىٰ الصَّلَاحِ مَا اسْتَطَعْتُ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگوں میں تو جہاں تک بے سنوار نا (تمہاری اصلاح) ہی چاہتا ہوں۔ (پ ۱۳۔ ہود)

آئیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم

اسلام گناہ ہی نہیں بلکہ گناہ تو دور کی بات بلکہ گناہ کا ارادہ بھی نہیں کرتے کیونکہ گناہ نفس امارہ کے مسبب ہوتا ہے یا شیطان کر داتا ہے اللہ عزوجل کے فضل سے حضرات انبیاء علیہم السلام کا نفس امارہ نہیں ہوتا اور رہا شیطان تو اسے ان حضرات پر کچھ قابو نہیں وہ ان حضرات انبیاء علیہم السلام کی طرف سے مایوس ہو چکا ہے اللہ عزوجل نے اسے پہلے ہی صاف فرما دیا کہ اسے ابلیس میرے بندوں پر تیرا کوئی دائرہ نہیں چل سکتا یہاں بندوں سے مراد اللہ عزوجل کے محبوب مخلص بندے ہیں لہذا انبیاء کرام گناہ دارادہ گناہ سے پاک ہیں۔ شیطان خود بھی جانتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر میرا فریب نہیں چل سکتا اسی لئے اس نے کہا تھا کہ میں تیرے خاص بندوں پر غلبہ نہ پاسکوں گا لہذا اب جو یہ کہے کہ انبیاء کرام گناہ کر سکتے ہیں ایسا کہنے والا شیطان سے بھی بدتر ہے۔

5 قَالَ يَقَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ آسان کنزالایمان

کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں تو رب العالمین کا رسول ہوں، (پ ۸۔ الاعراف)

آئیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبوت اور گمراہی جمع نہیں ہو سکتیں اور کوئی نبی بھی ایک لمحہ کے لئے بھی گمراہ نہیں ہو سکتا یہاں مذکورہ آیت مبارکہ میں نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ بتا دیا

کہ میں اول ہی سے ہدایت پر ہوں ایک آن کے لئے بھی گمراہ نہیں ہوا اور مجھ میں معمولی گمراہی بھی نہیں یعنی مجھ میں گمراہی کا مادہ ہی نہیں جس سے میں گمراہ ہو سکوں کیونکہ مجھے میرے رب نے اپنی نبوت لئے منتخب فرمایا اور نبوت کے منصب کے لئے ضروری ہے نبی ہر قسم کے اعتقادی و اعمالی گناہوں سے معصوم ہوں۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی گمراہی کو ممکن ماننے میں اللہ عروہ کی توہین ہے کہ اللہ عروہ جل کا انتخاب غلط ہوتا ہے (معاذ اللہ) لہذا یہ عقیدہ رکھنا عین ایمان ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور گمراہی کا دور کا بھی واسطہ نہیں اور اللہ عروہ جل نے انہیں عقائد و اعمال کی خرابی سے معصوم رکھا ہے۔

6 لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ

الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے (یہ پیروی) اس کے لیے (ہے) کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید (ایمان) رکھتا ہو اور اللہ کو (ہر حال میں) بہت یاد کرے (پ ۲۱۔ الانزاد)

آئیے قرآن سمجھیں

بیان اللہ! معلوم ہوا کہ نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی

حیات مبارکہ ایسی مثالی ہے کہ اسے تمام انسانوں کے لئے نمونہ قرار دے گیا یہی عصمت انبیاء علیہم السلام کی دلیل بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کو اپنانے کا مسلمانوں کو درس دیا جا رہا ہے یقیناً آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم گناہوں سے پاک و معصوم ہیں کہیں کوئی معمولی سی بھی گمراہی یا گناہ کا شائبہ تک نہیں۔ چونکہ نبی کی زندگی اس کے امتیوں کے لئے قابل تقلید قرار دی گئی ہے لہذا ضروری ہے کہ نبی گناہ و معصیت سے پاک و معصوم اور بے عیب ہو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات مبارکہ کو جب قرآن میں کامل نمونہ قرار دے دیا تو آپ ﷺ کا بے عیب و معصوم ہونا خود بخود ثابت ہو گیا۔

7 مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

ارے صاحب (رسول حق و ہدایت سے) نہ بہکے نہ بے راہ (بد عقیدگی پر) چلے (پ ۲۷۔ النجم)

آئیے قرآن سمجھیں

مذکورہ آیت مبارکہ میں نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ تمہارے نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔ یعنی نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بے خیالات نہ اور بے اعمال سے معصوم پاک

میں۔ کیونکہ اللہ عود جل نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عظیم الشان ہدایت بنایا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ عقیدہ بنایا کہ وہ اعمالی سے پاک و صاف ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں بلکہ ایسا کہنا تو کجا سوچنا بھی ایمان کے لئے زہر قاتل ہے۔ جب خود قرآن کہہ رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ ہی کبھی پہلے یعنی نہ ہی کبھی معصیت کا شکار ہوئے اور نہ ہی بے راہ چلے یعنی نہ ہی کبھی گمراہی میں مبتلا ہوئے کیونکہ نبی کا ہر کلام ہر کام رب کی طرف سے ہوتا ہے نبی اپنی خواہش اور ارادے سے کچھ نہیں کرتے وہ فانی اللہ کے درجے پر فائز ہوتے ہیں لہذا ان کے لئے یہ ممکن ہی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایک آن کے لئے بھی کسی معصیت کا شکار ہوں۔ لہذا نبی کو معصوم و بے عیب ماننا عین ایمان ہے۔

باب نمبر 5

انبیاء علیہم السلام کا ادب و تعظیم

1 فَلَا دِرْكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحِبُّوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْ
اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

ترجمہ آسان کنز الایمان

تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان (گناہ بخشنے والا) پائیں تو اسے محبوب اتمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اسے اپنے دلوں میں اس (حکم کو قبول کرنے) سے رکاوٹ (تذد) نہ پائیں اور جی (خوش دلی) سے مان لیں۔ (پ ۵۔ النساء)۔

آئیے قرآن سمجھیں

بسم اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی فرمانبرداری اور بلاچوں پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہر فیصلے کو مان لینا عین ادب و تعظیم ہے جو ہر مسلمان پر لازم ہے جیسا کہ آیت مبارکہ میں واضح کر دیا گیا کہ وہ مسلمان نہیں ہو سکتے جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیصلے کو دل سے بغیر پچھچھاہٹ کے نہ مان لیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکامات کو دل سے قبول نہ کرنا طریقہ کفار سے اور زبان سے آپ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم کے فیصلے پر اعتراض کرنا کفر و ارتداد ہے اور اگر کوئی مجبوراً آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ مان لے مگر دل میں بغض رکھے تو وہ بھی کافر ہے لہذا معلوم ہو کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری ایسی طرح ضروری ہے جس طرح اللہ عز و جل کی اطاعت ضروری ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی فرمانبرداری حکم الہی ہے۔

2 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَدَىٰ وَقَلْبِهِ ۚ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلائے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے (انسان کچھ کر نہیں پاتا) اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف (بارگاہ الہی میں) اٹھنا (پیش ہونا) ہے،

(پ ۹۔ الانفال)

آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہ السلام کی اطاعت میں جلدی کرنی چاہیے یہاں بلائے پر فوراً حاضر ہو جانے سے مراد فوراً اطاعت کرنا ہے یعنی بنی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی طرف بلائیں یا اللہ کے کسی حکم کی

طرف ہمیں چاہیے کہ فوراً اطاعت بجالائیں۔ لہذا احادیث پر عمل کرنا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح قرآن پر عمل چونکہ نفس و شیطان اطاعت کے راستے میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں لہذا چاہیے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت میں جلدی کریں یہی بارگاہ رسالت کا ادب و تعظیم کا تقاضا ہے۔

3 كَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَصَرُّوا وَأَتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

ترجمہ آسان کنزالایمان

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے (تبلیغ دین میں) مدد دیں اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا دی بامراد (کامیاب) ہوئے، (پ 9۔ الاعراف)

آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہ السلام کی اطاعت و تعظیم خواہ قولاً ہو یا عملاً لازمی ہے بلکہ رکن ایمان ہے لہذا ضروری ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کی تعظیم و ادب لازمی و ضروری سمجھا جائے۔ اور جو نور انکے ساتھ اترا یعنی قرآن و حدیث و غیرہ ان سب پر عمل کرنا بھی اطاعت و تعظیم جو ادب میں داخل ہے الغرض بنی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذکر خیر

کادب مثلاً میلاد شریف وغیرہ آپ ﷺ کے شہر پاک کادب مومنے مبارک کادب خاک مدینہ کادب نام پاک سن کر ادبا انگھوئے چومنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نقش نگین پاک کادب وغیرہ غرضیکہ تاقیامت مارے مسلمانوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تعظیم وادب لازم ہے۔

4 لَتَشُوْمُنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتُعْزِزُوْهُ وَتُقِرُّوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بِكُورَةٍ وَّاَصِيْلًا

اَصِيْلًا

ترجمہ آسان کنزالایمان اور (مومنین کو جنت کی) خوشی اور (کفار کو نذاب جہنم کا) ڈر سنانا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو (پ ۲۶ الفتح)

آیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! یہاں بخوبی واضح ہو گیا کہ تمام مخلوق پر نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت تعظیم توقیر واجب ہے کہ یہ قرآن کا حکم ہے ہر وہ تعظیم جو خلافت شرع نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کی جائیگی یہاں تعظیم و توقیر میں کوئی قید نہیں لگائی گئی لہذا تعظیم نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہو یا آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی کسی چیز کی ہو بہر حال ایمان کا لازمی جزو ہے۔

5 يَاۡۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْعُدُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ

سُبْحٰنَ عَلَیْہِ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے (قول و فعل میں) آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (پ ۲۶ الحجرات)

آیے قرآن سمجھیں

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کادب و تعظیم یہ بھی ہے کہ کسی بھی معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پیش قدمی نہ کی جائے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکامات کو اپنی عقل کی ترازو میں نہ تولاجائے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات و سنت و احکامات کو ہلکانہ جانے بلکہ جیسا فرمایا گیا بلا چون چر او یسا ہی کیا جائے یہی عین اطاعت اور تعظیم و توقیر ہے۔

6 يَاۡۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْقَعُوْا اَصْوَابَكُمْ فَوَیْ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهُۥ

بِالْقَوْلِ ۚ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

ترجمہ آسان کنزالایمان اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے (آہستہ آواز سے عرض کرو) اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں (اس بے ادبی کے سبب) تمہارے

(نیک) عمل اُکارت (ضائع) نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (پ ۲۶۔ الحجرات)

آئیے قرآن سمجھیں

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایک اور ادب سکھایا جا رہا ہے کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائے تو اپنی آوازوں کو اونچا ہونے یعنی بلند ہونے سے بچائیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عام القابات سے نہ پکاریں جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں یہ سخت بے ادبی ہے۔ مذکورہ آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کی ادنیٰ سی بے ادبی بھی کفر ہے کیونکہ کفر سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں جیسا کہ بیان ہوا کہ کہیں تمہارے عمل رکاوٹ نہ ہو جائیں اس سے واضح ہو کہ جب بارگاہ نبوی میں صرف میں ہر روز بند کرنے پر نیک اعمال ضائع ہو جائے تو دوسری ہے ادبیوں پر بے لادبی کا کیا حال ہو گا چنانچہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کا ادب تعظیم و توقیر و ایمان کا حصہ ہے یہ نہیں تو ایمان بھی باقی نہیں رہتا۔

7 لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ (بنالو) جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے جنگ اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے (سے) ٹکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر توڑیں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ (دنیا میں عذاب نہ) پہنچے یا ان پر (آخرت میں) دردناک عذاب (نہ آ) پڑے (پ ۱۸۔ النور)

آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے بھی یہ ہی واضح ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایسے الفاظ سے نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ بعض لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنا بڑا بھائی کہتے ہیں یہ سخت بے ادبی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم سب کے آقا و مولیٰ اور تمام نبیوں کے سردار ہیں لہذا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یا رسول اللہ یا شفیع المذنبین یا رحمتہ للعالمین یا سید الانبیاء وغیرہ وغیرہ ادب کے الفاظ سے پکارو اور یاد کرو۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پکارنے پر یا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کسی حکم پر فوراً الیک کہو اور بڑھ کر عمل کرو آپ ﷺ کے فرمان کو آپس کی باتوں کی طرح نہ سمجھو کہ مانو یا نہ مانو کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہر فرمان ہر حکم ہر پکار پر عمل کے لئے کھڑے ہو جاؤ جو ایسا نہ کرے گا وہ سخت بے ادبی کا

8 وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُمْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۚ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

اور نہ کسی مسلمان مرد نہ (کسی) مسلمان عورت کو (یہ حق) پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم (فیصلہ) فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم (فیصلہ) نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح (کھلی) گمراہی (میں) بیگا، (پ۔ الاحزاب)

آیہ قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ بھی انبیاء کرام علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم بنا رہی ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کو بھی یہ حق حاصل نہیں اور اسکے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی بھی معاملے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے برخلاف کرے خواہ اسکا اپنا ذاتی معاملہ ہی کیوں نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر حکم کے آگے اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ سر جھکا دینا ہر مسلمان کے لئے لازم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دین و دنیا مال و جان کے مالک ہیں یہی قرآن کا فیصلہ ہے۔

9 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ

غَيْرِ نَظِيرِ بْنِ إِسْمَ ۚ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَأَدْخُلُوا ۚ وَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُمْسِكِينَ ۚ بِحَبِيبٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَعْجِلُ مِنْكُمْ ۚ وَاللَّهُ لَا يَسْتَعْجِلُ مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَدَّاعٍ جَبَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقَوْلِكُمْ وَقُلُوهُنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِرُوا آدْوَابَهُ مِنْ بَعْدِهِ ۚ آيَاتُ اللَّهِ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک (ان سے) اذن (اجازت) نہ پاؤ مثلاً (اس صورت میں کہ) کھانے کے لیے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکرنے کی راہ کو (انتظار کرو) ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب (کھانا) کھا چکو تو (فوراً) متفرق ہو جاؤ نہ یہ (کرو) کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بیشک (تمہارے اس طرح کرنے سے) اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے (حیا و مروت میں تم سے کچھ نہ کہتے) اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا، اور جب تم ان (رسول کے اہل خانہ) سے برستے (استعمال) کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر (پچھنے سے) مانگو، اس میں زیادہ ستم رانی (پاکیزگی) ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی اور تمہیں (ہر گز یہ حق) نہیں پہنچتا کہ (اپنے کسی بھی عمل سے) رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان

کے (ظاہری وصال کے) بعد کبھی ان کی بیویوں (ازواج) سے نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات (باعث غضب) ہے۔ (پ ۲۲۔ الاحزاب)

آیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! نبی کو انبیاء علیہم السلام کی ادب و تعظیم کی اہمیت کا اندازہ اس آیت مبارکہ سے بخوبی واضح ہو رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے گھروں کی عظمت و حرمت کا قرآن پاک میں بیان ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے گھروں میں بغیر اجازت داخل ہونا سخت بے ادبی ہے حضرت جبریل امین و حضرت ملک الموت بھی نبی کریم اور روف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دولت کدے میں بغیر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اجازت کے اندر داخل نہ ہوئے چنانچہ مذکورہ آیت مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گھر میں داخل ہونے کے آداب سکھائے جا رہے ہیں یہاں تک کہ یہ بھی بیان ہوا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و عورت دے کر بلائیں تب بھی بغیر اجازت داخل نہ ہوں بلکہ کھانا تیار ہو جانے کے بعد جب بلایا جائے تب حاضر ہوں اور جب کھانا کھالیا جائے تو فوراً ہی واپس لوٹ آئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ادب و تعظیم اور توقیر ایمان کا لازمی جزو اور ایسا لازمی جزو جس کا طریقہ خود رب عود جل سکھارہا ہے اور یہ وہ ادب ہے جسے صرف مومن ہی نہیں بلکہ جن ملائکہ در بندے و پرندے شجر و حجر غرض تمام مخلوق بجالاتی ہے۔

10 وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ

بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

سَوَاءً السَّبِيلُ ۝

ترجمہ آسان سنو الایمان

اور اللہ نے فرمایا بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے سوالوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو (اس کی راہ میں خرچ کرو) بیشک میں تمہارے گناہ اتار دوں (مٹا دوں) گا اور ضرور تمہیں (جنت کے) باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں پھر اس کے بعد جو میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی (ہدایت کی) راہ سے بہکا (پ ۶۔ المائدہ)

آیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم و توقیر ایسی اہم اور لازمی عبادت ہے کہ اللہ عود جل نے اپنے بندوں سے اسکا عہد لیا تعظیم و ادب کا کوئی سا بھی طریقہ ہو بس شرک نہ ہو تو باعث اجر و ثواب ہے اور ایمان کا حصہ ہے تو ہر مسلمان کو چاہیے کہ جس قدر ممکن ہو سکے نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور ادب بجالائے اور اس میں کوئی کسر نہ

آئیے مستر آن سمجھیں

انہار کھے کیونکہ آخرت کی کامیابی انبیاء علیہم السلام کی تعظیم و ادب اور توقیر میں پوشیدہ ہے اور اعمال پر مقدم ہے لہذا معلوم ہو کہ تمام نبیوں پر ایمان لانا اور ان کا ادب و احترام تعظیم و توقیر اسلام کا رکن ہے اور کسی بھی نبی کا انکار یا بے ادبی کفر ہے۔

11 وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے،
(پ۔ ا۔ التوبہ)

آئیے قرآن سمجھیں

مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء کو ایذا دینا تکلیف دینے والا دردناک عذاب کا حقدار ہے۔ جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں واضح فرما دیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تکلیف دینا خواہ زبان سے ہو یا کسی عمل سے کفر ہے کیونکہ قرآن پاک میں دردناک عذاب کا ذکر کفار کے لئے ہی بتایا گیا اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کا ادب ایمان کا رکن ہے تو اب جو بے ادبی اور گستاخی رسول کا مرتکب ہو وہ خارج از ایمان ہے۔ اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم و اختیار اور ذات و صفات میں نقص نکالتے ہیں اور شان پاک گھٹانے کی کوشش کرتے

آئیے مستر آن سمجھیں

رہتے ہیں اور اپنی تحزیر و تقریر کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کا ایسا کرنا نہیں ایمان سے ایسے خارج کر دیتا ہے جس کمان سے تیر ہر مسلمان کو چاہیے کہ ایسے بے ادبوں گستاخوں سے دور رہیں اور ہر ممکن طریقہ سے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ادب بجالائیں اور سعادت مندوں میں شامل ہو جائیں۔

12 اَلَمْ يَعْلَمُوا اَنَّهُمْ يُحَادِّثُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَانْكَرُ لَهُمْ جَهَنَّمَ مَخَالِكًا

فِيهَا ذٰلِكَ الْخُزْيُ الْعَظِيْمُ

ترجمہ آسان کنزالایمان

کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا، یہی بڑی رسوائی ہے،
(پ۔ ا۔ التوبہ)

آئیے قرآن سمجھیں

مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے کسی بھی حکم کو ناحق جاننا اور اسکی مخالفت کرنا کفر ہے جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مخالفت دینی امور ہو یا دنیاوی امور میں ہر حال میں کفر تک لے جانے والی ہے یہاں تک کہ مخالفت ادنیٰ ترین ہی کیوں نہ ہو کفر ہے خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ دل سے ہو یا زبان سے اسکے لئے ہمیشہ

کے لئے جہنم کی آگ ہے یعنی وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسول کو راضی رکھنے کی ہر دم کوشش کرتا رہے اور یقیناً اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا انکی مخالفت میں نہیں بلکہ انکی اطاعت میں ہے۔

13 وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
رَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور اسے محبوب اگر تم ان سے (مسلمانوں پر طعنہ زنی کا) پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی نہیں کھیل میں (دل لگی کرتے) تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے (دل لگی کرتے) ہو، بہانے نہ بناؤ۔ (پ۔ ا۔ التوبہ)

آئیے قرآن سمجھیں

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی ایمان ضائع ہو جانے کا سبب ہے مذکورہ آیت مبارکہ سے بخوبی واضح ہو گیا کہ انبیاء کرام کا مذاق اڑانا، ان پر بھتیان کسنا کی سسنا انکے احکامات کا یا انکی غیبی خبروں مذاق اڑانا یا علم غیب کا مطلقاً انکار کرنا یہ سب انبیاء علیہم السلام کی توہین ہے جو کفر ہے اور منافقین اور کفار کا طریقہ ہے یہاں تک کہ

گستاخی کی نیت نہ ہو محض دل بہلانے کا کسی کو راضی کرنے یا خوش کرنے کے لئے بھی گستاخی کی جائے تو کفر ہے حتیٰ کہ ایسی گستاخانہ باتیں گستاخی کرنے والے کی رضا کے لئے خاموشی سے سنا اور رد نہ کرنا بھی کفر ہے جان لینا چاہیے کہ نبی کی توہین اللہ کی توہین ہے جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ منافقین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی تھی مگر قرآن پاک میں فرمایا گیا اللہ کا یہ دور رسول یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذاق اڑانا اللہ عزوجل اور اسکی تمام آیات کا مذاق اڑانا ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ادب اللہ عزوجل اور قرآن پاک کی تعظیم و ادب ہے۔

14 قَالَ يَا بَلِيسَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتَ بِيدِي ۚ أَسْتَخْبِرُكَ أَفَرَأَيْتَ

كُنْتُ مِنَ الْعَالَمِينَ ۚ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۚ قَالَ فَاهْجُزْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۚ وَإِنْ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۚ

ترجمہ آسان کنزالایمان

فرمایا اسے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے (سجدے سے باز رہے) جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تجھے غرور آگیا یا تو تھا ہی مغروروں (کی جماعت) میں، بولا میں اس (آدم) سے بہتر ہوں (کیونکہ) تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا، فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندہ (لعنت کیا) گیا اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک

آیے قرآن سمجھیں

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کس قدر نقصان دہ ہے ایسی جو عالم بھی تھا ایک بڑا عبادت گزار بھی تھا مگر جب اس نے نبی کی شان میں گستاخی کی اور آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور نبی کے مقابل خود کی افضل و برتر جانا اور کہا تو نتیجاً ہمیشہ کے لئے بارگاہ الہی عودِ بطن میں پھنکارا ہوا لعنت ذرہ قرار دیا گیا جبکہ باقی ملائکہ نے اطاعت کی اور آدم علیہ السلام کو سجدہ بھی کیا اور انھیں افضل و برتر جانا تو وہ سب کے سب بارگاہ الہی میں مقرب ٹھہرے لہذا معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کا ادب و تعظیم مقرب الہی کا ذریعہ اور ایمان کی سلامتی کا سبب ہے جبکہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی و بے ادبی غضب الہی اور سلب ایمان کا سبب ہے۔

15 إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان کی لعنت ہے (اس کی رحمت سے محروم ہیں) دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (پ ۲۲ الاحزاب)

آیے قرآن سمجھیں

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جس کام سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا پہنچے وہ کام حرام اور ایمان ضائع ہو جانے کا ذریعہ ہے خواہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کسی سنت کو ہلکا جانے سے حقیر سمجھے یا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات و صفات میں طعن کرے یا کسی بھی ذریعہ یا طریقے سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان و عظمت گھٹانے کی کوشش کرے یا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تصرفات و اختیارات کا انکار کرے آپ کی حیات بعد وفات کا منکر ہو یا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذکر خیر کو روکنے کی کوشش کرے وغیرہ وغیرہ یہ سب عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا پہنچانے والے ہیں اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے سے روکتے ہیں اسمیں رکاوٹیں ڈالتے ہیں اور لوگوں کو بہکاتے و رغلالتے ہیں وہ سب کے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا پہنچانے والوں میں شامل ہیں اور ایسوں کے لئے قرآن پاک کا یہ فیصلہ ہے کہ ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور حشر میں انکے لئے ذلت کا عذاب تیار ہے۔

16 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمِعُوا وَلِلْكَافِرِينَ

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان اے ایمان والو! رعنا (رعایت کریں) نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (پ البقرہ)

آئیے قرآن سمجھیں

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان مبارک میں ہلکا یا ادنیٰ لفظ بولنا حرام ہے چاہے توین کی نیت نہ بھی تو پھر بھی ایسا کرنا سخت بے ادبی ہے اور اگر توین کی نیت سے ایسا کوئی ہلکا لفظ بولا تو کفر ہے۔ اور اگر ایسا لفظ ہو جس کے دو معنی نکلتے ہوں ایک معنی اچھا اور ایک معنی برا تو ایسا لفظ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے بولنا منع ہے اور ادب و تعظیم کے خلاف ہے جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا۔ یہاں بخوبی یہ بھی واضح ہو گیا کہ بارگاہ نبوت کا یہ ادب خود قرآن نے ہمیں سکھایا ہے۔ لہذا اب اس میں چون چرائی ہر گز گنجائش نہیں لہذا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں ایسے الفاظ بھی ہر گز ہر گز نہ بولے جائیں جن میں بے ادبی کا ادنیٰ سا بھی شائبہ ہو یہی ادب و تعظیم کا تقاضا ہے۔

باب نمبر 6

”انبیاء علیہم السلام کا حاضر ناظر ہونا“

1 وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُشْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ وَمَنْ

يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور تم کیوں کر (کیسے) کفر کرو گے تم پر اللہ کی آیتیں پڑھتی جاتی ہیں (قرآن کے احکام سنائے جاتے ہیں) اور تم میں اس کا رسول تشریف لایا اور جس نے اللہ کا سہارا لیا (اللہ کے دین کو مضبوطی سے اپنایا) تو ضرور وہ میرا راہ دکھایا (ہدایت دیا) گیا۔ (پ ۱۴۳ ل عمران)

آئیے قرآن سمجھیں

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تاقیامت مسلمانوں میں کریم آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فیض جاری رہے گا یعنی مسلمانوں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس طرح تشریف فرما ہیں کہ دکھائی نہیں دیتے مگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جو دو کرم جاری و ساری ہے جیسے جان کہ جسم میں موجود ہوتی ہے مگر دکھائی دیتی چنانچہ مسلمانوں سے فرمایا جا رہا ہے کہ اسے مسلمانوں تمہارا ایمان سے پھر جانا اور کافر ہو جانا کیونکر ہے جبکہ تمہارے پاس قرآن پاک بھی موجود ہے جسکے احکامات ارشادات تاقیامت علماء و فقہاء و صوفیا

سمجھاتے اور سکھاتے رہیں گے اور دوسرے عظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں جو تاقیامت تمہارے درمیان تشریف فرما رہے جو بظاہر نظر تو نہیں آتے مگر انکی نبوت کے آثار و شواہد کھائی دیتے رہیں گے چنانچہ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاضر و ناظر ہیں ہمارے احوال سے باخبر ہیں اور ہمارے ایمان و اعمال کے گواہ ہیں۔

2 دَلُّوا أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوْجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا حَكِيمًا

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (گناہ کر بیٹھیں) تو اسے محبوب! تمہارے حضور حاضر (جسمانی یا قلبی طور پر) ہوں اور پھر اللہ سے (تمہارے وسیلے سے) معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے (اللہ سے ان کے لیے معافی چاہے) تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان (گناہ بخشنے والا) پائیں۔ (پ ۵۔ النساء)

آئیے قرآن سمجھیں

بسم اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اپنی امت کے حالات و واقعات اچھے برے اعمال سے واقف ہیں اسی لئے قیامت تک کے مسلمانوں کو فرما دیا گیا کہ اگر وہ کوئی

گناہ کر بیٹھیں تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اب خواہ مدینہ طیبہ حاضر ہو کر یا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی کی طرف متوجہ ہو کر دونوں ہی صورتوں میں کریم آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم متوجہ ہوتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرے پھر کریم آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم جھکے لئے بارگاہ الہی میں معافی چاہیں گے تو اللہ عزوجل اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اسی لئے آیت مبارکہ میں جاؤ کہ تو فرمایا مگر فی المدینہ کی قید نہ لگائی گئی لہذا اثبات ہوا کہ بارگاہ نبوت میں حاضری کے لئے مدینہ منورہ جانا ضروری نہیں مگر جہاں بھی ہو دیں اپنی توجہ کریم آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف مبذول کرے حاضری میسر ہو جائیگی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا گناہ ہمارے شفاعت کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے امتی کا حال ملاحظہ فرما جا رہے ہیں یہی ایک مسلمان کا عقیدہ ہونا چاہیے۔

3 فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

ترجمہ آسان کنزالایمان

تو کیسی (حالت) ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ (ہر امت کے نبی کو) لائیں اور اسے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں (پ ۵۔ النساء)

آیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام اگلے پچھلے واقعات ملاحظہ فرما رہے ہیں جیسی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم روز قیامت گواہ ہونگے اور ہر ایک کی گواہی دینگے۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام ہی انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امت کے ظاہری و باطنی اعمال پر مطلع ہوتے ہیں انہیں ملاحظہ فرما رہے ہوتے ہیں انکے درمیان موجود ہوتے ہیں اگر انبیاء علیہم السلام حاضر و ناظر نہ ہوتے تو گواہی کیسی اور یہ گواہی بھی سنی سنائی نہ ہوگی بلکہ چشم دید ہوگی۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور ہمارے کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاضر و ناظر ہوتے ہیں اور روز قیامت بخفا بھی کریم آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر و ناظر کے قائل ہونگے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گواہی پر جرح نہ کرینگے تو پھر ایک مسلمان کس طرح ان کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار ہی ہو سکتا ہے۔

4 وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

ترجمہ آمان کنز الایمان

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل، کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے گواہ (پ ۲۱۰ البقرہ)

آیے قرآن سمجھیں

مذکورہ بالا آیت مبارکہ بھی نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی دلالت کرتی ہے لہذا کہ آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ روز قیامت نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے تقویٰ و طہارت کی بھی گواہی دینگے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حالات و واقعات کے شاہد ہیں چنانچہ معلوم ہوا کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمام انبیاء کے حالات آنکھوں سے ملاحظہ فرمائے اور اپنی امت کے ہر ظاہر و باطن حال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور دنیا میں ہر ایک کے سارے حالات سے پورے واقف ہیں۔

5 وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ

ترجمہ آمان کنز الایمان

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اسے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو (کیونکہ تم رحمتہ اللعالمین ہو) (پ ۲۰ الانفال)

آیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ کو دل کی آنکھوں سے پڑھا جائے تو بخوبی واضح ہو رہا ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اور ہر بات ملاحظہ فرما رہے ہیں کیونکہ جن گناہوں کے سبب پچھلی امتوں

اور قوموں پر عذاب الہی نازل ہوتے وہ تمام تر بلکہ اس سے بھی زیادہ گناہ تو آج بھی ہو رہے ہیں مگر عذاب الہی نازل نہیں ہوتا کیوں یعنی صرف نبی کریم روف کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی موجودگی کی وجہ سے عذاب نازل نہیں ہوتے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ظاہری طور پر پردہ فرمانے کے باوجود ہمارے درمیان موجود ہیں اسی وجہ سے ہم اللہ عروہی کے عذاب سے بچے ہوئے ہیں اور تاقیامت بچے رہیں گے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں جب تک عالم باقی ہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیضان سے ہم فیض پاتے رہیں گے بلکہ قبر و حشر میں بھی یہ فیض جاری رہے گا۔ چنانچہ یہ عقیدہ رکھنا عین ایمان ہے کہ نبی کریم روف کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر وقت مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور گناہوں کے باوجود ہم پر عذاب نازل نہ ہونے کی وجہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی موجودگی ہے۔

6 اَللّٰہِیْ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجًا اَمْهَلَتْهُمْ

ترجمہ آمان کنز الایمان

یہ نبی مسلمانوں کا (دین و دنیا کے تمام معاملات میں) ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں (ازواج) ان (مومنین) کی مائیں ہیں (پ ۱۲۱ الاحزاب)

آئیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ! یہ آیت مبارکہ کہ بھی نبی کریم روف کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے کا اشارہ دے رہی ہے۔ اولیٰ کے معنی میں زیادہ قریب زیادہ مالک زیادہ حقدار یہاں تینوں ہی معنی درست ہیں چنانچہ معلوم ہوا کہ نبی کریم روف کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر مومن کے دل میں حاضر و ناظر ہیں کہ جان سے زیادہ قریب ہیں اور یہی عقیدہ صحابہ کرام، اولیاء کرام عظام اور تمام مومنین کا ہے۔

7 اِنَّا ارْسَلْنَاكَ شَٰہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا

ترجمہ آمان کنز الایمان

بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور در سناتا۔ (پ ۲۶ النسخ)

ترجمہ کنز الایمان۔۔۔۔۔ آئیے قرآن سمجھیں

مذکورہ آیت مبارکہ میں بھی نبی کریم روف کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے کی وضاحت ہو رہی ہے کہ شاہد بمعنی گواہ کے بھی ہیں اور محبوب حاضر موجود۔ یہ تمام ہی معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف نسبت رکھتے ہیں آپ ہر مسلمان کے محبوب بھی ہیں انکے دلوں میں موجود ہیں اور حاضر ناظر ہونے کی وجہ سے روز قیامت تمام انبیاء علیہم السلام اور امتوں کے گواہ بھی ہیں کہ سب کے فیصلے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گواہی پر ہونگے یعنی

آپ ﷺ ناقیامت مخلوق کے درمیان موجود رہیں گے لہذا روز قیامت مخلوق کی گواہی دیں گے خود قرآن نے اس بات کا اظہار مذکورہ آیت مبارکہ میں کیا کہ ہم نے آپ کو شاہد یعنی حاضر ناظر بھیجا لہذا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی موجودگی کا انکار کرنا محض جہالت اور قرآن سے ناواقفی کے سبب ہے۔

8 اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا مُّشَاهِدًا عَلَیْكُمْۙ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

(اے اہل مکہ) بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول (محمد) بھیجے کہ تم پر حاضر ناظر ہیں (ہر ایک کے ایمان و کفر کو جانتے ہیں) جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول (موسیٰ و ہارون) بھیجے (پ ۲۹ المزل)

آئیے قرآن سمجھیں

مذکورہ آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمہارے درمیان حاضر ناظر ہیں اور تمہارے ہر ہر عمل کو ملاحظہ فرما رہے ہیں تو تمہیں چاہیے کہ خود کو گناہوں سے بچاؤ اور اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حیا کرو کہ وہ تمہارے ہر درمیان موجود ہیں اور تمہاری حالت ملاحظہ فرما رہے ہیں اور تمہارے حال افعال اقوال اور دلی ارادوں تک سے واقف اور گواہ ہیں۔

باب نمبر 7

انبیاء علیہم السلام کا تصرف و اختیار

1 قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۚ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ تُوَلِّجُ الْمِیْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوَلِّجُ النَّهَارَ فِی الْیَلِیْلِ وَ تَخْرِجُ الْمِیْتَ مِنَ الْمِیْتِ وَ تَخْرِجُ الْمِیْتَ مِنَ الْحَیِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

یوں عرض کر، اے اللہ! ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے چھین لے، اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے، بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے تو دن کا حصہ رات میں ڈالے (دن کو رات میں داخل کرے) اور رات کا حصہ دن میں ڈالے (رات کو دن میں داخل کرے) اور مردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے اور جسے چاہے بے گنتی (بے حساب) دے، (پ ۳۱ المزل)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء و اولیاء اللہ عود علی کی عطا سے اس کے ملکوں کے مالک ہیں اور رب عود علی کے

دیکھیے ہوئے اختیارات سے عالم میں تصرف کرتے ہیں جیسا کہ مذکورہ آیت میں توفی الملک سے واضح ہوا چنانچہ معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء نائب کبریا ہوتے ہیں تو جب عالم انبیاء علیہم السلام سے تصرفات و اختیارات رکھتے ہیں تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات کا کیا عالم ہو گا۔ لہذا جو حضرات انبیاء علیہم السلام کو کسی چیز کا مالک نہ ماننے وہ اس آیت کا انکار ہی ہے مذکورہ آیت مبارکہ کے آخری حصے میں و ترزق من تشاء بغیر حساب فرمایا گیا۔ رب تعالیٰ کی نعمت کے حصے کو رزق کہا جاتا ہے چنانچہ اس کے لئے فرمایا گیا کہ اللہ عود جل جہے چاہے بے گنتی دے اور حساب بمعنی گمان بھی آتا ہے اور بمعنی شمار بھی یعنی جسے چاہے اتنا عطا فرماتا ہے جو خیال و گمان اور شمار میں بھی نہ آسکے تو جب رب عود جل کی عطا کا یہ عالم ہے تو اس کے فضل و کرم اور اس کی عطا کا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا عالم ہو گا لہذا معلوم ہوا کہ اللہ عود جل کے خاص فضل و کرم سے اس کے انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام بہت تصرف و اختیار رکھتے ہیں جو ہمارے گمان و شمار میں بھی نہیں آسکتا۔

2 اَلَا اَخْلَقْنٰ لَكُمْ مِنَ الظِّلِّينَ كَهَيْئَةِ الظِّلِّ فَاَنْفُخْ فِيْهِ فَيَكُوْنُ ظِلًّا يَّادُّنِ اللّٰهُ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْوَصَ وَاُنْزِلُ الْبُرْقٰنَ يَّادُّنِ اللّٰهُ ۚ وَاَنْتَفِخْكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدْخُلُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

میں تمہارے لئے مٹی سے پردہ کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں بچو نک مارتا ہوں تو وہ فوراً پردہ ہو جاتی (اڑنے لگتی) ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد (پیدائشی) اندھے اور سفید داغ (برص) والے کو اور میں مردے جلالتا (زندہ کرتا) ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا (خبر دیتا) ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو، بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے (میری نبوت پر کھلی) بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو، (پس سنا لیں عمران)

”آئیے اقرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اللہ عود جل کے اذن سے دافع بلا و دافع وباؤ ہوتے ہیں جیسے کہ آیت میں مذکور ہوا، پیدائشی اندھا ہونا کوڑھی ہونا عظیم بلا و وباؤ ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام اسے دفع فرمایا کرتے تھے یہ اس کے تصرف و اختیار کا کھلا ثبوت ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ عود جل نے موت و زندگی کا بھی اختیار عطا فرمایا جیسا کہ مذکور ہوا کہ میں مردے جلالتا (زندہ کرتا) ہوں حالانکہ زندگی اور موت پر کسی کا اختیار نہیں سوائے اللہ عود جل کے مگر وہ چاہے تو اختیار جسے چاہے عطا فرمادے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمایا تو جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تصرفات کا یہ عالم ہے تو جو حضرت عیسیٰ کے بھی سردار ہیں اور محبوب رب

عروہ جل میں تو آپ ﷺ کے تصرفات و اختیارات کا کیا پوچھنا۔ اگر غور کیا جائے تو یہ بھی معلوم ہو گا صرف مردے ہی زندہ نہ فرماتے تھے۔ بلکہ جسم کے اجزاء مٹی بن گئے اور اسکے ذرات بکھر گئے کوئی مغرب میں تو کوئی مشرق میں کوئی تری میں تو کوئی خشکی میں ان اجزاء کو جمع کرنا پھر مٹی گوشت کھال بنا پھر جسم کا مکمل ہونا اسکا زندہ ہونا اور بولنا سننا چلنا پھر نایہ ایسے امر میں جو سوائے اللہ کے کسی کی قدرت میں نہیں مگر جب اللہ چاہے یہ طاقت و قدرت اپنے محبوبوں کو بھی عطا فرما دیتا ہے جیسا کہ آیت میں مذکور ہو اسی طرح پیدا نشی اندھا کہ نہ اسکی آنکھ نہ اسکی نور مگر عیسیٰ علیہ السلام پیدا نشی بے نور آنکھوں کو بھی روشن فرما دیا کرتے یہ سب اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے تو جو حضرات انبیاء کے تصرفات و اختیارات کا انکار کرے وہ اللہ عروہ جل کے فضل کا انکاری ہے لہذا یہ عقیدہ رکھنا بالکل درست ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام و سید الانبیاء دافع بلا و بلا و الم میں اولاد دیتے ہیں زندگی بخشے ہیں صحت دیتے ہیں الغرض جو چاہیں جسے چاہیں جب چاہیں عطا فرماتے ہیں۔

3 قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكَ الْاَلَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا

ترجمہ آسان کنزالایمان

بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں، کہ (تاکہ) میں تجھے ایک ستھرا (پاکیزہ) بیٹا دوں (عطا کر دوں) (پ ۱۶- مریم)

”آئے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام اللہ عروہ جل کے اذن سے بیٹا دے سکتے ہیں جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں جبریل امین نے فرمایا کہ مجھے رب عروہ جل نے بھیجا ہے کہ میں آپکا ایک ستھرا بیٹا دوں جب اللہ عروہ جل کے فرشتے کو یہ اختیار قدرت حاصل ہے کہ رب عروہ جل کی عطا سے وہ اولاد جیسی اعلیٰ نعمت بھی کسی کو عطا کر سکتا ہے تو جو تمام جہانوں کے سردار اور اللہ عروہ جل کے محبوب ترین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرفات و اختیارات کس درجے اور مرتبے کے ہونگے۔ یقیناً نبی کریم رؤف رحیم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب عروہ جل کے خاص فضل و کرم اور عطا و اذن سے بے اولادوں کو اولاد بیماروں کو صحت مظلوموں کو مال و دولت اور حاجت مندوں کو طرح طرح کی نعمتیں عطا فرماتے ہیں لہذا یہ عقیدہ رکھنا درست ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو اولاد، مال، عزت، صحت، شہادت حتیٰ کہ ایمان و جنت بھی عطا کرنے کا اختیار رکھتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں مذکور ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ربیعہ نے جنت اور ایک صحابیہ نے شہادت اور حضرت ابوہریرہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہم نے اپنی والدہ کے لئے ایمان کی نعمت طلب فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں وہ سب کچھ عطا فرمایا۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝ وَالشَّيَاطِينُ كُلُّ بَنَاءٍ
وَعَوَّاهٍ ۝

ترجمہ آمان بخرا لایمان

تو ہم نے جو اس (سلیمان) کے بس (قابو) میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم (فرمانبردار انداز میں) چلتی جہاں وہ چاہتا، اور دیو (جن) بس (قابو) میں کر دیے ہر معمار (عمار میں تعمیر کرنے والے) اور غوطہ خور (سمندر سے موتی نکال کر دینے والے) (پ ۲۳ ص)

”آیے قرآن سمیں“

بحان اللہ اہمذ کورہ آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ عروجل کی عطا اور اسکے خاص فضل و کرم سے حضرت سلیمان علیہ السلام ہوا پد تصرف فرماتے تھے اور وہ آپ علیہ السلام کے حکم سے چلتی تھی یقیناً یہ آپ علیہ السلام کے تصرفات و اختیارات کی ایک جھلک ہے کہ ہوا جو قادر مطلق عروجل کے اختیار میں ہے اور اسکے زیر حکم ہے مگر رب کی عطا سے اسکے رسول کے بھی زیر فرمان ہے تو جب سلیمان علیہ السلام کی دسترس میں ہوا ہے تو سب نبیوں اور رسولوں کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دسترس میں کیا کچھ نہ ہو گا لہذا ہوا ہو یا بادش سورج ہو چاند ہر شے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدرت و اختیار میں ہے متعدد احادیث میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے

بادش برسی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے رک بھی گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے دو سورج واپس پلٹ آیا اور ایسے ہی بے شمار تصرفات و اختیارات کے نظارے کتب احادیث میں مروی ہیں۔ مذکورہ آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زیر فرمان جنات بھی تھے یعنی اللہ کی مخلوقات اللہ کے حکم سے اسکے محبوبوں کے قبضے میں ہوتی ہیں جنات جیسی طاقتور مخلوق بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضے میں تھی حتیٰ کہ آپ علیہ السلام نے سرکش جنات کو بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر دیا یہ سب حضرات انبیاء کے تصرفات و اختیارات کی دلیلیں ہیں جو ہر ذی شعور مسلمان کی سمجھ میں با آسانی آجائیگی ہاں جنکی عقلیں ہی انکا ساتھ چھوڑ گئی ہیں انکی سمجھ میں کیسے آسکتا ہے اسی لئے یہ لوگ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں یہ فاسد عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ جبکہ الحمد للہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کی عطا سے اللہ کے محبوب اختیارات و تصرفات رکھتے ہیں اور خاص طور پر محبوب رب العالمین کے اختیارات و تصرفات تو نہایت اعلیٰ درجے کے ہیں۔ اللہ عروجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا دیا یہ دینے والا جانے اور لینے والا جانے ہمارا گمان و ادراک اس درجے تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔

بیان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ عود جل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو احکام شرعیہ کا مالک بنایا ہے اور حلال و حرام مقرر کر دینے کا اختیار عطا فرمایا ہے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چاہیں تو اللہ کے عطا کردہ اختیارِ ابت سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرا سکتے ہیں جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں بکھل اور بحریم کے بیان سے واضح ہوا کہ ان دونوں کاموں کی نسبت یعنی حلال و حرام کرنے نسبت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف فرمائی۔ نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بہت سی طیب چیزیں حلال فرمادیں اور بہت سی پیچیزیں از خود حرام فرمادیں جیسا کہ قرآن میں صرف سورہ کے حرام ہونے کا ذکر ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کتابی گدھا وغیرہ حرام کر دیئے۔ جن چیزوں کو نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طیب قرار دیا وہ طیب ہیں خواہ عقل مانے یا نہ مانے اور جن چیزوں کو ظہیت قرار دیا وہ غیبت ہیں خواہ دل تسلیم کرنے یا نہ کرنے یوں یہ بھی معلوم ہوا کہ کریم آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ عود جل کے حکم سے آفتوں اور بلاؤں کو ٹالنے والے ہیں جیسا کہ مذکورہ آیت میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صفت بیان ہوئی کہ وہ بوجھ اور گلے کے پھندے سے اتارنے والا ہے

لہذا کریم آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے امتوں کے سرور سے گناہوں کا بوجھ اتارنے والے اور شرعی احکامات کے بوجھ کا ہلکا کرنے والے ہیں جیسا کہ احادیث میں مختلف احکامات کے بارے میں بیان ہوا ایک جگہ فرمایا کہ میں اگر ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا ایک موقع پر فرمایا کہ مجھے میری امت کا مشقت میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو وضو میں مسواک کو لازم قرار دیتا وغیرہ وغیرہ معلوم ہوا کہ نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ عود جل کی عطا سے شرعی احکامات پر بھی تصرف و اختیار رکھتے ہیں جو چاہیں فرض فرمادیں جو چاہیں معاف

7 قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ ذُكُّونَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچے دین (اسلام) کے تابع (اس پر عمل کرنے والے) نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیے گئے (اہل کتاب) جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر (عاجزی سے) (پ ۱۰ التوبہ)

بسم اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے بھی یہی معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرام فرمانے کا اختیار دیا ہے جو چیزیں قرآن میں حرام کی گئیں وہ اللہ عزوجل کی حرام فرمائی ہوئی ہیں جیسے سوار مردار وغیرہ اور جو چیزیں حدیث مبارکہ میں حرام فرمائی گئیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام فرمائیں جیسے کتابی وغیرہ عیناً کہ حرم اللہ ورسولہ سے واضح ہوا۔

وہ زبان جسکے کن کی کنجی کہیں
اسکی نافذ حکومت پہ لا کھوں سلام

”انبیاء علیہم السلام مستجاب الدعوات ہیں“

1 قَالَ فَادْعُ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَنْ تُخْلَفَهُ ۚ وَانْظُرْ إِلَى إِلَهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُخْرِقَنَّكَ ثُمَّ لَنَنْبِفَنَّكَ فِي الْآخِرَةِ نَسْفًا ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

(موسیٰ نے) کہا تو چلتا ہوں (دور ہو جا) کہ دنیا کی زندگی میں تیری سزا یہ ہے کہ تھو (ہر ایک سے) کہے (گا) چھو نہ جا (مجھے نہ چھوؤ) اور بیشک تیرے لیے ایک وعدہ (عذاب) کا وقت (مقرر) ہے جو تجھ سے خلاف نہ ہو گا اور اپنے اس معبود کو دیکھ جس کے سامنے تو دن بھر آسن مارے (پوجا کے لیے بیٹھا) رہا قسم ہے ہم ضرور اسے جلائیں گے پھر ریڑہ ریڑہ کر کے (اس خاک کو) دریا میں بہائیں گے (پ ۱۶۔ ط)

”آیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت کریمہ سامری کے بارے میں ہے جسکے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور آپ علیہ السلام کی بطور دعا اسکی حق میں قبول ہوئی۔ یہاں معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی زبان کن کی کنجی ہوتی ہے جو انکے منہ سے نکل جاتے وہ اللہ عزوجل کے اذن سے ہو کر رہتا ہے

جیسا کہ آپ علیہ السلام کی دعائی یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ سامری کے جسم میں یہ تاثیر پیدا ہو گئی کہ جو کوئی اسے چھو جاتا اسے بھی بخار ہو جاتا اور سامری کو بھی۔ لہذا سامری ہر ایک سے کہتا پھر تا تھا کہ مجھے نہ چھو نا مجھ سے دور رہنا اور وہ جانوروں کی طرح ہر ایک سے دور دور رہتا غرضیکہ جیسا موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے نکلا وہ پورا ہو کر رہا۔

2 وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور نوح نے عرض کی اے میرے رب! زمین کافروں میں سے کوئی بنے والا نہ چھوڑ، (پ ۲۹۔ نوح)
”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ آیت مبارکہ کہ نوح علیہ السلام کی کافر قوم سے متعلق ہے جسکے لئے حضرت نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ یہاں واضح ہوا کہ انبیاء علیہم السلام بارگاہ الہی میں مستجاب الدعوات ہوتے ہیں آپ علیہ السلام کی کافر قوم جب کسی طرح ایمان نہ لائی اور اسکی سرکشی و ہٹ دھرمی بڑھتی چلی گئی تو آپ علیہ السلام ایمان لانے والے مسلمانوں کو کشی میں لے کر سوار ہوئے اور باقی کافر قوم کے لئے آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی جو قبول ہوئی اور قوم نوح علیہ السلام کے کافروں میں کوئی ایک بھی باقی نہ بچا بلکہ عذاب الہی نے انھیں گھیر لیا اور سب

کے سب طوفان نوح میں غرق ہو گئے۔

3 وَلَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ لَهَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ أَمِنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَهُنَّكَ الصِّدْرُ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان لائیں فرمایا اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو (نفع اٹھانے کا سامان) اسے بھی دوں گا پھر اسے عذاب دوزخ کی طرف مجبور کر دوں گا اور بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

(پ ۱۔ البقرہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ دعائی قبولیت واضح ہوئی کہ حضرات انبیاء علیہم السلام دعا و دعا و دعا نہیں کی جاتی بلکہ اللہ عز و جل اپنے ان محبوبوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے جیسا کہ یہاں ابراہیم علیہ السلام کی دعائی اثر انگیزی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مکہ معظمہ وہ شہر ہے جہاں کھیتی باڑی پیداوار نہیں ہوتی یہ ایک پہاڑی و صحرائی شہر ہے مگر اسکے باوجود دنیا بھر

کے پھل و سبزی اور انواع و فساد کی کھانے پینے کی چیزیں وافر مقدار میں ہر وقت موجود ہوتی ہیں ہر سال لاکھوں حاجی اور پورا مال عمرہ کرنے والے یہاں آتے ہیں اور یہاں کے مقامی لوگ بھی ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں مگر سب کو وافر مقدار میں رزق میسر ہے اور کسی چیز کی کمی نہیں۔ ساتھ ہی آپ علیہ السلام کی یہ دعا کہ اس شہر کو امان والا کر دے بھی قبول ہوئی اور یہ وہ شہر ہے جہاں جانور تک کو مارنے کی اجازت نہیں حتیٰ کہ کسی شخص کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا بھی ممنوع ہے مسلمان جو یہاں آتا ہے اللہ کی امان میں رہتا ہے الغرض یہ شہر آپ کی دعا سے آباد ہوا معلوم ہوا کہ اللہ کے یہ پیارے انبیاء علیہم السلام اپنے رب عروہ جل کی مانتے ہیں اور رب عروہ جل اپنے ان پیارے مخلصوں کی مانتا ہے۔

4 رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤﴾

ترجمہ آسان کنز الایمان

اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم (علم باطن یعنی حکمت) سکھائے اور انہیں خوب ستھرا (گناہوں سے پاک) فرمادے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ (پہ۔ البرقرہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تشریف آوری سے متعلق ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب عروہ جل کی بارگاہ میں دعا فرمائی کہ یا اللہ اس امت مسلمہ میں اپنے نبی آخری الزماں کو بھیج یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دعاء ابراہیم میں آپ علیہ السلام کی دعا مقبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرمایا یعنی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آباء اجداد اور والدین کریمین مومن تھے اللہ عروہ جل نے ان سب کو کفر و شرک و زنا سے پاک و صاف رکھا۔ مذکورہ آیت مبارکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے جو جو دعائیں کیں اللہ عروہ جل نے وہ لفظ بدل بہ لفظ قبول فرمائیں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابراہیم خلیل اللہ کی دعاؤں کے مطابق مومن جماعت میں تشریف لائے مکہ معظمہ میں جلوہ افروز ہوئے صاحب کتاب نبی و مرسل ہوئے اور کتاب کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکمت بھی عطا ہوئی یعنی حدیث۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام جہان کے معلم بنا کر بھیجے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بیٹھنے والے اور ساتھ رہنے والے سب پاک مومن ہیں عقائد و اعمال میں ستھرے یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان چنانچہ معلوم ہوا کہ اللہ

عروہ کی بارگاہ میں حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

5 يٰصَاحِبِ السِّجْنِ اِنَّا اَحَدُكُمْ فَيَسْقُ رَبُّكَ حَمْرًا وَاَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الْكُلُوبُ مِنْ زَلَالِهِ ؕ فَاُفِيْضِ الْاَمْرَ الَّذِي فِيْهِ تَسْتَفْتِيْنَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا رہا دوسرا وہ ٹولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے حکم ہو چکا (یہ ضرور ہو گا) اس بات کا جس کا تم سوال کرتے (پوچھتے) تھے (پ ۱۳۔ یوسف)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام جو بات کہہ دیتے ہیں وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام نے دونوں قیدیوں کو جو کہ کافر تھے صاحب کہہ مخاطب کیا تو اللہ عروہ نے دونوں کو ایمان کی دولت سے سرفراز فرما کر صحابیت کا شرف عطا فرمایا دونوں یوسف علیہ السلام کے صحابی بن گئے۔ اسی طرح یوسف علیہ السلام کی زبان سے جو تفسیریں نکلیں پوری ہو کر رہیں حالانکہ دونوں قیدیوں نے حقیقتاً یہ خواب دیکھے بھی نہیں تھے جب ایک قیدی نے بتایا کہ تم نے جھوٹے خواب بیان کئے تھے تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا اب کچھ

نہیں ہو سکتا جو تعبیر میرے منہ سے نکل گئی اب میری تعبیر سے وہ نتیجہ ہو کر رہے گا چنانچہ وہی ہوا جو آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا ایک قیدی کو تعبیر کے مطابق بادشاہ نے شراب پلانے پر ملازم رکھ لیا اور دوسرے قیدی کو تین دن بعد سولی دے دی گئی غرض یہ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام مستجاب دعوات کے درجہ پر فائز ہیں لہذا انکی رضا و خوشنودی میں ہی دنیا و آخرت کی سلامتی موقوف ہے۔

6 رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ دُوْنِیْ بِوَادِعِیْ ذِیْ ذَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقْبِلَ الصَّلٰوةَ فَاَجْعَلْ اَفْهَمًا مِّنَ النَّاسِ نَهْوًیَ اِلَیْهِمْ وَاَرْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے (وادی) میں برائی جس میں کھیتی (پیداوار) نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر (کعبہ کے پاس) کے پاس (مکہ مکرمہ میں) مانے میرے رب اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل (شوق و محبت سے) ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں کچھ پھل (رزق) کھانے کو دے شاید (تاکہ) وہ احسان مانیں۔ (پ ۱۳۔ ابراہیم)

”آئیے قرآن سمجھیں“ مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں بھی حضرت ابراہیم علیہ

السلام کی دعا مذکورہ ہوئی کہ آپ علیہ السلام نے کعبہ معظمہ جیسے بے آب و دانہ ویران شہر کے لئے دعا فرمائی جہاں آبادی کا نام و نشان نہ تھا مگر آپ علیہ السلام کی دعا سے وہاں خوب آبادی ہوئی وہاں کی زمین پر حالانکہ کھیتی باڑی زراعت، فصلیں وغیرہ نہیں مگر پھر بھی وہاں قسم قسم کے پھل، سبزیاں اور انواع و اقسام کی خوراک کے ذخیرہ لگے رہتے ہیں بلکہ حال تو یہ ہے کہ جو پھل وغیرہ اور جگہ مشکل سے ملتے ہیں وہاں با آسانی مل جاتے ہیں معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے ہو کر رہتا ہے۔

7 رَبَّنَا أَنْطِيسْ عَلَيَّ أَمْوَالَهُمْ وَاشْدُدْ عَلَيَّ قُلُوبَهُمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّى يَذُوقُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ

ترجمہ آسان کنز الایمان

اے رب ہمارے! ان کے مال برباد کر دے (کہ وہ اس سے گمراہی پھیلانیں گے) اور ان کے دل سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔ (پارہ یونس)
”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت مبارکہ فرعون اور اسکی قوم کے سرداروں کے متعلق ہے جبکہ کفر سرکش و ہٹ دھری کے سبب موسیٰ علیہ السلام نے انکے لئے دعا فرمائی۔ چنانچہ جیسا آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا دینا ہی ہوا کہ

فرعونوں کے مال درہم دینار پھل کھانے پینے و استعمال کی اشیاء پتھر کی ہو گئیں یہاں تک کہ دل بھی پتھر کے ہو گئے آخر وقت تک ایمان نہ لائے البتہ جب عذاب الہی دیکھ لیا اور ڈوبنے لگے تو اس وقت ایمان لائے مگر وقت نکل چکا تھا اور ان کا ایمان مقبول نہ ہوا چنانچہ معلوم ہوا کہ نبی کی زبان کن کی کچی ہوتی ہے وہ جو کہہ دیں اللہ عزوجل پورا فرماتا ہے۔

”انبیاء علیہم السلام عام بشر نہیں“

1 قَالَتْ نَسْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطِطُكُمْ سُلَيْمَنُ د
جُودًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ قَتَبْتُمْ ضَاحِكًا

ترجمہ آسان کنز الایمان

(تو) ایک چھوٹی بولی اے جو نینو! اپنے گھروں (ہوں) میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں تو اس کی بات (سے) محفوظ ہو کر سلیمان) مسکرا کر رہا (پ ۹۔ النمل)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام دور کی آواز بھی سن لیتے ہیں جیسا کہ آیت میں مذکور ہوا کہ سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کی آواز بھی سن لی جب کہ عام آدمی اگر چھوٹی کے قریب کان بھی لے جائے پھر بھی اس کی آواز سننے سے قاصد ہے جبکہ سلیمان علیہ السلام حالانکہ چھوٹی سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر تھے پھر بھی آپ علیہ السلام نے چھوٹی کی آواز سن لی اور اس کی بات سن کر تبسم فرمایا یہ آپ علیہ السلام کا عظیم معجزہ ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی سماعت عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتی بلکہ وہ اللہ عزوجل کی دی ہوئی قوت و طاقت سے سنتے ہیں لہذا جو اس

انکار کرے وہ نہ صرف قرآن کا انکار کرتا ہے بلکہ اللہ عزوجل کی طاقت و قدرت کا بھی منکر ہے ساتھ ہی یہ بھی وضاحت ہوئی کہ سلیمان علیہ السلام جانور کی بولیاں بھی سمجھتے تھے جیسا کہ آپ علیہ السلام نے چھوٹی کی بات سنی اور اس کی بات سن کر تبسم فرمایا اور اپنے لشکر کو ٹہر جانے کا حکم دیا تا کہ چھوٹیاں اپنے سوراخوں میں گھس جائیں چنانچہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام دور سے سنتے اور مدد کرتے ہیں انھیں عام انسان سمجھنا بے دینی ہے۔

2 وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعَجُوزُ قَالَتْ أَبُوهُمُ ابْنِي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْ لَا أَن
تَقْنِدُونِ ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں ان کے باپ نے کہا بیشک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ (بہک) گیا ہے، (پ ۱۳۔ ایوسف)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اپنے رب کی دی ہوئی قدرت و طاقت سے دیکھتے سنتے سوچتے ہیں جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں بیان ہوا کہ سینکڑوں میل دور سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو جو انکے کرتے میں بس گئی تھی سو گنگھ لی جبکہ عام

آدمی کے لئے یہ ممکن نہیں چنانچہ معلوم ہوا کہ اللہ عروہ جل کے انبیاء اولیاء عام لوگوں کی طرح نہیں ہوتے انکی شان بہت ہی اعلیٰ و ارفع ہے انھیں اپنے جیسا عام آدمی سمجھنا جہالت و نادانی ہے۔

3 وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الظِّلِّ ظِلًّا فَاتَّبِعُونِي فَيَكُونُوا ظِلًّا بِأَذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُتَوَىٰ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْيَاصَ وَأُمِّي النُّوٓى بِأَذْنِ اللَّهِ ۖ وَأَنْتُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَكْدُخُونَ مِنِّي بَيُّوتِكُمْ إِن فِي ذَٰلِكَ لَآيَةٌ لِّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

اور رسول ہو گا بنی اسرائیل کی طرف، یہ فرماتا ہو کہ میں تمہارے پاس (اپنی نبوت کی) ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پردہ کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پردہ ہو جاتی (اڑنے لگتی) ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرِ زاد (پیدائشی) اندھے اور سفید داغ (برص) والے کو اور میں مڑے جلاتا (زندہ کرتا) ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا (خبر دیتا) ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو، پیچک ان باتوں میں تمہارے لئے (میری نبوت پر کھلی) بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو، (پ ۳۱۱ عمران)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ امد کورہ آیت مبارکہ سے انبیاء علیہم السلام کی شانِ قدرت کی جھلک نظر آتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ عروہ جل نے وہ شانِ قدرت عطا فرمائی کہ آپ علیہ السلام کو زندگی اور موت کا اختیار عطا فرمایا حالانکہ یہ ایسی چیز ہے جہاں کسی کا اختیار نہیں چلتا انسان اس کے آگے بے بس ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ فرما دیا کرتے مٹی سے پردہ کی صورت بنا کر پھونک مارتے تو پردہ میں جان پڑ جاتی۔ پیدائشی اندھوں کو بینا کر دیتے اور تمام جسم کے کوڑ کو تندرست کر دیا کرتے حالانکہ یہ تمام چیزیں ناممکنات میں سے ہیں مگر اللہ عروہ جل اپنے محبوبوں کو یہ طاقت و قدرت عطا فرماتا ہے۔ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا علم بھی خداداد تھا لوگ جو کھانا کھاتے اور جو گھروں میں موجود ہوتا اس کا بھی پتہ دے دیا کرتے یقیناً یہ بھی ایسی بات ہے کہ جو ناممکن ہے کیونکہ کوئی بھی بغیر جانے یہ نہیں بتا سکتا کہ فلاں نے کیا کھانا کھایا اور گھر میں کیا کھانا موجود ہے مگر اللہ عروہ جل کی عطا سے اس کے محبوب غیب بھی جان جاتے ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی وہ شان ہے جس کا عام آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ پھر ان محبوبانِ خدا کو اپنے جیسا عام آدمی سمجھنا کفر و بے وقوفی و نادانی ہے۔

4 وَكَذَٰلِكَ يُرْوٰىٰٓ اٰیٰتِہٖمۡ مَّا كُنُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضُ وَلَیۡسَ كُنُوۡنَ مِنۡ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین یقین والوں میں ہو جائے (تا کہ آنکھوں سے بھی دیکھ لیں) (پ ۷۔ الانعام)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اعلیٰ وارفع شان معلوم ہوئی کہ آپ علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے تمام آسمانوں اور زمینوں کی چیزوں کا آنکھوں سے مشاہدہ کروایا یعنی عرش و کرسی لوح و قلم وغیرہ یونہی زمین تحت الثریٰ تک اور اس کے اندر کی تمام چیزیں دکھائی گئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام ان چیزوں کا مشاہدہ کر لیتے ہیں جو عام آدمی کے بس کی بات نہیں لہذا ان محبوبانِ خدا کی شانِ عام آدمی سے بہت بلند ہے لہذا ان کا مقابلہ کرنا انھیں اپنے جیسا عام بشر سمجھنا سخت بے دینی و جہالت ہے۔

5 وَإِذْ اسْتَشَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ نَضِيبًا ۚ قَالَ عَلَيْهِمُ كُلُّ شَيْءٍ قَدْ عَلِمَ ۚ كُلُّوْا وَاشْرَبُوا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْتُوا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا کھاؤ اور پیو خدا کا دیا اور زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو۔

(پ ۱۔ البقرہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی یہ شان تھی کہ آپ علیہ السلام نے اسی جگہ پانی کے لئے دعا فرمائی جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا مگر رب عزوجل اپنے محبوبوں کی دعا رد نہیں فرماتا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور آپ علیہ السلام کے عصا کو یہ طاقت بخشی کہ جیسے ہی موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک پتھر پر مارا تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے یہ ہے محبوبانِ خدا کی شان کہ ہاتھ اٹھتے ہی مدعا پورا فرمادیا جاتا ہے اور وہ کچھ مل جاتا ہے جسکی رسائی عام آدمی تک ممکن نہیں یقیناً انبیاء علیہم السلام کی شان بہت ہی بلند و بالا ہوتی ہے۔

”انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنا کفار کا طریقہ ہے“

1 فَقَالَ اَلَسَوْا النَّبِيُّنَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُؤَيَّدُ اَنْ

يَتَقَطَّلَ عَلَيْكُمْ لَوْ اَشَاءَ اللّٰهُ لَآتَوَّلَ مَلٰئِكَتُهَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْ اٰبَائِنَا

اَلْاَوَّلِيْنَ ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی چاہتا ہے کہتمہارا بڑا (مالک) بنے اور (اگر) اللہ (رسول بھیجنا) چاہتا تو فرشتے اتار تاہم نے تو یہ (ایسا) اگلے باپ داداؤں میں نہ سنا (کہ انسان بھی رسول ہو سکتا ہے) (پ ۱۸۔ المؤمنون)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا عام بشر سمجھنا اور کہنا اور انکے فضائل و خصوصیات پر نظر نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے انکے کفر کا سبب بھی یہی تھا کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا عام آدمی سمجھتے تھے ان ہی کی قوم کے آج بھی بعض لوگ موجود ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے جیسا عام شخص جانتے اور بتاتے ہیں اور ان میں بہت سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بس اپنے بڑے بھائی جیسا درجہ دیتے ہیں اور نبی کی تعظیم و

توقیر کو شرک گردانتے ہیں ایسے بے دینوں کو چاہیے کہ مذکورہ آیت مبارکہ پر غور کریں اور اپنے کفریہ عقائد سے بعض آجائیں۔

2 مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ ۚ يٰۤاَكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا

تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلٰكِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِذْ اَخْسَرُوْنَ ۝ اَلَيْسَ لَكُمْ

ترجمہ آسان کنز الایمان

کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھائلے (نقصان) میں ہو، (پ ۱۸۔ المؤمنون)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے بھی یہی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا عام آدمی سمجھنا طریقہ کفار ہے۔ جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کفار کا یہ طریقہ تھا کہ وہ نبی علیہ السلام کے ظاہری اعمال کھانے پینے سونے جاگنے پر تو نظر رکھتے تھے مگر انکے باطنی اسرار فضائل و خصوصیات کو نظر انداز کیا کرتے تھے وہ یہ نظریہ رکھتے تھے کہ اگر یہ نبی ہوتے کھانے پینے سونے جاگنے اور بشری تقاضوں کے حاجت مند نہ ہوتے جیسا کہ ابو جہل کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صرف ظاہر بشرت کو دیکھا اور اپنے جیسا بشر سمجھا لہذا انکار ہوا صحابی نہ ہوا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بشریت کے

آئیے متران سمجھیں

لہادے میں نور کو دکھا اور نور سمجھنا لہذا صدیق بھی ہوتے اور صحابی بھی۔ لہذا معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو عام بشر سمجھنا کفار کا طریقہ ہے اور انہیں آخرت کی بربادی ہی بربادی ہے۔

3 قَالُوا مَآ آتٰكُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ الْوَحْيُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا كَذٰبُوْنَ ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

(قوم کے لوگ) بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے (عام) آدمی اور رحمن نے کچھ نہیں اتارا تم نے جھوٹے ہوئے۔
(پ ۲۲۔ یسین)
”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر سمجھنا کافروں کا ہمیشہ سے شیوہ رہا ہے۔ لہذا جو یہ کہے کہ نبی ہمارے جیسے عام انسان ہیں یا ہمارے بڑے بھائی جیسے ہیں وہ ایمان سے خارج ہیں ایسوں کی صحبت سے بچنا لازم ہے۔

4 ذٰلِكَ بِاَنَّهُ كَانَتْ تَاٰتِيَهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَعَالُوا الْبَشَرِ لَيْهَدُوْنَ ۚ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا اَسْتَغْنٰی اللّٰهُ

ترجمہ آسان کنز الایمان

یہ اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں (معجزے)

آئیے متران سمجھیں

لائے تو (ایمان لانے کے بجائے) بولے کیا (ہم جیسا) آدمی ہمیں (دین کی) راہ بتائیں گے تو (رسولوں کا انکار کر کے) کافر ہوتے اور (ایمان سے) پھر گئے اور اللہ نے (بھی) بے نیازی کو کام فرمایا (ان سے بے پرواہ ہو گیا) (پ ۲۸۔ التغابن)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ آیت مبارکہ سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ نبی کو اپنے برابر یا اپنے جیسا سمجھتے ہوئے بشر کہنا کفر ہے اور کفار کا طریقہ ہے لہذا ایسا عقیدہ رکھنا ایمان زائل ہو جانے کا سبب ہے اب جو ایسا عقیدہ رکھے وہ خارج از اسلام ہے۔

”نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نوری بشر ہونا“

1 اللّٰهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِثْلُ نُورِهِ كَمِثْلِ نُورٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۚ الْيُسْبَاحُ فِي رُجَاةٍ ۚ الرَّجَاةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ ۖ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ ۚ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا، اس کے نور کی مثال ایسی (ہے) جیسے (کہ) ایک طاق (ہو) کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک (شیعہ کے) فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا (موتی کی طرح) چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیر زیتون سے جو نہ پورب کا (مشرقی) نہ پچھم کا (مغربی) قریب ہے کہ اس کا تیل (خود ہی) بھڑک اٹھے (روشن ہو جائے) اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے (یہ) نور پر نور (نوری نور) ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے، اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لیے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے، (پ ۱۸ النور)

آئیے قرآن سمجھیں

معلوم ہوا کہ نبی کریم ردف ور حیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کا نور ہیں اللہ

عروہ بل تو مثال سے پاک ہے پھر کیسے اپنی مثال دے سکتا ہے چنانچہ یہاں اللہ کے نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ اور یہ ایسا نور نہیں جسے کوئی نہیں بجھا سکتا بلکہ بجھانے کی کوشش کرنے والا خود بجھ کر رہ جاتا ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ نوری محمدی کسی طاقت سے بجھ نہیں سکتا۔ خیال رہے کہ رب کا نور ہونے کے یہ معنی نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے نور کا ٹکڑا یا حصہ ہیں اور نہ ہی یہ معنی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ عروہ بل کی طرح ازلی ابدی ذاتی نور ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کسی مخلوق کے واسطے کے براہ راست رب عروہ بل سے فی پانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نوریت حسی بھی قحی صحابہ کرام نے اس نوریت کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہدایت فرمایا کہ ”گویا سورج آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرے میں چمکتا تھا“

2 يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝

الکافرون ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اللہ کا نور (دین اسلام) اپنے مومنوں سے (قرآن کو جادو بنا کر) بجھا دین اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے (اسلام کمال تک پہنچا کر رہے

آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! یہاں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی مراد ہیں یعنی باطل قوتیں لاکھ کوشش کر لیں مگر اللہ کے اس نور یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کچھ نہ بگاڑ پائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تبلیغ دین کی کوششوں اشاعت قرآن، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے معجزات آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فضائل آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر خیر الغرض کسی پر بھی دشمنان اسلام و رسول کا کوئی جربہ کار گرد ہو گا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان والا تبارہ کوئی فرق نہ پڑے گا یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ عود عل کاروشن کردہ نور ہیں جسے کوئی نہیں بجھا سکتا۔

3 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَذَاعِبًا إِلَى اللَّهِ

يَا ذِيهِ وَ سِرَاجًا مُنِيرًا ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور (مومنین کو جنت کی) خوشخبری دیتا اور (کافروں کو عذاب الہی سے) ڈر سنا تا اور اللہ (کے دین) کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے (اپنے نور نبوت سے کفر کی تاریکیوں کو دور کرتے) والا آفتاب (پ ۲۲۔ الاحزاب)

آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! یہاں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نور والا بنایا جیسا کہ آیت میں سرا جاً منیراً یعنی چمکا دینے آفتاب کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر فرمایا گیا۔ وہ سورج جو دوسروں کو بھی چمکا تا ہے یعنی انکی زندگی، قبر و حشر میں اجالے ہی اجالے بکھیر دیتا ہے۔ یہی وہ نور ہے جو کفر کی اندھیروں اور معصیت کی تاریکیوں میں ہدایت کی روشنی بکھیرتا ہے۔ اور جیسے سورج کی روشنی پیچیدہ راستوں پر چلتا آسان بنا دیتی ہے یونہی ہدایت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات و صفات کا پور نور ہدایت کی راہ کو سہل بناتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات پر انوار دنیا کو چمکا دینے والے سورج کی طرح ہے کہ جب اسکا نور پھیلتا ہے تو رات کی تاریکی دور ہو جاتی ہے یونہی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نورانی وجود سے کفر و معصیت کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں۔

4 قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (محمد عربیؐ) آیا اور روشن کتاب (قرآن) (پ ۶۔ المائدہ)

آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نور فرمایا

”نبی کریم روف ور حیم ﷺ آخری نبی ہیں“

2 اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَقَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا

ترجمہ آسان کنز الایمان آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا (تمام احکام آپ کے) اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی (کہ مکہ فتح ہو گیا) اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا (پ ۳۔ المائدہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“ مذکورہ بالا آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نبی آخری الزماں ہیں کیونکہ قرآن میں صاف صاف فرما دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دین اسلام کو کامل کر دیا گیا یعنی عقائد و احکام نزول قرآن، مسائل و قانون سب مکمل کر دیئے گئے اور کچھ باقی نہ چھوڑا لہذا جب شریعت مکمل ہو گئی تو اب مزید کسی نبی اور رسول کی حاجت نہیں اب نہ ہی کوئی آیت نازل ہو گئی تو اب مزید کسی نبی اور رسول کی حاجت نہیں اب نہ ہی کوئی آیت نازل ہو گی نہ ہی کوئی نیا حکم نازل ہو گا نہ ہی کوئی نیا دین و شریعت آئے گی۔ اور قیامت تک اسلام کا حکم کوئی منسوخ نہیں ہو سکتا نہ ہی اصول دین میں کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے لہذا جب دین کامل ہو چکا تو اب کوئی نیا نہیں آسکتا نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے تو ہونگے مگر حق یہی ہے کہ نبی کریم

گیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کا نور اس طرح ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ذات باری سے پہلے فیض پانے والے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعے سے دوسرے لوگ فیض لینے والے ہیں۔ یعنی معلوم کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کا نور ہیں انھیں رب عود جل نے نور بنایا ہے کسی انسان نے منور نہیں کیا۔ جس طرح اللہ عود جل نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بہت سی صفات بخشی ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رسول اللہ نبی اللہ، حبیب اللہ ہیں یونہی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نور اللہ بھی ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نورانیت صرف عقلی نہیں بلکہ حسی بھی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جسم انور کا سایہ نہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرے مبارک اور دندان مبارک سے نور نکلتا تھا اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک ناموں میں سے ایک نام بھی ہے۔

صلی اللہ علیہ والہ وسلم آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا جو ایسا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے دین ہے۔

3 هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكُلُّ كُفْرٍ أَشْوَكُ ۖ

ترجمہ آسان کنزالایمان وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین (اسلام) کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے برامائیں (برا ماننے والے) مشرک، (پ-۱۰ التوبہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“ سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے بخوبی واضح ہو گیا کہ نبی کریم آخری نبی ہیں اللہ عود جل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ہوئے دین دین اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ عطا فرمایا یعنی قرآن کریم و کتب دینی پیشواؤں پر اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کو تمام امتوں پر غلبہ حاصل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ہوئے دین اسلام سے تمام انسانی دین منسوخ فرما دیئے گئے۔ یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت تمام دنیا میں صرف دین اسلام باقی رہے گا تمام دین دین مٹ جائیں گے۔

لہذا جب واضح ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا لایا ہوا دین و شریعت کبھی نہ مٹنے والی ناقابل منسوخ ہے اب کسی نئے دین کی ضرورت نہیں تو پھر ثابت ہوا

کہ اب کسی نئے دین کی ضرورت نہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی آیا ہے نہ قیامت تک آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی نبیوں میں آخری نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب قرآن پاک تمام آسمانی کتابوں میں آخری کتاب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا لایا ہوا دین دین اسلام تمام دینوں میں آخری دین ہے۔ اب اگر کوئی نیا نبی ہونے، نئی کتاب لانے یا دین لانے کا دعویٰ کرے یا اسے ممکن جانے وہ دین اسلام سے خارج و مرتد ہے۔

4 وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے (ہر زمانے کے ہے) خوشخبری دیتا اور (بھیجا) ڈر دیتا لیکن بہت لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے (پ-۲۲ سہا)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت کریمہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو گئی کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام انسانوں کے لئے کافی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت تمام انسانوں کے لئے ہے تو جب یہ بات واضح

ہو گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام انسانوں کے لئے کافی ہیں تو خود بخود یہ بات ثابت ہو گئی کہ اب مزید کسی نبی کی ضرورت نہیں لہذا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی خاتم النبیین اور ختم المرسلین ہیں نہ ہی کسی نئے نبی کی حاجت نہ ہی کسی نئی شریعت و دین کی حاجت۔

5 مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

ترجمہ آسان کنزالایمان محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے (آخر الانبیاء) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (پ ۲۲۔ الاحزاب)

”آئیے قرآن سمجھیں“ سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل کے واضح طور پر ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد اب کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا لہذا اب جو کسی نبی کا آنا مانے یا اسکا امکان سمجھے وہ مرتد ہے لہذا یہ عقیدہ رکھنا عین ایمان ہے کہ جس طرح اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا تو نبی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ بن سکتا ہے۔ آپ خاتم النبیین ہیں یعنی سب سے آخری نبی یہی عقیدہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں ہمیں سکھایا گیا ہے۔

6 قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا

ترجمہ آسان کنزالایمان

تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں (پ ۹۔ اعراف)
”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا۔ یہاں قیامت تک آنے والے مسلمان مراد ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب قیامت تک آنے والے انسانوں کے نبی ہیں تو اب کسی کے لئے بھی کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہ رہی لہذا اس آیت مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم آخری نبی ہیں

7 هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكُفِّي بِاللَّهِ شَهِيدًا

ترجمہ آسان کنزالایمان وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے (دین اسلام کو) سب (باطل) دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے (اپنے رسول کی رسالت کا) (پ 26۔ الفتح)
”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دین اسلام تمام دینوں پر غالب ہے اور رہیگا یعنی

اللہ کی طرف سے اب کوئی نیا دین نازل نہیں ہو گا اور جب کوئی نیا یعنی آئے گا نہیں تو پھر کوئی نیا نبی کیوں آئیگا چنانچہ معلوم ہوا کہ دین اسلام ہی حق ہے اسکے علاوہ کوئی دین سچا نہیں اور نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی آخری نبی ہیں اب کوئی نبی آنے والا نہیں جو ایسا دعویٰ کرے وہ سچا نہیں بلکہ جھوٹا اور مرتد ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان اے حبیب ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (پ ۱۷۱، الانبیاء)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام جہانوں یعنی تمام مخلوقات کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اللہ عروجی نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے رحمتہ للعالمین ارشاد فرمایا یعنی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قیامت تک کے لئے تمام مخلوقات کی طرف بنا کر بھیجے گئے تو اب مزید کسی نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی لہذا ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہونا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم قیامت تک کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رحمت قیامت تک کے لئے عام کر دی گئی ہے۔

”نبی کریم ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی“

سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ ۚ لَيْلًا مِّنَ السَّجْدِ ۚ هَٰذَا جِئْنَا بِكَ إِلَى السَّجْدِ الْأَقْصَا
الَّذِي بُولُوا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ الْأَيْتَانِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

پاکی ہے اسے (ہر نقص و عیب سے) جو اپنے (خاص) بندے کو، راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گردا گرد ہم نے (دینی و دنیاوی) برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ سنا دیکھتا ہے، (پ 15- النبا)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے معراج جسمانی کا ثبوت ہے جس میں اللہ عروجی نے اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی معراج جسمانی کا ذکر فرمایا ”عبد“ جسم اور روح دونوں کو کہتے ہیں یہاں عبد کا استعمال معراج جسمانی کو واضح کر رہا ہے اگر یہ معراج محض خواب میں ہوتی تو اس آیت مبارکہ کو بھان الذی سے شروع نہ فرمایا جاتا کیونکہ یہ کلمہ عجیب اور عظیم شان والی چیز پر بولا جاتا ہے اور معراج جسمانی یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے لہذا آیت مبارکہ کو اس

کلمہ سے شروع فرمایا گیا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کو معراج جسمانی قطعی یقینی ہے اور اسکا انکار جہالت و گمراہی اور کفر اسکا منکر گمراہ ہے۔

2 وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الْبَاطِنَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي

الْقُرْآنِ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاو (نظارہ) تمہیں (شب معراج) دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو (کہ کون مانتا ہے کون انکار) اور (آزمائش بنایا) وہ (جہنم کا) بیڑ جس پر قرآن میں لعنت ہے (پ۔ بنی اسرائیل)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں معراج جسمانی کا ثبوت ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے معراج میں اللہ عود جل کی نشانیاں حالت بیداری میں لامکاں میں ملاحظہ فرمائیں۔ مذکورہ آیت مبارکہ میں دکھانے سے مراد شب معراج کی وہ سیر ہے جسکی خبر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کفار کو دی تو وہ مذاق اڑانے لگے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سن کر ایمان لے آئے تو صدیق اکبر بن گئے معلوم ہوا کہ معراج کا انکار کفار کا طریقہ اور اس پر ایمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت۔

3 شَهِدْنَا الْقَوْلَ الَّذِي قَالَتْ سَوْدَةُ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ثُمَّ دَنَا

فَتَدَلَّى ۖ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۖ فَأَوْخَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْخَىٰ ۖ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۖ أَفَتُرِيدُونَ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ۖ وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۖ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ ۖ عِنْدَ مَا جَنَّهَ الْمَأْوَىٰ ۖ إِذْ يَخْفَىٰ السِّدْرَةَ مَا يَخْفَىٰ ۖ مَا تَرَكَ الْبَصَرُ وَمَا طَلَىٰ ۖ قَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ۖ

ترجمہ آسان کنزالایمان طاقتور نے پھر اس جلوہ نے (بلندیوں کی طرف) قصد (ارادہ) فرمایا اور وہ آسمان برس کے سب سے بلند (اونچے) کنارہ پر تھا پھر وہ جلوہ خود یک ہوا پھر خوب اتر آیا (اور قریب تر ہوا) تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا ناملہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا (بلکہ تصدیق کی) جو (چشم مصطفیٰ نے) دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے (واقعہ معراج) پر جھگڑتے ہو (الطینان نہیں لاتے) اور انہوں نے (رسول نے) تو وہ جلوہ دوبار دیکھا سدرۃ المنتہی کے (درخت) پاس اس کے پاس جنت الماوی (جنت کا ایک درجہ) ہے، جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو (نور تجلیات) چھا رہا تھا (رسول کی) آنکھ نہ کسی طرف پھری (مائل نہ ہوئی) نہ حد (ادب) سے بڑھی بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں (غیب کی باتیں) دیکھیں (پ ۷۲۔ والہم)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! ان مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ

و سلم کی معراج جسمانی کا ذکر ہے یعنی محبوب خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم آسمانوں کے بلند کناروں سے گزرتے ہوئے عرش بر سر جلوہ گر ہوئے کہ حضرت جبریل تودرہ پر رک گئے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم آگے بڑھ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نور الہی سے قریب ہوئے یا نور الہی حبیب خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قریب ہوا یہاں تک کے دو ہاتھوں کا یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا پھر جس طرح دو کمانوں کے ملنے سے دائرہ بن جاتا ہے اس وقت نظارہ یہ تھا کہ چہار طرف رحمت خدا اور بیچ میں محبوب خدا۔ شب معراج کی ان مبارک گھڑیوں میں رب عروج ملنے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے وہ خاص باتیں کہیں جو کسی کے وہم و گمان میں نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے رب عروج کا دیدار فرمایا اور دل نے بھی تصدیق کی کہ واقعی دیدار کیا۔ مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں دوبار دیکھنے سے مراد بار بار دیکھنا ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے معراج کی شب صرف جمال الہی کا نظارہ ہی نہیں کیا بلکہ تمام فرشتے جنت اور اسکی نعمتیں اسمیں ہونے والے عذایات سب ملاحظہ فرمائے۔ مذکورہ آیت مبارکہ میں معراج جسمانی کا انکار کرنے والے مشرکین مکہ سے فرمایا گیا کہ اے مشرک کو تم معراج جسمانی اور دیدار الہی کا انکار کرنے والے کون ہوتے ہو معلوم ہوا کہ معراج جسمانی کا انکار کفار کا طریقہ ہے۔

باب نمبر 14:

انبیاء علیہم السلام کے تبرکات کے فضائل

1 اَذْهَبُوا بِقِيَصِي هَذَا الْقُوَّةَ عَلَى وَجْهِ ابْنِي يَأْتِ بِصِيْرَاءٍ وَأَتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْعَلِينَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل (روشن ہو) جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ، (پ ۱۳۔ یوسف)
”آئیے قرآن سمجھیں“

بسم اللہ! مذکورہ بالا آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات ان کے جسم سے چھوٹی ہوئی چیزیں انکے تبرکات و آثار مقدسہ بیمار یوں کی شفا و دفع بلاء، مشکل کشا ہوتی ہیں جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو اپنا کرتا دیا کہ یہ لے جاؤ اور میرے والد یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالو انکی آنکھیں روشن ہو جائیں گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یوسف علیہ السلام کے غم میں روتے روتے بینائی کھو چکی تھیں پھر سے بینا ہو گئیں چنانچہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے تبرکات کے بڑے فضائل ہیں۔

ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار (تو میٹھا چشمہ ظاہر ہو) یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو (اس سے مرض دور ہو جائے گا) (پ ۲۳-ص)

”آیہ قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت مبارکہ حضرت ایوب علیہ السلام سے متعلق ہے کہ آپ علیہ السلام بہت سخت بیمار ہو گئے آپ علیہ السلام کا مال اولاد سب ختم ہو گئے اللہ عود جل نے آپ علیہ السلام کو سخت آزمائش میں مبتلا فرمایا مگر آپ علیہ السلام نے صبر و تحمل سے اس آزمائش کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ آزمائش کا وقت گزر گیا پھر اللہ عود جل کی طرف سے آپ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اپنا پاؤں مبارک زمیں پر ماریں لہذا آپ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا جہاں آپ علیہ السلام نے پاؤں مبارک مارا وہاں ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا پھر آپ علیہ السلام کو اسمیں غسل کرنے کا حکم دیا گیا جب آپ علیہ السلام نے اس چشمے سے غسل فرمایا تو تمام بیماری جاتی ہی آپ علیہ السلام صحتیاب ہو گئے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے پاؤں کا دھون بھی شفا ہوتا ہے اسی لئے آپ علیہ السلام کے لئے شفا کا ذریعہ بنایا گیا۔

مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں (تبرکات) معزز ہو سکی اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے، بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (پ ۲-البقرہ)

”آیہ قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات سے مصیبتیں ٹل جاتی ہیں اور دلوں کو چین حاصل ہوتا ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات سے برکت و فیض لینا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ سے واضح ہوا۔ مذکورہ تابوت میں انبیاء کرام اور انکے مکانات کی قدرتی تصویریں تھیں اور تودیت کی تختیاں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا آپ علیہ السلام کے پیڑے اور نعلین شریف اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا شریف وغیرہ تھے اسکے علاوہ اسمیں کچھ من جو نبی اسرائیل پر اترتا تھا کے ٹکڑے بھی تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم کے دولت خانہ کی تصویر ایک سرخ یا قوت میں تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بحالت نماز قیام میں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گرد صحابہ کرام موجود ہیں یہ تابوت، تابوت سیکندہ کے نام سے مشہور ہے جسکی برکت سے تسکین ملتی ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات دافع رنج و بلا، مشکل کشا اور حاجت روا ہوتے ہیں کیونکہ جس چیز کو بزرگوں سے نسبت ہو جائے وہ بارکرت ہوتی ہے اس سے فیض و نفع ملتا ہے اور ان چیزوں سے سکون قلب میسر ہوتا ہے لہذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ بزرگوں کے تبرکات کے فضائل کا قائل ہو اور اسکی تعظیم کرنا ہو اور ان تبرکات کا انکار سخت بے دینی و جہالت ہے۔

4 قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ

فَقَبَضْتُهَا وَكُنْتُ لَكَ سَوَّلْتُ لِي نَفْسِي

ترجمہ آسان کنز الایمان

بولا میں نے وہ (ایسی چیز کو) دیکھا جو (جس کو) لوگوں نے نہ دیکھا تو (میں نے) ایک مٹھی بھر لی فرشتے (کی سواری) کے نشان سے پھر اسے (اس ڈھانچے میں) ڈال دیا اور میرے جی (نفس) کو یہی بھلا (اچھا) لگا، (پ ۱۶۔ سورہ طہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ امد کورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ

السلام کی گھوڑی کے قدموں کی خاک میں وہ تاثیر ہے جس نے بے جان پتھر سے میں جان پیدا کر دی کہ وہ آواز نکالنے لگا تو ایک فرشتے کے گھوڑے کی قدموں سے نسبت رکھنے والی چیز کی یہ تاثیر ہے تو بزرگوں سے نسبت رکھنے والی چیزوں اور تبرکات کی برکتوں اور فیض کا کیا کام ہو گا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور بزرگان دین کے تبرکات کے بے شمار فضائل و برکات ہیں ہر مسلمان کا اس پر ایمان ہونا چاہیے۔

5 وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرٰهٖمَ مُصَلًّیٰ

وَعَهْدًا نَّآلَیْ اِبْرٰهٖمَ وَاسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالطَّوَافِیِّیْنَ

الشُّجُوْدِ

ترجمہ آسان کنز الایمان

اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع (لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ) اور امان بنایا اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بنا دیا اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسماعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف کرنے والوں اور اعتکاف والوں اور رکوٰۃ سجود والوں کے لئے۔ (پ ۱۶۔ البقرہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ امد کورہ آیت مبارکہ سے تبرکات کی فضیلت معلوم ہوتی

”شان صحابہ علیہم الرضوان“

1 هُمْ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتّٰی يَنْفَقُوا وَلِلّٰهِ
خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنٰفِقِينَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

جو کہتے ہیں کہ ان (مفسس مسلمانوں) پر (مال) خرچ نہ کرو جو
رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ پریشان (ہو کر الگ) ہو جائیں، اور اللہ
بی کے لیے (اسی کے قبضہ قدرت میں) ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے
(وہی سب کا رزاق ہے) مگر منافقوں کو سمجھ نہیں، (منافق) کہتے ہیں
(پ ۷۷-۲۷ المنفقون)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ صحابہ کرام کے فضائل کی ایک
جھلک پیش کر رہی ہے مذکورہ آیت مبارکہ میں صحابہ کرام کے لئے اللہ
عزوجل وعدہ فرما رہا ہے کہ یہ منافقین پر لاکھ کھوشی کریں کہ اسے محبوب
علی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کے صحابہ کو پریشان کریں انہیں تنگدستی و محتاجی میں
بتلا کر دیں مگر یہ بد بخت کامیاب نہ ہو گئے اللہ عزوجل آپ کے صحابہ کو غنی
کر دے گا ان پر رزق کے درد اذی کے کھول دے گا۔ رب عزوجل اپنا وعدہ

کہ میدنا ابراہیم علیہ السلام جس پتھر پر قدم رکھ کر کے کی تعمیر فرمائی یعنی مقام
ابراہیم وہ قیامت تک کے لئے مسلمانوں کے لئے باعث تعظیم ہو گیا۔ معلوم ہوا
کہ بزرگوں کے تبرکات کی تعظیم کرنا اور اس سے برکت لینا قرآن سے ثابت
ہے اور تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے۔ مقام ابراہیم ایک جنتی پتھر ہے مگر
اسکی تعظیم کا حکم جنتی ہونے کے سبب نہیں آیا بلکہ اسکی وجہ ہے کہ اس کو قدم
غلیل اللہ سے نسبت ہے اسی لیے قرآن کریم نے اس پتھر کو جنتی پتھر نہ کہا بلکہ
مقام ابراہیم کہا تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس پتھر کی تعظیم و توقیر اسلئے ہے کہ وہ
ابراہیم علیہ السلام کا جائے قیام ہے تمام مسلمانوں کے سرا سکی طرف جھکتے ہیں
لہذا معلوم ہوا کہ تبرکات کی تعظیم و ادب اسلام میں سے ہے جو اسے اسلام سے
خارج ماننے و قرآن سے ناواقف جاننے ہے۔

پور افرمایا اور صحابہ کرام کو مالا مال کر دیا۔ مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے دشمن کبھی نہ بخشے جائینگے۔ ان کے گستاخ و بے ادب کو کہیں پناہ نہیں دل میں صحابہ کی عزت و عظمت محبت عقیدت ہونا ایمان کی سند ہے۔ اس سے وہ لوگ ہمت حاصل کریں جنکے برے مذہب میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخیاں کی جاتی ہیں اور انھیں مسلمان ہی نہیں سمجھا جاتا (معاذ اللہ) اللہ ایسے بد فطرت کی صحبت سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

2 وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ آسان کنز الایمان

اور عزت تو (صرف) اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو (اس حقیقت کی) خبر نہیں (پ ۲۸۔ المنفقون)
”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بارگاہ رب العزت میں بڑی ہی قدر و منزلت ہے چنانچہ مذکورہ آیت مبارکہ میں صاف صاف فرمادیا گیا کہ تمام تر عزتیں اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہیں تو جب عام مسلمان کی اتنی عزت و توقیر ہے کہ اللہ عود جل اپنی عزت کا ذکر فرما رہا ہے تو دور نبوی کے مسلمان یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و توقیر کا کیا عالم ہو گا مگر منافقین اس سے بے خبر ہیں

اللہ! جو صحابہ کی شان و عظمت کا انکار کرے انکی ذات میں نقص نکالے انکی شان میں گستاخیاں کرے وہ بھی ان منافقین میں شامل ہے۔

3 لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْقِتْحِ وَقَاتِلَ أَوْلِيَّكَ أَعْظَمَ

دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتِلُوا

ترجمہ آسان کنز الایمان

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔
(پ ۲۷۔ الحديد)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں صحابہ کرام کی بلند وبالا شان بیان ہوئی کہ فتح مکہ سے قبل اور بعد میں جہاد کرنے والے اور راہ خدا میں خرچ کرنے والے قطعی جنتی ہیں اللہ ان سے جنت کا وعدہ فرما چکا اور بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا اور کسی مسلمان کا عمل صحابہ کی طرح نہیں ہو سکتا انکے اعمال کی قبولیت اور جنت میں داخلے کی سند رب عود جل کی طرف سے آچکی۔ اللہ کے وعدے کو سچا تسلیم نہیں کرتا اور قرآن کا منکر ہے ایسا شخص خود جنت کا حقدار نہیں۔

4 إِنَّ الَّذِينَ يَفْعُلُونَ أَصْوَابَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِيَتَّقُوا ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری (تقویٰ) کے لیے پرکھ (خالص کر) لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے (پ ۱۲۶ الحجرات)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی فضیلت معلوم ہوئی۔ مذکورہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی کہ یہ حضرات بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں انتہائی دھیے انداز میں گفتگو فرمایا کرتے تھے چنانچہ اللہ عروہ بل نے انکی تعریف و توصیف فرمائی کہ حضرات صحابہ کے دل تقویٰ و پرہیزگاری سے مزین ہیں لہذا جو کوئی ان صحابہ کو فاسق مانے وہ اس آیت مبارکہ کا منکر اور خود بہت بڑا فاسق ہے۔

5 وَاعْلَمُوا أَن فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۚ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ ۚ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبِيبٌ إِلَيْكُمْ ۚ إِنَّكُمْ إِلَيْنَا رَٰئِدُونَ ۚ فَلَئِمَّا يَلِكُمْ ۚ وَكَذَٰلِكَ يَلِكُ الْكَافِرُونَ ۚ

الْفُسُوقُ وَالْعِصْيَانُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرُّشِدُونَ ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

اور جان لو کہ تم میں (تمہارے درمیان) اللہ کے رسول (تشریف فرما) ہیں (تمہارے) بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں (تمہاری رائے کے مطابق حکم دیں) تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیدا کر دیا ہے (ایمان کی محبت پیدا کر دی) اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا (رچا بڑا دیا) اور کفر اور (اللہ اور اسکے رسول کی) حکم ندولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی (تمہیں اس سے متنفر کر دیا)۔ ایسے ہی لوگ راہ (حق) پر ہیں (پ ۱۲۶ الحجرات)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اعلیٰ درجے کے ایمان کا ذکر فرمایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ حضرات علیہم الرضوان کو ایمان بڑا پیارا اور محبوب تر تھا اور ایمان کا یہ اعلیٰ درجہ اللہ عروہ بل کی بڑی رحمت ہے کمال ایمان کا یہ درجہ اپنی کوشش سے نصیب نہیں ہوتا بلکہ فضل ربانی سے حاصل ہوتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان پر اللہ عروہ بل کا خاص فضل و کرم ہے کہ اس نے ان حضرات کو کمال ایمان عطا فرمایا لہذا ان حضرات صحابہ کے ایمان میں شک کرنا انتہائی جہالت اور قرآن سے ناواقف کے سبب ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان

کے دل گناہ و معصیت سے متصف اور بیزاریں اللہ عزوجل کے خاص فضل و کرم سے ان کے قلوب نیکی پر ہمیز گاری رشد و ہدایت سے لبریز ہیں لہذا ان حضرات صحابہ کو گناہ گار سمجھنا اور انہیں فاسق جاننا انتہا درجے کی گمراہی ہے۔

6 وَأَخْرَجْنَاهُمْ لِنَبَاتٍ لَّيْلًا لَّعَقُوا بِهِمُ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور ان میں سے اوروں (اور لوگوں) کو (بد عقیدگی و بد عملی سے) پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں، جو ان (پہلوں) سے نہ ملے اور وہی عزت و حکمت والا ہے، (پ ۲۷-۱ مجمع)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے صحابہ کرام کی فضیلت بخوبی واضح ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کا فیض قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے جاری و ساری ہے مگر پھر بھی تمام کے تمام مسلمان آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نگاہ کرم سے پاک و صاف ہونے کے باوجود درجہ صحابیت تک نہیں پہنچ سکتے کوئی کتابی صالح متقی منصب ولایت پر فائز ہو مگر صحابی کے گرد قدم کو بھی نہیں پہنچ سکتا کیونکہ وہ براہ راست بارگاہ نبوت سے فیض یافتہ نہیں ہوتا جبکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قرب خاص سے فیض پایا ہے لہذا قیامت تک آنے والے مسلمان قاری ہو گئے حاجی

ہو گئے نمازی ہو گئے مگر صحابی نہیں ہو سکتے صحابیت کا درجہ صرف انہوں نے ہی پایا جنہوں نے اپنی سر کی آنکھوں سے حالت پر ایمان میں سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی انہیں یہ درجہ صحابیت خاص اللہ کے فضل و کرم سے عطا ہوا اور نصیب والوں کو عطا ہوا لہذا جو صحابہ کرام کی فضیلت کا انکار کرے وہ بد باطن و بد بخت ہے۔

7 إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ الْحَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةَ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۖ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں اڑ (خند) رکھی وہی زمانہ جاہلیت کی اڑ (خند یعنی رسول اور مسلمانوں کو کعبہ معظمہ سے روکنا) تو اللہ نے اپنا طینان (قلبی سکون) اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیزگاری کا کلمہ (کلمہ توحید) ان (مسلمانوں) پر لازم فرمایا (اس پر استقامت بخشی) اور وہ (جنہوں نے رسول کی بیعت کی) اس کے زیادہ سزاوار (مستحق) اور اس کے اہل تھے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (پ ۲۶-۱ الفتح)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی

بند و بالا شان کو واضح کر رہی ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان وہ اعلیٰ و ارفع شان والے حضرات ہیں جن کے دلوں کو اللہ عزوجل نے سکون و اطمینان سے بھر دیا اور ایمان و تقویٰ و اخلاص ان میں ایسا چاہا کہ ان سے جدا ہو سکتا ہی نہیں۔ لہذا مذکورہ آیت مبارکہ میں تمام حضرات صحابہ کے حسن خاتمہ کی یقینی خبر اور قطعی جنتی ہونے کی ثبات بھی پوشیدہ ہے۔ جو صرف حضرت علی کو صحابی مانے باقی صحابہ کے ایمان کا انکار کرے وہ ان تمام آیت کا منکر قرآن کا منکر اور خود جہنم کا حقدار ہے۔ مذکورہ آیت مبارکہ سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ تمام صحابہ کامل مومن ہیں انکے اخلاص و ایمان تقویٰ پر ہیز گاری میں کوئی شبہ نہیں۔

8 مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكْعًا سَجِدًا لِّتَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سَيِّئَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي النَّارِ هُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزُرْجٍ أَخْرَجَ شَطْطُهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوِّفِهِ لِيُخْجِبَ الرُّزْأَ لِيُخْجِبَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

ترجمہ آسان کنزالایمان

محمد اللہ کے رسول ہیں، اور ان کے ساتھ والے (صحابہ) کافروں پر سخت (جنگ) میں اور آپس میں نرم دل (مہربان) تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے (کثرت سے نمازیں پڑھتے) اللہ کا فضل و رضا

چاہتے، ان کی (عبادتوں و ایمان) علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان (نور عبادت) سے یہاں کی صفت توریت میں (مذکور) ہے، اور ان کی صفت انجیل میں (مذکور ہے یہ اسلام) جیسے ایک کھیتی (کہ) اس نے اپنا پنجا نکالا (بالی نکالی) پھر اسے طاقت دی پھر دبیز (موٹی) ہوئی پھر اپنی ساق (تنے) پر یہ صی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں، اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں (نیک اعمال) والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا،

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان دیکھنی ہو تو مذکورہ بالا آیت مبارکہ کو پڑھیں کہ اللہ عزوجل کتنے واضح اور پیارے انداز میں انکی شان و فضیلت بیان فرما رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تمام صحابہ کفار پر اتنے سخت اور شدید ہیں کہ اس معاملے میں اپنی جان مال رشتہ داری کی بھی پروا نہیں کرتے انہیں کسی کافر منافق سے ہر گز ہر گز محبت اور انصاف نہیں جبکہ مسلمانوں پر تمام صحابہ اسے مہربان ہیں جیسے باپ بیٹے پر مہربان یا بھائی بھائی پر مہربان اور انتہائی عبادت گزار و شب بیدار کہ انکے چہرے عبادت کے نور سے جگمگاتے ہیں انکے اخلاص و تسلیم و رضا کی صفات و مدح نسرانی توریت و انجیل میں بھی مذکورہ کی گئی اور جیسے کھیتی پر زندگی کا دار و مدار

ہے ایسے ہی ان پر مسلمانوں کی ایمان زندگی کا دار و مدار ہے اور جیسے کمیٹی کی حفاظت کی جاتی ہے یونہی تمام صحابہ اور انکے ایمان و اعمال اللہ عود جل کی نگرانی میں ہیں اور جس طرح کسان کو اپنی پھولی کمیٹی بھی لگتی ہے یونہی اللہ عود جل کو اپنے محبوب کے اصحاب کی جماعت بہت پیاری ہے لہذا معلوم ہوا کہ صحابہ سے محبت سنت الہیہ ہے اور رسول کے اصحاب سے ملنے والے بعض رکھنے والے جہنم کے حقدار ہیں کیونکہ تمام صحابہ مومن و صالح اور قطعی جنتی ہیں کہ رب نے سب سے جنت کا وعدہ فرمایا اور رب کا وعدہ خلاف نہیں ہوتا۔ مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی مدح سرائی سنت الہیہ ہے اور انکی بد گوئی گمراہی۔

9 لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصَرُونَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۝ وَمَنْ يُوقِ شَخِيقَ نَفْسِهِ فَاُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

ان فقیر بھرت کرنے والوں (مہاجروں) کے لیے (بھی ہے) جو اپنے گھروں اور مالوں (جائدادوں) سے (جبراً) نکالے گئے (اور جو) اللہ کا

فصل (ثواب) اور اس کی رضا چاہتے اور (ہر وقت) اللہ و رسول (کے دین) کی مدد کرتے (رہتے ہیں) وہی (اپنے ایمان و اخلاص میں) سچے ہیں اور (یہ مال انکے لیے بھی ہے) جنہوں نے پہلے (ہی) سے اس شہر (مدینہ پاک) اور ایمان میں (ثابت قدمی سے) گھر بنا لیا (وہ) دوست رکھتے ہیں انہیں (مہاجرین کو) جو ان کی طرف (مدینہ میں) ہجرت کر کے گئے اور (وہ) اپنے دلوں میں کوئی حاجت (خواہش) نہیں پاتے اس چیز کی (مال کی) جو (مہاجرین کی مدد کو) دیے گئے اور (وہ) اپنی جانوں (اپنے آپ) پر ان (مہاجرین) کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ (خود) انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا (پاک کیا) گیا تو وہی (دنیا و آخرت میں) کامیاب ہیں، (پ ۲۸، الحشر)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ بھی صحابہ کرام عظیم الرضوان کی انتہائی مدح و ثنائیاں کر رہی ہے کہ حضرات صحابہ جنہوں نے ہجرت کی توانگی ہجرت کا مقصد اللہ و رسول کی رضا و خوشنودی اور انکی مدد کرنا تھا اور وہ صحابہ جو پہلے ہی سے مدینہ منورہ میں تھے انکے دل اپنے مہاجر ساتھیوں کے آجانے سے تنگ نہ ہوتے بلکہ خوش دلی سے انہیں اپنا پاس جگہ دی اپنے مکانات، اموال، بانگات وغیرہ میں شریک کیا اور مہاجرین کو نفیست میں سے جو حصہ وغیرہ ملتا ہے تو انصار اس حرص پر حسد نہیں کرتے خود بھوکے رہ کر اپنے مہاجر

بھائیوں کا پیٹ بھرتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ صحابہ سے محبت کمال ایمان کی علامت ہے کہ آیت مذکورہ میں انصار صحابہ کرام کی تعریف فرمائی گئی۔ یہ حضرات صحابہ وہ ہیں جنکا نفس و دل لالچ سے پاک و صاف کر دیا گیا اور اللہ عز و جل کے ارشاد کے مطابق ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں جیسے تمام صحابہ۔ لہذا حضرات صحابہ پر طعن کرنا انکی شان گھٹانا مسلمانوں کا شیوہ نہیں بلکہ مسلمان تو تمام صحابہ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور انکی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کا شائبہ بھی گوار نہیں کرتے۔

10 وَالشَّيْقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے (انکی پیروی کی) اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی (خوش) اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں (جنت کے) باغ جن کے نیچے نہریں نہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے، (پ ۱۱- التوبہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“ بحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں حضرات صحابہ کا بارگاہ الہی میں بلند درجہ و فضیلت واضح ہو رہی ہے بیسا کہ مذکور ہوا کہ سابقین و

اولین یعنی مہاجرین انصاء تمام صحابہ کرام اور ان صحابہ کرام کی پیروی کرنے والے قیامت تک آنے والے مسلمان ان سب سے اللہ راضی ہے لہذا معلوم ہوا کہ جب رب عز و جل صحابہ کے نقش قدم پر چلنے والوں سے راضی ہے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے کتنا راضی ہو گا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ سارے صحابہ عادل متقی ہیں ان میں کوئی گناہ گار و فاسق نہیں یہ سب کے سب قطعی جنتی ہیں کیونکہ انکے جنتی ہونے کا وعدہ الہی ہو چکا اور اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے۔ لہذا صحابہ کو مانسنے والے حق پر ہیں جو صحابہ کو نہ ماننے انکی پیروی نہ کرے وہ گمراہ و باطل ہے۔

11 لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہونیں (خوب بریں) ان غیب کی خبریں بتانے والے اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی (عسرة) توک کی بے سرو سامانی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل (مشکلات کے سبب) پھر جائیں (جہاد سے ہٹ جائیں) پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا (اور وہ ثابت قدم رہے) بے شک وہ ان پر مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (پ ۱۱- التوبہ)

”آیہ قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ ان مہاجرین و انصار صحابہ کی بلند بالا شان و افح کر رہی ہے جو غزوہ تبوک میں حاضر ہوئے اللہ عروہ جل کی رحمت ان کے ساتھ ہوئی اور اس حاضری کی برکت سے رب عروہ جل کی رحمتی و کریمی کا سایہ ان پر رہا چنانچہ ثابت ہوا کہ تمام کے تمام صحابہ قطعی جنتی ہیں اور اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ عروہ جل کی رحمتوں کے ماتھے میں ہیں جو اسکے جنتی ہونے کا انکار کرنے و اس آیت کا منکر ہے۔

12 لَا يَسْتَوِي الْقُعَيْدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقُعَيْدِينَ دَرَجَةً ۚ كُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقُعَيْدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۖ دَرَجَتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا (افضل) کیا اور اللہ نے سب (مسلمانوں) سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور

رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، (پ ۵۔ النساء)

”آیہ قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تمام ہی صحابہ ایمان و صحابیت میں برابر البتہ درجات میں مختلف ہیں کوئی بھی صحابی فاسق نہیں کیونکہ فاسق سے جنت کا وعدہ نہیں ہوتا لہذا ثابت ہوا کہ تمام صحابہ عادل و جنتی ہیں جو تاریخی واقعہ کسی صحابی کا فاسق ثابت کرے وہ جھوٹا ہے اور قرآن بلا شک و شبہ سچا ہے۔ مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا جو صحابہ عروہات میں شریک ہوئے وہ بھی مومن قطعی جنتی اور جو کسی سبب یا بلا سبب غزوات میں شریک نہ ہو سکے وہ بھی مومن اور قطعی جنتی البتہ مجاہدین صحابہ کو غیر مجاہدین صحابہ پر فضیلت حاصل ہے البتہ جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود جہاد پر جانے سے روکا جیسے غزوہ بدر میں حضرت عثمان غنی اور غزوہ تبوک میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہ مجاہدین میں ہی شامل ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غنیمت میں سے حصہ دیا گیا۔ اللہ عروہ جل نے تمام صحابہ ہی سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ کوئی غیر صحابی مسلمان کتنا ہی برا عالم فاسق ہو صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا کہ ان حضرات سے اللہ نے جنت کا قطعی وعدہ فرمایا جبکہ ہم سے نہیں فرمایا لہذا جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی فضیلت کا انکار کرے وہ گمراہ اور جہنم کا حقدار ہے۔

”فضائل عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا“

1 يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتُنَّ كَالْحَيِّ مِنَ النِّسَاءِ اِنَّ التَّقِيْنَ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ
فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا

ترجمہ آسان کنزالایمان اسے نبی کی بیویوں اور عورتوں کی طرح نہیں ہو (تمہارا مرتبہ بہت بلند ہے) مگر اللہ سے ڈرو (پرہیزگاری اختیار کرو) تو (اگر ناجائز سے بات کرنی پڑ جائے) بات میں ایسی نرمی نہ کرو (لوچ نہ رکھو) کہ دل کا روگی سمجھ لالچ کرے ہاں (نیکی و نصیحت کی) اچھی بات کہو (پ ۲۲۔ الاحزاب)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ مذکورہ آیت میں ازواجِ مطہرات کا ذکر ہوا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو ازواج میں سب سے محبوب ترین زوجہ ہیں لہذا مذکورہ آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ و دیگر ازواجِ عام عورتوں کی طرح نہیں بلکہ تمام جہان کی اولین و آخرین عورتوں سے افضل و اعلیٰ ہیں یہ دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت پاک سے فیضیاب ہوئیں اور جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوں گی۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور تمام ازواجِ حضرت آدم علیہ السلام تار و ز قیامت تمام عورتوں سے افضل ہیں کوئی ان کا ہمسر نہیں۔ لہذا جو سیدہ تمامائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گفتاری کرتا ہے اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔

2 وَاِنْ كُنْتُمْ مُرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَاءَ اَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ اَوْ لَسْتُمْ مِنَ النِّسَاءِ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَاَمْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور اگر تم بیمار ہو (کہ پانی نقصان پہنچائے) یا سفر میں (جب پانی نہ مل سکے) یا تم میں سے کوئی قضاے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں کو چھوا (صحبت کی) اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے

(پ ۵۔ النساء)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے سیدہ تمامائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت کا پتا دیتی ہے۔ کہ آپ رضی اللہ عنہا کے سبب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ایک غزوہ نے واپسی پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بار گم ہو گیا اسکی تلاش کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام لشکر وہاں جنگ میں

ٹھہر گئے نماز کا وقت آیا مگر پانی کا نام و نشان تھا تب تیمم کا حکم آیا حضرت اسید بن حصیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اسے آل ابو بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں تمہاری برکت سے مسلمانوں کو بہت آسانیاں ہوئی ہیں۔ سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام بارگاہ النبی میں بہت ہی ارفع و عالی ہے کہ آپ کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت آسانیاں عطا ہوئی ہیں۔ یہ ان کا ہم پر احسان ہے پھر جو انہیں برا کہے وہ برا احسان فراموش ہے۔ ورنہ تو سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہر کھوجانا قیامت کے لئے مسلمانوں کے رحمت ہو گیا۔

3 الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالْكُتُبَاتُ لِلْكُتُبِينَ وَالْكُتُبُونَ لِلْكُتُبَاتِ ۖ وَلِلْمُؤْمِنِينَ مِمَّا يَتَّقُونَ ۖ وَلِلْمُؤْمِنَاتِ مِمَّا يَتَّقِينَ ۖ وَلِلْمُؤْمِنِينَ مِمَّا يَتَّقُونَ ۖ وَلِلْمُؤْمِنَاتِ مِمَّا يَتَّقِينَ ۖ

ترجمہ آسان کنز الایمان گندیاں (بدکار) گندوں (بدکاروں) کے لیے اور گندے گندوں کے لیے اور ستھریاں (پاکدامن عورتیں) (پاکدامن مردوں) ستھروں کے لیے اور ستھرے ستھروں کے لیے وہ پاک میں ان باتوں (تمہتوں) سے جو یہ (بہتان لگانے والے) کہہ رہے ہیں ان (پاکدامن مرد و عورتوں) کے لیے بخشش اور (جنت میں) عزت کی روزی ہے (پ ۱۸۔ النور)

”آیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں سیدتنا عائشہ صدیقہ اللہ عنہا کی

طہارت، عفت و عصمت کی گواہی دی جا رہی ہے کہ مطلب یہ کہ کوئی مہربان و شفیق باپ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا نکاح کسی بری عورت کیا جائے تو کریم و مہربان رب عز و جل اپنے محبوب اطہر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نکاح بمطرح کسی بری عورت سے کر سکتا ہے اچھوں کے لئے اچھی عورتیں موزوں ہیں۔ لہذا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے سیدتنا عائشہ جیسی طیبہ طاہرہ عقیقہ صدیقہ کو پسند فرمایا مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ آپ قطعی جنتی ہیں کہ آپ کے جنتی ہونے کی خبر مذکورہ آیت مبارکہ میں بالکل واضح طور پر دے دی گئی۔ اس گواہی کے باوجود جو بدباطن آپ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی پر زبان طعن درزا کرے وہ جہنم کی بھڑکتی آگ کا حقدار ہے۔

4 إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَبِيرٌ لَّكُم فِيهِ نَصِيحَةٌ مِّنَ اللَّهِ ۖ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۖ لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۖ لَوْ لَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا أَلُومَةٌ ۖ هُمْ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ ۖ وَلَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَبِيرٌ لَّكُم فِيهِ نَصِيحَةٌ مِّنَ اللَّهِ ۖ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۖ لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۖ لَوْ لَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا أَلُومَةٌ ۖ هُمْ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ ۖ وَلَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَبِيرٌ لَّكُم فِيهِ نَصِيحَةٌ مِّنَ اللَّهِ ۖ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۖ

عَظِيمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا إِلَى الْبَيْتِ الْأَيْمَنِ كُنْتُمْ ضُالِّينَ ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

تو تمہارا پردہ کھول دیتا بیشک وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے میں تمہیں میں
کی ایک جماعت ہے اسے اپنے لیے برائے سمجھو، بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے
(تمہیں اس پر اجر ملے گا) ان میں ہر شخص کے لیے وہ گناہ (انتہائی) ہے جو اس
نے کمایا اور ان میں وہ جس نے (بہتان لگا کر) سب سے بڑا (بڑھ چڑھ کر)
حصہ لیا اس کے لیے بڑا عذاب ہے (ایسا) کیوں نہ ہو (کہ) جب تم نے اسے
(افواہ کو) سنا تھا (تو) کہا ہوتا کہ ہمیں (حق) نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں (جس
میں زرا سچ نہیں) ایسی پاکی ہے تجھے کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں
نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا (بہتان کی تردید کی ہوتی) اور کہتے یہ کھلا بہتان
ہے اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے، تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک
جھوٹے ہیں، اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی
تو جس پرچے (بہتان طرازی) میں تم پر سے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا، جب تم
ایسی بات (افواہ) اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے اور اپنے
منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے (اس حرکت
کو) (معمولی) سہل سمجھتے تھے اور (مگر) وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے اور
(ایسا) کیوں نہ ہو جب تم نے (افواہ کو) سنا تھا یہ بڑا بہتان ہے، اللہ تمہیں نصیحت

فرماتا ہے کہ اب کبھی ایمان نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو، (پ ۱۸۔ النور)
"آیے قرآن سمجھیں"

سبحان اللہ امد کورہ بالا آیت مبارکہ کہ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی
پاکدامنی و بزرگی کی گواہی دے رہی ہے۔ ایک غزوہ سے واپسی کے موقع پر
آپ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ قافلے سے پیچھے رہ گئے تو بعض
سیاہ دل بد باطن منافقوں نے آپ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگا دی بعض سادہ لوح
مسلمان انکے دام فریب میں آگئے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب اپنے اوپر
لگائی گئی تہمت کا معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا کو سخت صدمہ پہنچا مخلص
مسلمانوں نے اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہا کی عفت و پاکدامنی کے گن
گائے چنانچہ اس موقع پر رب تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اور ام المؤمنین
کی طہارت عفت و عصمت کی گواہی دی۔ معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا بی بی مریم سے افضل ہیں کہ بی بی مریم کی گواہی عیسیٰ علیہ السلام نے دی اور
سیدہ عائشہ صدیقہ کی عصمت کی گواہی خود رب نے دی۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ ام
المؤمنین جیسی طیبہ ظاہرہ پر تہمت لگانا شیطان کا کام ہے اور بے نظیر نبی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کی بے نظیر زوجہ کی عصمت کا منکر شیطان کا پیر و کار ہے۔

فضائل خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

1 لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلًا أَعْظَمَ
دَرَجَةً مَنِ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا وَلَا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

ترجمہ آسان کنز الایمان

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ
مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب
(فتح مکہ سے پہلے اور بعد میں خرچ کرنے والوں) سے اللہ جنت کا وعدہ صفر ماچکا
اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (پارہ ۲: الحمدید)

آیے قرآن سمجھیں

بیان اللہ: مذکورہ بالا آیت مبارکہ حضرت میدان صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ کے فضائل و مناقب پر مبنی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے ہی سب سے پہلے اسلام
قبول کیا۔ سب سے پہلے راہ خدا میں خیرات کی سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کی
خدمت کا شرف حاصل کیا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا انکار
کرے وہ گمراہ ترین ہے کیونکہ وہ نہ صرف ان آیات کا منکر ہے بلکہ قرآن کا ہی

منکر ہے کیونکہ قرآن کی ایک آیت کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ لہذا ایسا عقیدہ
رکھنے والا شخص یا جماعت نار جہنم کی حقدار ہے۔ مذکورہ آیت مبارکہ کا نزول
اگرچہ فاضل ہے مگر حکم عام لہذا اس میں سارے سابقین صحابہ داخل ہیں جو فتح
مکہ سے پہلے ایمان لائے ان کے اعمال کی مقبولیت اور جنت کی سند رب عود جل
کی طرف سے آچکی۔

2 وَصَيَّنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَلَلَتْهُ أُمُّهُ كُفْرًا وَوَضَعَتْهُ كُفْرًا وَ
حَلَلَهُ فِطْرَتُهُ فَلَنُؤَنِّي شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ
أَوْزِعْنِي أَنْ أَتْلُوَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَ
أَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

ترجمہ آسان کنز الایمان

اور ہم نے آدمی کو حکم کیا اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے، اس کی
ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنا (پیدا کیا) اس کو تکلیف سے، اور
اسے (بچہ کو پیٹ میں) اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تین مہینے میں ہے
(جبکہ حمل کی مدت چھ ماہ ہو) یہاں تک کہ جب اپنے زور (جوانی) کو پہنچا اور
چالیس برس کا ہوا (تو) عرض کی اے میرے رب! میرے دل میں ڈال
(توفیق عطا فرما) کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے
ماں باپ پر کی (کہ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائی) اور میں وہ کام کروں جو تجھے

پہنہ آتے اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح (نیکی) رکھ (اور) میں (ہر کام میں) تیری طرف رجوع لایا (متوجہ ہوا) اور میں (ظاہر و باطناً) مسلمان ہوں۔ (پارہ 26 الاحقاف)

آئیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل پر مبنی ہیں آپ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے اور سایہ کی طرح اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک چالیس برس ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے وہ دعائیں جو آپ رضی اللہ عنہ کی دعا بارگاہ الہی میں کامل مقبول ہوئی آپ نے وہ نیک اعمال کئے جو پوری امت میں کسی کو میرے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کو ہی نبی کریم ﷺ کا یاد غار بننے، جامع قرآن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ مسلمانوں کی غمگاری، غلاموں کی آزادی، برادر خدا میں گھربار لٹا دینے اور دیگر بے شمار نیکیاں ہیں جس کا آپ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا آپ رضی اللہ عنہ چار پشت کے صحابی ہوئے۔ آپ کے والدین خود آپ اور آپ کی اولاد اور آپ کے کچھ نواسے اور پوتے صحابی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو قبل از اسلام بھی شرک و زنا، شراب اور دیگر گناہوں سے محفوظ رکھا۔ مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے یہ بھی

ثابت ہوا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قطعی جنتی ہیں کہ رب عروج الیٰہ کے لئے جنت کا وعدہ فرما چکا لہذا جوان کے ایمان و تقویٰ، مقبول بارگاہ ہونے یا جنتی ہونے میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر اور جہنم کا حقدار ہے۔ ورنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تویہ شان ہے کہ انہیں محبوب خدا کے پہلو میں قیامت تک سونے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے مرتبے اور درجے کا کیا کہنا۔ بھان اللہ

3 إِنَّ الَّذِينَ يُضِلُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ فَلَا يَقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ وَاجْرِمُوا عَظِيمًا ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری (تقویٰ) کے لیے پرکھ (خالص کر) لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (پارہ 6)

الحجرات)

آئیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کو واضح کر رہی ہے اور انہی کے حق میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ کہ یہ بارگاہ نبوت ﷺ میں نہایت دھیمی آواز میں گفتگو فرمایا کرتے تھے مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سیدنا

صدقہ اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بخشش ایسی ہی یقینی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا یقینی ہے مذکورہ آیت مبارکہ میں رب عروہ جل نے ان کی بخشش کا اعلان فرمادیا اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا۔ مذکورہ آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے دل کو اللہ عروہ جل نے تقویٰ و پرهیزگاری سے مزین فرمایا جو انہیں فاسق ماننے ان کے جنتی ہونے کا انکار کرنے وہ اس آیت کا منکر ہے۔

4 وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اس کے پاس آئے، کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں، اور وہ (نبی) جو یہ سچ (دعوتِ توحید) لے کر تشریف لائے اور وہ (مؤمنین) جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی (اللہ کا) ڈر (رکھنے) والے ہیں، (اور وہ سب کچھ) ان کے لیے ہے، جو وہ چاہیں (گے) اپنے رب کے پاس (سے) پائیں گے، نیکوں کا یہی صلہ ہے، پارہ 24، الزمر

آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدح فرمائی گئی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بڑے درجے والے ہیں کہ

انہوں نے سچائی لانے والے نبی ﷺ کی تصدیق فرمائی ان پر ایمان لائے اور صدیق کہلائے۔ ان کے لئے رب عروہ جل نے فرمایا "لهم ما يشاؤون" ان کے لئے ان کے رب کے پاس وہ سب کچھ ہے جو یہ چاہیں سبحان اللہ کیا شان ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا منکر ہے وہ بڑا ہی بد بخت اور نادر جہنم کا مستحق ہے۔

5 قَبِيضٌ عَبْدٌ ۚ الَّذِي يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ

الَّذِينَ هَدَىٰ لَهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ أُولُوا الْأَلْبَابِ

ترجمہ آسان کنزالایمان

تو (جنت کی) خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو، جو کان لگا کر (غور و فکر سے) بات (نصیحت) سنیں پھر اس کے بہتر (نصیحت پر) پر چلیں یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی اور یہ ہیں جن کو عقل میں تو کیا وہ (شخص) جس پر عذاب (نازل ہونے) کی بات ثابت ہو چکی خجرات (پانے) والوں کے برابر ہو جائے گا پارہ 23، الزمر

آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکورہ آیات مبارکہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں جس میں آپ رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان فرمائے گئے۔ کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ سعادت مند ہیں جو نبی کریم ﷺ سے سن سن

کہ اسلام پر عمل پیرا ہوئے اور صرف یہی نہیں بلکہ خود آپ رضی اللہ عنہ نے بھی تبلیغ دین میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ تبلیغ دین سے بھی بہت سے اصحاب نے اسلام قبول کیا یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے سن کر اور بہت سے اصحاب آپ رضی اللہ عنہ سے سن کر ایمان لائے اور اچھی باتوں کی اتباع کی۔ مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں انہیں کامل عقل والا فرمایا گیا یقیناً کامل عقل وہی ہے جس سے دین ملے جو دین پر دنیا کو ترجیح دے وہ عقل کامل نہیں ایسے کامل عقل و کامل ایمان والی ہستی کو جو فاسق مانے یا سرے سے مسلمان ہی نہ جانے اس کی دنیا بھی تباہ اور آخرت بھی۔

6 هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ حَنِيْظًا ۝۱۰ تَجِبَتْ لَهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ؕ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَـٰثِرًا ۝۱۱

ترجمہ آسان کنزالایمان

تم پر وہ اور اس کے فرشتے (بھی دعائے رحمت کرتے ہیں تا) کہ تمہیں (کفر و مصیبت کی) اندھیروں سے (حق و ہدایت کے) اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے، ان کے لیے ملتے وقت کی دعا سلام ہے اور ان کے لیے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے، پارہ ۲۲

آیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں سیدنا صدیق اکبر کے حق میں نازل ہوئی جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کی کہ ہم نیاز مندوں کو حضور کے طفیل رب عود جل نے کس عورت سے نوازا تو اس پر آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر یہ آیت کریمہ اتری جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام یا مخصوص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بڑے بلند درجے و مرتبے والے ہیں۔ کہ ان پر رب عود جل درود بھیجتا ہے اور نزع یا قبر یا حشر یا دخول جنت کے وقت فرشتے یا پھر خود رب عود جل انہیں سلام فرماتے گا یعنی تم اس وسعتی سے رہو گے سبحان اللہ! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا کیا پوچھنا جو بد بخت انہیں گمراہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ اور وہ خود گمراہ ہو گئے

7 وَلَا يَأْتِلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُؤْتُوْا اُولِيَ الْقُرْبٰى وَالْمَسْكِيْنَ وَ الْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ يُعْفَوْا وَ يُصَفَّحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يُغْفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں (دینی لحاظ سے) فضیلت والے اور گنہگار (مال و دولت) والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (مالی مدد نہ) دینے کی، اور چاہیے کہ معاف کریں

اور درگزر میں، کیا تم اسے دوست (پہنہ) نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے، اور اللہ بخشش والا مہربان ہے۔ پارہ 18 النور

آیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ بارگاہ الہی میں بڑی عظمت و فضیلت والے ہیں اور بعد انبیاء افضل الخلق ہیں کیونکہ مذکورہ آیت میں رب عروہ جل نے آپ رضی اللہ عنہ کو اولوا الفضل مطلقاً فرمایا بغیر کسی قید کے اسی لئے نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی جگہ امامت کیلئے منتخب فرمایا کہ امام افضل ہی کو بنایا جاتا ہے جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام سے افضل نہ مانے وہ قرآن کے فیصلے سے انکار کا مرتکب ہے۔

8 وَسَيَجْزِيهَا الْاُتْقَىٰ ۝ الَّذِي يُوْفِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ۝ وَمَا لِاحْيَآءٍ عِنْدَهُ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۝ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلَىٰ ۝ وَكَسُوفٍ يَرْطَقُ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

جو سب سے بڑا پرہیزگار (ہے) جو اپنا مال (راہِ خدا میں) دیتا ہے (اس لیے) کہ ستھرا (پاکت) ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا۔ پارہ 30 الیل

آیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! یہ آیات مبارکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں جس میں آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت بیان کی گئی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ قیمت دے کر خرید اور آزاد کیا بلکہ اس کے علاوہ بھی سات لوٹوں اور غلاموں کو خرید کر آزاد فرمایا یا جو نہایت محض مومن تھے اور کفار کے ہاتھوں سخت مصیبت میں گرفتار تھے نیز مسجد نبوی کی زمین نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مال سے خریدی۔ غرضیکہ ان آیات میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بہت سے مناقب بیان کئے گئے۔ جیسے کہ ماری امت محمدیہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بڑے مستحق اور پرہیزگار ہیں ان کے تمام صدقات و خیرات مقبول بارگاہ ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہر عمل میں اعلیٰ درجے کا اخلاص ہے آپ رضی اللہ عنہ جو کچھ کرتے ہیں رضائے الہی پانے کے لئے کرتے ہیں۔ عنقریب اللہ عروہ جل اپنی رزماں دنیا والوں پر ظاہر فرما دے گا کہ دنیا جان جائے گی کہ اللہ عروہ جل ان سے راضی ہے اور بارگاہ الہی میں انکا کتنا بڑا مقام و مرتبہ ہے اور ایسا ہی ہوا اپنے پرستے سب نے ہی دیکھا یا غار کو یار نماز بننے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ جو بد نصیب آپ رضی اللہ عنہ کی شان گھٹانے کی کوشش کرے وہ کفار کے طریقے پر ہے ورنہ بزرگوں کی فضیلت بیان کرنا اور ان کی عظمت ظاہر

کرنا سنت ہو۔ اللہ عود جل کو بہت پسند ہے۔ الحمد للہ عود جل ہم اہلسنت وجماعت اسی پر عمل پیرا ہیں چنانچہ جس کے گن گاتے ہیں انشاء اللہ عود جل اسی کے ساتھ حشر ہوگا۔

9 اِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنِّى الْاٰثِمِيْنَ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاۡ ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَ اَيَّدَا بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا السَّفْلٰى ۚ وَكَلِمَةَ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۚ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اگر تم محبوب (رسول) کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرازت (سازش) سے انہیں (مکہ مکرمہ سے) باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے (صرف دو تھے) جب وہ دونوں (رسول اور صدیق اکبر) غار (ثور) میں تھے جب (رسول) اپنے یار (صدیق اکبر) سے فرماتے تھے غم نہ کھا (خوف نہ کر) بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکیں (سکون قلبی) اتارا اور ان (غیبی فرشتوں) فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی (ارادے ناکام بنا دیے) اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے پارہ 10: التوبہ

آیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خاص فضیلت معلوم ہوتی کہ آپ رضی اللہ عنہ کو یار غار کا لقب حاصل ہوا کہ ہجرت کے موقعہ پر آپ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ کو کندھے پر اٹھا کر پہاڑ کی بلندی پر چڑھے پھر غار کو اندر سے صاف کیا پھر حضور ﷺ کی آرام کی خاطر خود کو سانپ سے کٹوایا آپ رضی اللہ عنہ کی تویہ شان ہے کہ مذکورہ آیت میں آپ رضی اللہ عنہ کو دوسرا قرار دیا یعنی پہلے محبوب خدا ﷺ اور دوسرے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی صحابیت قطعی ہے ایمان قرآنی ہے لہذا اس کا انکار قرآن کا انکار ہے ورنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کی توثیق ہی کچھ اور ہے آپ رضی اللہ عنہ فناء فی الرسول کے مرتبے پر فائز تھے جب ہی تو پہلے یار غار پھر یار مزار کا شرف پایا۔

10 - يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفّٰرٍ اَثِيْمٍ ۝۱۰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرٌ هُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۱۱

ترجمہ آسان کنزالایمان

اللہ بلا ک (بے برکت) کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا (برکت دیتا) ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا (احسان فراموش) بڑا گنہگار

بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیک (انعام) ان کے رب کے پاس ہے، اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو، نہ کچھ غم، (پارہ 3 البقرہ)

آیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں ناصدق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل آپ رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر چالیس ہزار اشرفیاں چار طرح خیرات کیں دس ہزار دن میں دس ہزار رات میں اور دس ہزار چھپا کر اور دس ہزار اعلانیہ چنانچہ آیت کریمہ میں بیان ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ بڑے اجر کے مستحق ہیں اور ان کے اعمال مقبول بارگاہ ہیں دنیا و آخرت کے رنج و غم سے آزاد ہیں معلوم ہوا کہ شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت ہی بلند و بالا ہے۔

11 مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَبْكَةٍ مِائَةٌ وَآلَهُ يَضْعَفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

ترجمہ آسان کنزالایمان

ان کی کہاوت (مثال) جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بائیس ہریال میں سودا نے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے،

آیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں ناصدق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اس میں آپ رضی اللہ عنہ کی مدح بیان فرمائی گئی۔ انہوں نے غزوہ تبوک کے موقع پر ایک ہزار اونٹ مع سامان راہ خدا میں دیئے آپ رضی اللہ عنہ راہ خدا میں بے حد خرچ کیا کرتے اسی لئے آپ کے نام کیساتھ غنی کا اضافہ ہوا۔ جو سیدنا عثمان غنی جیسے مقبول بارگاہ الہی اور مقبول بارگاہ نبوت کو فاسق کہے وہ بد باطن و گمراہ ہے۔

12 مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَبِمَهُمْ مَن هُنَّ نَحْبَهُ ۖ وَ مِنْهُمْ مَن يَنْتَظِرُ ۚ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا

ترجمہ آسان کنزالایمان

مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو (اسلام کی سر بلندی کی کوشش کا) عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت (عہد کی پاسداری) پوری نہ کر چکا اور کوئی (اس سعادت کو پانے کی) راہ دیکھ رہا ہے (منتظر ہے)، اور (آزمائش و بلا کے باوجود) وہ ذرا نہ بدلے (اپنے عہد پر قائم رہے)۔ (پارہ 21- الاحزاب)

آیے قرآن سمجھیں

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ

عنتہ اور دیگر صحابہ کا ذکر خیر بیان ہوا کہ انہوں نے رب عود جل سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں جہاد کا موقع ملا تو ہم ثابت قدم رہیں گے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ سبحان اللہ اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کی نیکیاں مقبول بارگاہ الہی ہیں ان کی قبولیت کا پروردگار رب عود جل نے دے دیا۔ لہذا جو مرد وہ کہے کہ نبی کریم ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام ایمان سے پھر گئے اور انہوں نے اپنا دین تبدیل کر دیا تو ایسا عقیدہ رکھنے والے کا خود اپنا ایمان سلامت نہ رہا۔ کیونکہ خود رب عود جل نے مذکورہ آیت مبارکہ میں سیدنا عثمان غنی اور دیگر اصحاب کے بارے میں صاف صاف ارشاد فرمایا کہ وہ ذرا نہ بدلے چنانچہ رب عود جل نے ان حضرات کے اخلاص کا دنیا میں ایسا صلہ دیا کہ صدیاں گزرنے کے باوجود دنیا انہیں عقیدت و محبت سے یاد کرتی ہے۔

13 وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَى

فَبَشِّرْ عِبَادَ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

هَدَى اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور وہ جو بتوں کی پوجا سے بچے اور (دل سے) اللہ کی طرف رجوع (متوجہ) ہوئے انہیں کے لیے (جنت کی) خوشخبری ہے تو (جنت کی) خوشی سادہ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر (غور و فکر سے) بات (نصیحت) سنیں پھر اس

کے بہتر (نصیحت پر) پر پٹلیں یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی اور یہ ہیں جن کو عنت میں تو کیا وہ (شخص) جس پر عذاب (نازل ہونے) کی بات ثابت ہو چکی نجات (پانے) والوں کے برابر ہو جائے گا۔ پارہ 23 الزمر

آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی یہ آیت مبارکہ آپ دونوں حضرات کی شان میں ہی نازل ہوئی کہ یہ حضرات بارگاہ رسالت ﷺ میں انتہائی وحشی انداز میں گھنگو فرمایا کرتے تھے چنانچہ اللہ عود جل نے ان کی تعریف و توصیت فرمائی کہ ان حضرات کے دل تقویٰ و پرہیزگاری سے مزین ہیں لہذا جو نبی کوئی سیدنا صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہم کو فاسق مانے وہ اس آیت مبارکہ کا منکر ہے اور خود بہت بڑا فاسق ہے۔

14 وَأُخْرَى يُجِيبُونَهَا تَضَرُّعًا مِنَ اللَّهِ وَفَتَحَ قَرِيبٌ ۖ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ آسان کنزالایمان

ایک نعمت تمہیں اور دے گا جو تمہیں پیاری (بڑی پسند) ہے (مکفار کے مقابلے میں) اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح اور اسے محبوب مسلمانوں کو (کامیابی کی) خوشی سادہ۔ پارہ 28 القف

آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ امد کورہ بالا آیت مبارکہ میں اشارتاً صلیق اکبر رضی اللہ عنہ وفاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مدح فرمائی گئی کہ ان کے دور خلافت میں فتوحات ہوتی رہیں گی جو مسلمانوں کے لئے خوشخبریاں ہیں چنانچہ معلوم ہوا کہ ان کی خلافتیں و فتوحات رب کو محبوب ہیں اس لئے انہیں خوشخبری فرمایا گیا۔

15 يُؤْمِنُونَ بِالْغَدْرِ وَیَخَافُونَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِیْرًا ۝ وَیُطِيعُونَ
الْأَمْرَ عَلَىٰ حُیْنِهِمْ سِیِّئًا ۝ یَتَّبِعُونَ آسِرًا ۝ إِنَّمَا تُطِيعُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا تَدْرِی
مِنْكُمْ جَزَاءٌ وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا یَوْمًا عَبُوسًا قَطَطًا ۝ فَوَقَّهُمُ اللَّهُ
شَرَّ ذَٰلِكَ الْیَوْمِ وَلَقَّهْمُ لَٰصِرَةً وَسُورًا ۝ وَجَزَّاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَ
حَرِیرًا ۝ مُتَّكِفِیْنَ فِیْهَا عَلَى الْأَرْبَابِ لَا یَرُونَ فِیْهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِیرًا ۝ وَدَانِیَّةٌ
عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلَّتْ قُطُوفُهَا تَذَلِیْلًا ۝ وَیُطَافُ عَلَيْهِمْ بِأَنْبِیَآءٍ مِنْ فَضَّةٍ وَ
الْأَوَابِ كَأَنَّهُ قَوَارِیرٌ ۝ قَوَارِیرٌ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِیرًا ۝ وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا كَأْسًا
كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیلًا ۝ عِینًا فِیْهَا تُسْقَى سَلْسِیْلًا ۝ وَیُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانٌ
مُحَلَّدُونَ ۝ إِذَا رَأَوْهُمْ حَسِبَتْهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُورًا ۝ وَذَٰرَأَتْ قَمَرٌ رَأَیْتَ نَعِیمًا وَ
مُلْكًا كَبِیرًا ۝ عَلَيْهِمْ شِیَابٌ مِّنْ ذَهَبٍ خُضِرُوا حُضْرًا ۝ وَحُلُوعًا أَسَاوِرٌ مِنْ
فِضَّةٍ ۝ وَاسْقَافُهُمْ رُتَبُهُمْ شَرَابًا طَهُورًا

ترجمہ آمان کنز الایمان

اپنی منیتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن (روز قیامت) سے ڈرتے

ہیں جس کی برائی (دہشت اور سختی) پھیلی ہوئی ہے اور (جو) کھانا کھاتے ہیں اس (اللہ) کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر (قیدی) کو، ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں غاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے (کیونکہ)، بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن (روز قیامت) کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے تو انہیں اللہ نے اس دن (روز قیامت) کے شر سے بچالیا اور انہیں (ان کے چہروں کو) تازگی اور (دلوں کو) شادمانی دی، اور ان کے منبر پر انہیں جنت اور (جنتی) ریشمی کپڑے ملے دیے، (و) جنت میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے، نہ اس میں دھوپ (گرمی) دیکھیں گے نہ ٹھنڈ (سخت سردی) اور اس کے سائے ان پر جھکے ہوں گے اور اس (پھلوں وغیرہ کے) کے گچھے بھکا کر پیچھے کر دیے گئے ہوں گے اور ان پر پاندی کے برتنوں اور کوزوں (گلاس) کا دور ہوگا (پیش کینے جائیں گے) جو پیچھے کے مثل ہو رہے ہوں گے، کیسے پیچھے پاندی کے ساقیوں (پلانے والے غلاموں) نے انہیں پورے اندازہ پر (جتنا پینا چاہیں اتنا) رکھا ہوگا اور اس میں وہ جام پلائے جائیں گے جس کی ملوٹی (آمیزش) اور ک ہوگی وہ اور ک کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں اور ان کے آس پاس خدمت میں پھر میں گے ہمیشہ (ایک ہی حالت میں) رہنے والے لوگ (اتنے حسین کہ) جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے اور جب

تو ادھر نظر اٹھائے ایک بین دیکھے (ہر طرف امن و سکون و راحت) اور بڑی مظلنت (جسے زوال نہیں) ان کے بدن = پردہ میں کریم (باریک ریشم) کے ہز کپڑے اور قناری (دیزریشم) کے اور انہیں پاندی کے گنگن پہنائے گئے اور انہیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی ان سے فرمایا جائے گا (پارہ: 29 البہر)

آئیے قرآن سمجھیں

سبحان اللہ! مذکور بالا آیت مبارکہ میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ و حضرت فاطمہ، حسین کریمین اور فادہ فضا کے حق میں نازل ہوئیں۔ انہوں نے حضرات حسین کریمین کے بیمار ہونے پر تین روزوں کی منت مانی اور صحت یابی پر روزے رکھے مگر افطار کے وقت ایک دن مسکین، ایک دن یتیم، ایک دن اسیر آگئے اور سوال کیا تو انہوں نے دو روٹیاں ان کو دے دیں اور خود تینوں دن بھوکے رہے اور یہ عمل انہوں نے محض رضائے الہی کے لئے کیا جس کی گواہی خود قرآن دے رہا ہے چنانچہ ان کے لئے رب عود جل کی طرف سے جنت کی بشارت سنائی گئی جس سے ثابت ہوا کہ یہ حضرات قطعی جنتی ہیں لہذا ان آیات سے خوارج عبرت حاصل کریں اور اپنے ایمان کی خیر منائیں۔

باب نمبر 18

تقلید آئمہ ضروری ہے

1 وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ فَسَبِّحُوا أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا

تَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ آمان کنز الایمان

اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جنہیں ہم وحی کرتے رہے تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو (پارہ: 1..... الانبیاء)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکور آیت مبارکہ سے تقلید کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ جو چیز معلوم نہ ہو وہ جاننے والے سے پوچھنا لازم ہے لہذا غیر مجتہد کو اجتہادی مسائل، مجتہدین سے پوچھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے انہیں خود اجتہاد کرنا حرام ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ تقلید کرنا رب تعالیٰ کا حکم ہے خاص کر آئمہ مجتہدین کی تقلید تو واجب ہے کہ جس چیز کا پتہ نہ ہو اس کو نہ تو چھوڑ دو اور نہ اپنے انداز سے، تخمینے لگاؤ بلکہ اہل ذہن یعنی اہل علم سے پوچھو لہذا معلوم ہوا کہ شریعت میں تقلید لازمی و ضروری ہے۔

2 وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوْ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَكَوْرَدُّهُ إِلَى الرَّسُولِ

وَإِلَىٰ أُولَى الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَ الَّذِينَ يَسْتَخْلِفُونَ عَنْهُمْ ۖ وَلَوْ أَنَّ اللَّهَ فَضَّلَ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَتَهُ لَا تَبَعْتُمْ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور جب ان کے پاس کوئی بات اطمینان (فتح و سلامتی) یا ڈر (شک و مصیبت) کی آتی ہے اس کا (لوگوں میں) چرچا کر بیٹھتے ہیں اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار (خاص صحابہ) لوگوں کی طرف رجوع لاتے (ایسے متعلق پوچھتے) تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے (کہ کون سی خبر پھیلائی ہے) یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے (اسکی اطاعت کرتے) مگر تھوڑے (سوائے تھوڑوں کے)۔

(پارہ ۵ سورۃ النساء)

بحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں بھی تقلید کا ارشاد ملتا ہے مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو مجتہدین پر پیش کرنا اور ان سے سمجھ کر عمل کرنا شریعت کی تعلیم ہے۔ خود اپنی رائے کو صحیح سمجھنا اور اس پر اڑے رہنا گمراہی کا سبب ہے کہ اپنی ناقص وضعیت رائے پر عمل کرنا کفار و منافقین کی پیروی کرنا ہے۔ ہر شخص صاحب اسرار نہیں ہوتا بلکہ یہ نعمت اللہ عود جل کسی کسی کو دیتا ہے لہذا چاہیے کہ قرآن و حدیث پر براہ

راست ہر شخص عمل نہ کرے بلکہ انہیں مجتہدین آئمہ پر پیش کرے ان سے سمجھ کر عمل کرے ورنہ گمراہ ہو جائیگا۔ مذکورہ آیت مبارکہ میں خوف و امن کی خبروں کا تذکرہ ہوا کہ ان خبروں کو اہل علم کے سپرد کر دو اور چونکہ قرآن و حدیث ان خوف و امن کی خبروں سے زیادہ اہم اور نازک ہیں تو قرآن و حدیث تو علماء مجتہدین سے سمجھنا بدرجہ اولیٰ لازم ہے۔ اس سے مسئلہ تقلید ثابت ہوا کہ امور دینیہ میں ہر کس و نامس عالم و مفتی بننے کی کوشش نہ کرے اور نہ ہی قرآن و حدیث کو اپنی رائے سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرے بلکہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ دینی امور میں آئمہ مجتہدین کی طرف متوجہ ہوں جن کا علم و فضل، زہد و تقویٰ اور دینی بصیرت مسلمہ اور سیرت و کردار بے داغ ہے۔

3 وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ

الْمُؤْمِنِينَ تُولِهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا (واضح ہو چکا) اور مسلمانوں کی راہ سے (اسلام سے ہٹ کر) جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر (گمراہی میں ہی) چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ (بھگانا ہے)۔

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ امد کورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تقلید ضروری ہے کہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے اور حدیث مبارکہ میں بھی آیا ہے کہ ہمارا راہ البومتون حسناً فہو عند اللہ حسن۔ جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے لہذا ختم فاتحہ محفل میلاد گیارہویں اور اعراض بزرگان دین عامۃ المسلمین کے عمل میں اور اور مسلمان انہیں اچھا سمجھ کر کرتے ہیں لہذا یہ تمام عمل نیک ہیں لہذا ثابت ہوا کہ تقلید آئمہ ضروری ہے کیونکہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے تمام اولیاء علماء محدثین مفسرین مقلد ہوئے۔ انکی مخالفت کر کے غیر مقلد بننا مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرنا ہے اور یہ راہ گمراہی کی طرف لیجاتی ہے۔ لہذا عقائد و اعمال معاملات و معمولات وہی ہونے چاہئیں جو ہمیشہ سے مسلمانوں کے رہے ہیں کسی بھی امر خیر کو حرام نہ کہہ کر چھوڑ دینا اور حقیقت مسلمانوں کا راستہ چھوڑ دینا ہے لہذا تقلید آئمہ لازم و ضروری ہے کیونکہ اجماع امت کی مخالفت سے انسان توفیق الہی سے محروم ہو جاتا ہے۔

4 وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَآفَّةً ۚ كَلَّا لَا تَفَرُّ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ فِئْتُهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں (اور بستیوں خالی ہو جائیں) تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ (ہر قوم) میں سے ایک جماعت (علم دین کے لیے مدینہ کو) نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی (باقی ماندہ) قوم کو ڈر سنا لیں (رب کے عذاب سے ڈرائیں) اس امید پر کہ وہ (کفر و گناہ سے) بچیں۔ (پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! معلوم ہوا کہ تقلید ضروری ہے جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ غیر مجتہد یا غیر عالم کو مجتہد یا عالم کی تقلید کرنی چاہیے اور دینی امور میں اس ایک عالم یا مجتہد کی خبر معتبر ہے لہذا مسلمانوں کو اس ایک عالم یا مجتہد کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنا چاہیے۔

5 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں (مخلصین) کے ساتھ ہو

(پارہ ۱۱ سورۃ توبہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ، مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے تقلید کی اہمیت واضح ہوئی کہ سیدھے راستے پر چلنے اور اس پر قائم رہنے کیلئے تقلید نہایت ضروری ہے چنانچہ اماموں، مجتہدین کی تقلید برحق ہے اور ہمارے چاروں امام سچے ہیں کیونکہ ان کے مقلدین میں ہی اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔ اور ہونگے غیر مقلدوں میں کوئی ولی نہیں لہذا وہ برحق نہیں سیدھا راستہ وہی ہے جس میں اولیاء اللہ ہوں۔ لہذا معلوم ہوا کہ جس فرقہ میں اولیاء اللہ ہیں وہی برحق ہے کہ یہ صادقین کا فرقہ ہے۔ تو چاہیے کہ شریعت میں تقلید کر کے ہمیشہ سچوں کیساتھ ساتھ رہا جائے۔ اور اس فرقہ میں رہا جائے جس میں سچے لوگ ہوں اس کے لئے کسی مجتہد و امام کی تقلید ضروری ہے۔ بڑے سے بڑا متقی بھی نہ بری صحبت میں رہے نہ اکیلارہے۔ بلکہ ہمیشہ اولیاء اللہ کے فرقہ میں رہے۔ اور وہ فرقہ صرف اور صرف اہل سنت و جماعت ہے ہمارے چاروں امام، غوث پاک، خواجہ غریب نواز، داتا گنج بخش، اعلیٰ حضرت اور بڑے بڑے اولیاء اللہ اسی جماعت میں ہوئے۔ جبکہ غیر مقلدین کے ہاں کوئی ولی نہ ہوا نہ ہوگا۔ لہذا غیر مقلدین کے فریب سے دور رہنا چاہئے اور قرآن پر عمل کرتے ہوئے سچوں اور اچھوں کی تقلید کرتے ہوئے ان کے ساتھ رہا جائے۔ کہ جس راستہ پر صالحین مجتہدین علماء امت والیاء اللہ ہوں وہی حق ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ

تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے (مسلمان حکمران) ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو (شرعی فیصلہ کرو) اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔ پارہ ۵ النساء

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ، مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے مسئلہ تقلید ثابت ہوا کہ اس آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ اور صاحب امر یعنی علمائے حق آئمہ مجتہدین وغیرہ کی اطاعت کا حکم ارشاد فرمایا گیا۔ یہاں اطاعت سے مراد تقلید ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ تقلید شریعت کا حکم ہے جو تقلید کا انکار کرے وہ جاہل اور قرآن سے ناواقف ہے۔

7 وَأَتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ ۚ إِنَّهُ رَٰئِي مَرْجِعَكُمْ فَأَنِتُّكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

اور اس کی راہ چل (اس کی پیروی کر) جو میری طرف رجوع لایا (متوجہ ہوا) پھر میری ہی طرف تمہیں پھر (لوٹ آنا ہے تو میں) تمہارے اعمال کا بدلہ دے

(کر) بتادوں گا جو (کچھ) تم کرتے تھے۔

(پارہ 21 سورہ لقمان)

آیہ قرآن سمجھیں

بیجان اللہ مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تقلید اللہ کا حکم ہے مذکورہ آیت مبارکہ میں اللہ عز و جل نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ نیک شخص کی اطاعت کر یہاں اطاعت سے مراد تقلید ہی ہے اور نیک شخص میں آمر مجتہدین، علمائے حقہ داخل ہیں لہذا معلوم ہوا کہ تقلید شخصی اعلیٰ چیز ہے مارے اولیاء اللہ مقلد گزرے کوئی غیر مقلد نہ ہوا اور راستہ وہی اچھا اور سیدہ حاس پر اولیاء اللہ ہوں کہ آج تک سوا اہل سنت و جماعت کے وہابی، دیوبندی، مہزائی، رافضی، چکوالوی، قادیانی کسی مذہب میں اولیاء اللہ نہیں لہذا مذہب اہلسنت و جماعت ہی اولیاء اللہ کا مذہب ہے اور اولیاء اللہ کی پیروی کا حکم مذکورہ آیت مبارکہ میں دیا گیا اور اولیاء اللہ تقلید کے قائل لہذا تقلید کا وجوب ثابت ہوا

باب نمبر 19:

”منافع کی پہچان“

1 فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ

ترجمہ آسان کنزالایمان

ان کے دلوں میں بیماری ہے (نفاق کی) (پارہ البقرہ)

”آیہ قرآن سمجھیں“

منافع کی پہچان خسور سے بعض و حسد بھی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف منافقین کے دل میں عداوت کے جو جزئیات پرورش پارہ تھے اور حسد اور غمہ کی جو نگاریاں پتختہ رہی تھی انکو قرآن پاک نے مرنے سے تفسیر فرمایا ہے وہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی روز افزوں عزت اور ترقی کو دیکھتے اور جوق و درجوق شمع رسالت کے پروانوں کی قہقہہ اور بڑھتے دیکھتے تو حسد و عناد کے شعلے انکی قلوب و روح میں بھڑک اٹھتے۔ لہذا مذکورہ آیت مبارکہ سے منافع کی یہ پہچان اور علامت معلوم ہوتی کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بعض و حسد رکھتے ہیں چنانچہ آج بھی ان منافقین کی نسل و حبابی دیوبندیوں وغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان و عظمت سے جلتے جھنٹے رہتے ہیں اور انکی پوری کوششیں ہوتی ہے کسی طرح سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان گھٹانے میں کامیاب ہو جائیں مگر مرتے دم تک بھی اس ناپاک

کو شش میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

2 وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ إِنَّمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور انکے لئے دردناک عذاب ہے، بدلا ان کے جھوٹ کا

(پ۔ البقرہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ آیت سے منافقین کی ایک اور پہچان معلوم ہوئی کہ یہ جھوٹے بھی ہوئے ہیں اور اپنا عقیدہ دین اور اسلام اور مسلمانوں کے متعلق اپنے جذبات چھپاتے ہیں جیسے ردافض و قادیانی وغیرہ ایسے لوگوں کو انکے جھوٹ کے ساتھ دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ تقیہ بدترین عیب ہے جس دین کی بنیاد تقیہ پر ہو وہ باطل ہے اور تقیہ باز سخت دردناک عذاب کا مستحق ہے اس سے ردافض و قادیانی وغیرہ عبرت حاصل کریں جو تقیہ کو اپنے دین کا حصہ بنائے ہوئے ہیں اور تقیہ کر کے خود کو سنی ظاہر کر کے جھوٹے بھالے مسلمانوں کا دین و ایمان لوٹنے کے درپے رہتے ہیں اللہ ایسے منافقوں نے محفوظ رکھے۔

3 وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝

إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو، تو کہتے ہیں ہم

تو سنوارنے (اصلاح کرنے) والے ہیں، سنتا ہے (خبردار) وہی فساد ہی ہیں

مگر انہیں شعور نہیں، (پ۔ البقرہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں منافقین کی ایک پہچان یہ بیان کی گئی کہ یہ

منافقین دن رات فتنہ و فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں اس طرح کہ مومن و کافر

اور بد مذہبوں سب کو راضی رکھتے ہیں کہ ہم پالیسی دان ہیں صلح کل ہیں جب

انہیں باز رہنے کو کہا جائے الٹا جھگڑتے ہیں کہ ہم فساد کہاں مچا رہے ہیں ہم تو امن

و اصلاح معاشرہ کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں بلکہ جس طرح سونا خالص اچھا

ہے یونہی مومن خالص مبارک ہے صلح کلی فساد کی جڑ ہے جبکہ منافقین مسلمانوں

کے خیالات کو منتشر کر کے اور مسلمانوں کے ایمان و اسلام کے تقاضوں کو پارہ

پارہ کر کے انتشار پھیلانے میں مشغول ہیں اور اصلاح قوم کا جھوٹا دعویٰ کرتے

ہیں در نہ انکی پوری کوشش ہوتی ہے کہ اتحاد کا نام لے کر لوگوں کو عقائد

حق نے متفرک کر دیں اور انکے عقائد و اعمال بگاڑ کر بد مذہبیت کی راہ پر ڈال

دیں اللہ ہر مسلمان کو ان کی پہچان نصیب کرے۔

4 وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَتُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۖ

إِلَّا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں (پ۔ البقرہ)
”آئیے قرآن سمجھیں“

منافقین کی ایک پہچان یہ بھی معلوم ہوئی کہ یہ منافقین اہل ایمان کو بے وقوف اور احمق سمجھتے ہیں کہ دنیا کے عیش و آرام راحت و آسائش کو دین و ایمان کی خاطر قربان کرنے میں کوئی حامل نہیں کرتے۔ جبکہ ان منافقین کا حال یہ ہوتا ہے کہ دنیا کا عیش و آرام، عزت و مرتبہ پانے کے لئے اپنے دین و ایمان کو فروخت کر دینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ صالحین و بزرگان دین کو برا کہنا ان پر طعن و تشنیع کرنا منافقین کا طریقہ ہے جیسے روافض صحابہ کو، خوارج اہل بیت کو، غیر مقلد امام ابوحنیفہ کو، وہابی اولیاء اللہ کو برا کہتے ہیں ان سب کو مذکورہ آیت سے عبرت پکڑنی چاہیے اور علمائے دین کو بے دینوں کے طعنوں سے دل برد کرنا چاہیے کہ یہ بے دینوں کا ہمیشہ سے طریقہ رہا ہے۔ رب نے ان سے خود بدلے لے لیا کہ انہیں جواب میں احمق فرمایا۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شُيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزَؤُونَ ۝

5

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں۔ (پ۔ البقرہ)
”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ منافقین کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ تقیہ کرتے ہیں یعنی اپنا اول مذہب پوشیدہ رکھتے ہیں اور مسلمانوں سے ملتے وقت خود کو مسلمان اور اسلام کا خیر خواہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور جب اپنے ہم مذہبوں کی مجلسوں میں جاتے ہیں تو انہیں یقین دلاتے کہ ہم اپنے مذہب پر قائم ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ ہماری بات چیت اور اٹھنا بیٹھنا اس وجہ سے نہیں کہ ہم ان کا دین قبول کر چکے ہیں بلکہ ہم تو ان کو بے وقوف بناتے ہیں اور ان کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اپنی مجلسوں میں مسلمانوں سے چھپ کر تبرائ کرنا ان پر زبان طعن و دراز کرنا منافقین کا کام ہے اور شریعت اور شریعت والوں کا مذاق اڑانا کفر ہے اور یہ منافقین اللہ کے نزدیک شیاطین ہیں جیسا کہ مذکورہ آیت میں انکے لئے شیاطین کا لفظ استعمال ہوا لہذا اب جو انکی

خوشامد، تعریف یا تعظیم کرتا ہے وہ گویا شیاطین کی تعظیم کرتا ہے لہذا چاہیے کہ انکی مجلسوں میں جانان سے میل جول تعلقات، لین دین، دوستی، رشتہ داری، سب ترک کر دی جائیں تاکہ ایمان کی حفاظت رہے جیسا کہ آجکل قادیانی وہابی، رافضی وغیرہ نذر آتے ہیں کہ مسلمانوں سے ملتے وقت اپنے مذہب کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور مسلمانوں میں گھسنے ملتے، کھاتے پیتے ہیں ان سے دوستیاں، رشتہ داریاں گانٹنے کی کوشش کرتے ہیں پھر رفتہ رفتہ انکے عقائد و اعمال بھولے بھالے مسلمانوں میں رچتے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہ منافقین جب اپنے ہم مذہبوں میں بیٹھتے ہیں جو بڑے فخر سے بتاتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں کو خوب ہی بے وقوف بنایا اور انھیں اپنا ہم مذہب بنالیا۔ لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ مسلمانوں کے لبادے میں چھپے ان منافقین کو پہچانیں اور ان سے دور رہیں اور اپنا ایمان بچائیں۔

6 أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْعَوْنَ كَلِمَةَ اللَّهِ

ثُمَّ يَحْذِرُونَهُ مِنْ بُعْدِ مَا عَقَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ

ترجمہ آسان کنز الایمان

تو اے مسلمانو! کیا تمہیں یہ طمع (خواہش) ہے کہ یہ (یہودی) تمہارا یقین لائیں گے اور ان میں کا تو ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے بعد اسے دانت (جان بوجھ کر) بدل دیتے، (پ۔ ا۔ البقرة)

”آیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے یہود کا احوال معلوم ہوا کہ یہ اپنی کتابوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صفات و کمالات شان و مرتبہ پر بڑے پکے تھے اور جانتے تھے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم بے مثال نبی ہیں مگر لوگوں سے ان صفات کو چھپاتے تھے اور جانتے بوجھتے انکار کرتے تھے اور انکے علماء نے دید و دانستہ اوصاف کو بدل دیا تاکہ لوگوں پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان و عظمت نہ کھل سکے غور کریں تو یہی حال آج کے منافقین وہابی دیوبندی وغیرہ کا ہے کہ ان لوگوں کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اوصاف و کمالات کو لوگوں سے پوشیدہ رکھیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب، تصرف و اختیارات اور دیگر صفات لوگوں پر ظاہر نہ ہونے پائیں اسلئے انکے نام کے علماء اپنی کتابوں میں قرآن و حدیث کے معنی منہوم کو بدل کر پیش کرتے ہیں اور ان آیات و احادیث کو چھپا جاتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان و عظمت کی دلیل ہوتی ہیں چنانچہ معلوم ہوا کہ منافقین کی پہچان یہ بھی ہے کہ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کمالات کا انکار کرتے ہیں دغوی تو اسلام کا اور سچے عاشقوں رسول ہونے کرتے مگر محبوب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کمالات بیان کرنے سے انکی زبان لڑکھاتی ہے اور فضائل بیان کرنے سے دم گھٹانے کی

کوشش کرنا مفاد کا طریقہ ہے ایسا کرنے والا ہر گز مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسوں کی محبت سے بچیں۔

7 وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ أَنَّهُ كَانَ مِنَ النُّصَاةِ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور بعض آدمی وہ ہیں کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے مٹھلی لگے اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو لائے (گواہ بنائے) اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو (سخت دشمن) ہے، (پ ۲۔ البقرہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ منافقین کی ایک پہچان یہ ہے کہ منافقین مسلمانوں سے بڑی میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں اپنی چکنی چپری باتوں سے مسلمانوں کا دل موہ لیتے ہیں انکی محبت کا دم بھرتے ہیں اپنے مسلمان ہونے کے لیے چوڑے دعوے کرتے ہیں اور اس پر اللہ عود غل کی قسمیں بھی کھاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن جھگڑالو یہی ہیں جب انکے پاس کچھ طاقت آتی یا اقتدار و مرتبہ ملتا ہے تو انکی شرانگیزی سامنے آتی ہے اور اسلام کے نام پر مسلمانوں میں فتنہ و فساد قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیتے ہیں اور انکے اموال و املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ لہذا معلوم کہ

زیادہ چکنی چیزیں باتیں کرنا منافقین کا کام ہے جیسا کہ دہائی دیوبندی روافض و قادیانیوں وغیرہ کی عادت ہے کہ ہنس کر میٹھی بولی بول کر بھولے مسلمانوں کو اپنا گرویدہ بناتے ہیں جس پیشے میں بھی مسلمانوں کے ساتھ معاملات کا موقع ملے تو انکساری ملنساری کا جھوٹا اظہار کر کے اپنا ہمنوا بناتے ہیں اور انتہائی ہوشیاری کے ساتھ انکے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور جب ان منافقین کی بد مذہبیت یا انکے اپنے چیلوں پر کوئی حرف آئے تو یہی محبت کا دم بھرم بھرنے والے نقاب اتار کر سامنے آجاتے ہیں اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف کوشش انگیزی کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کی پہچان رکھیں اور انکی باتوں میں آنے کے بجائے انھیں اپنے قریب بھی نہ پھینکنے دیں۔

8 وَإِذَا قِيلَ لَهُم تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَارِءُ وُجُوهِكُمْ وَرَأْيُكُمْ يَصْطَلُونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور جب ان سے کہا جائے کہ (اپنی بخشش کے لیے) آؤ رسول اللہ تمہارے لیے معافی چاہیں تو (انکار سے) اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور (تکبر) کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں (پ ۲۸۔ الممتحنون)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ ان منافقین کو طلب مغفرت کے لئے بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضری سے انکار ہوتا ہے انکی سوچ میں موجود فساد اور بگاڑ ایسے محبوب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے در پر حاضر ہونے سے روکتا ہے بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اپنی مغفرت کی دعا کروانا انھیں شرک و بدعت لگتا ہے وہ اپنی نمازوں اپنے روزوں تلاوت صدقات و خیرات حج و عمرے کی پر نازاں ہیں اور اسے اللہ عروہ جل کی رضا پانے کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور یہ ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ اللہ عروہ جل کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر کرم بد حاضر ہو کر اسکی رحمتوں سے اپنے دامن کو لہریز کریں۔ غور سے دیکھیں ہمیں آج بھی اپنے اطراف میں وہابی و دیوبندی وغیرہ نظر آئینگے جو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضری اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں طلب مغفرت کو شرک و بدعت کہتے ہیں اور مسلمانوں کو اس سعادت سے روکنے کی کوششوں میں رہتے ہیں۔ وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں کہ کسی طرح اس سعادت کو شرک و بدعت ثابت کر کے اپنے نام نہاد مذہب کو حید کے خلاف ثابت کر دیں۔ لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ نقاب کے پیچھے ان کے اصلی چہروں کو پہچانیں اور دامن محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں پناہ لینے میں ورنہ یہ ایمان کے تھیرے ایمان چھیننے میں ذرا منہ چوکیں گے۔

باب نمبر 20

”میلاد شریف“

1 وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو (پ ۳۰ و ۱ ضحیٰ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ معلوم ہوا کہ اللہ عروہ جل کی عطا کردہ نعمتوں کا زبان و عمل سے خوب اظہار و چرچا کرنا چاہیے کہ اسکا خود قرآن حکم دے رہا ہے اور یقین بالیقین انبیاء کرام و اولیاء کرام اللہ عروہ جل کی بہت بڑی نعمتیں ہیں اور خصوص بالخصوص نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ عروہ جل کی سب سے بڑی اور عظیم نعمت ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعے ہی ہمیں ایمان ملا قرآن ملا رحمن عروہ جل ملا تو جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتنی بڑی نعمت میں تو قرآن کے حکم کے مطابق ہمیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری کا خوب خوب چرچا کرنا چاہیے یعنی خوشی کا اظہار کرنا چاہیے چنانچہ الحمد للہ عروہ جل تمام ماضقان رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جشن ولادت خوب جوش و خروش سے مناتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت یا سعادت کا خوب خوب چرچا کرتے ہیں و غلظ و بیان

ذکر ولادت۔ قرآن خوانی و درود خوانی، محفل ذکر و نعت، لنگر و شیرینی کا اہتمام کرتے ہیں خوب چراغاں کرتے ہیں سبز جھنڈے لگاتے ہیں پر امن جلوس نکالتے ہیں عرض جس طرح بھی چرچا ہو سکتا ہے اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرتے ہیں لہذا جو کوئی اس چرچے کا انکار کرے اور جن ولادت منانے سے روکے وہ بے دین و بد باطن ہے۔

2 وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَبْنِيْ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَیْکُمْ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرُسُوْلِیْ اَتٰی مِنْ بَعْدِیْ اَسْمَةُ اَحْمَدُ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور یاد کر دو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں اپنے سے پہلی (نازل کی ہوئی) کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان (آخری) رسول کی (کی آمد کی) بشارت مناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے (پ ۲۸۔ الصف)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر ولادت فرما کر میلاد شریف منایا۔ بغور مطالعہ فرمائیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تمہیں ایک رسول کی خبر دیتا ہوں یا میں ایک رسول کے آنے کا اعلان کرتا

ہوں کیونکہ اعلان اور خبر اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی اور چونکہ نبی کریم روف رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری اللہ عود جل کی نعمت اور مومنین کے لئے بڑی خوشی کا سبب ہے اسلئے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول کی جنکا نام احمد ہو چنانچہ معلوم ہوا کہ اللہ عود جل کی نعمت خوشی منانا سنت انبیاء ہے لہذا پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانا کار خیر اور باعث اجر و ثواب ہے اور جو اللہ عود جل کی نعمت پر خوشی کا اظہار نہ کرے وہ بڑی ہی بد نصیب و محروم ہے۔

3 هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاَوَّلِیْنَ رُسُوْلًا مِنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْہُمْ وَ یُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ

ترجمہ آسان کنزالایمان وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے (جسکے نسب و شرافت کو جانتے تھے) ایک رسول (محمد) بھیجا کہ ان پر اس (قرآن) کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں (پ ۲۸۔ المجمع)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف و توصیف کا بیان سنت البیہ ہے اسی کو ہم محفل ذکر ولادت یا مجلس میلاد شریف کے نام سے موسوم کرتے ہیں الحمد للہ عاشقان رسول اسی سنت البیہ پر

عمل کرتے ہوئے محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ کی رحمت اور رحیم
آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات و صفات خصوصیات و معجزات اور ولادت
شریف کا بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان قصائد و نعت شریف
پڑھتے ہیں۔ یہی قرآن حکیم کا طریقہ کار ہے۔

4 وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّتِي وَافَقْتُمْ بِهَا إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا جبکہ
تم نے کہا ہم نے سنا اور مانا اور اللہ سے ڈر و بچک اللہ دلوں کی بات جانتا
ہے۔ (پ ۶ المائدہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے معلوم ہوا اللہ عزوجل کے احسانات کو یاد
کرنا اور ان احسانات پر اسکا شکر ادا کرنا ہر مسلمان کے لئے لازم ہے اور اللہ
عزوجل نے جو احسانات ہم پر کیے ان میں سب سے بڑا احسان پیار سے آقا صلی اللہ
علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری ہے جسکے سبب ہمیں ایمان ملا قرآن ملا رحمت
عزوجل ملا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے ہمیں جینے کا ڈھنگ ملا پیارا
محبت اخوت بھائی چارے دلجوئی خیر خواہی کا جذبہ ملا احسان مروت رواداری

محبت رواداری کا شعور ملا اللہ کا یہ نعمت بڑا احسان ہے ہم امتیوں پر کہ ہمیں ایسے
رحمت و رحیم کریم آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا امتی بنایا تو جب یہ سب سے بڑا
احسان پھرتا تو پھر کیوں نہ اس دن کی یاد منائی جائے اور اس دن کا شکر ادا کیا
جائے جس دن یہ احسان ہم پر کیا گیا اور جسکا ہمیں قرآن پاک میں حکم دیا گیا
چنانچہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اللہ عزوجل کے احسان اپنے پیارے آقا صلی اللہ
علیہ والہ وسلم کا یوم ولادت منائیں اور اپنے رب عزوجل کے احسان اپنے رب
عزوجل کا شکر ادا کریں اور شکرانے میں محفل و عطا و بیان کر و نعت منعقد
کریں، نوافل پڑھیں روزہ رکھیں کھانا کھلائیں شیرینی تقسیم کریں الغرض جس
جس طرح ہو سکے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے رب عزوجل کے
اس عظیم احسان کو یاد کریں۔

5 لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ

بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ آسان کنزالایمان

بیشک پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت
(مشکل) میں پڑنا گراں (تکلیف دہ) ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے
والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان (پ ۱۱ التوبہ)
”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ عود جل نے اپنے حبیب اور ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا میلاد شریف ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فضائل و خصوصیات ذکر فرمائیں۔ چنانچہ مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا میلاد پڑھنا سنت الہیہ ہے اور قرآن میں مختلف مختلف پر انبیاء کرام علیہم السلام کا بھی ذکر ہوا کہ انہوں نے بھی نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا میلاد شریف پڑھا لہذا میلاد شریف پڑھنا سنت انبیاء بھی ہے۔

6 لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

ترجمہ آسان کنزالایمان

بیشک اللہ کا ہر احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت (قرآن و سنت) سکھاتا ہے۔ (پ ۳۲ مال عمران)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے بخوبی واضح ہو گیا کہ نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے افضل و اعلیٰ

ہے جیسا کہ لفظ من سے واضح ہوا کہ قرآن میں کسی اور نعمت پر من ارشاد ہوا۔ کیونکہ تمام نعمتیں فنا ہو جانے والی ہیں مگر ایمان باقی اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم جان ایمان ہیں تمام نعمتوں کو نعمت بنانے والے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی ہیں تو جب ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم رب عود جل کی اتنی شاندار دے مثال نعمت ہیں تو اس نعمت کا شکر کیونکر نہ چاہئے۔ چنانچہ مسلمان اپنے رب عود جل کی اس افضل و اعلیٰ نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس نعمت کے حصول کے دن کو عقیدت و احترام سے مناتے ہیں جشن ولادت نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کر اپنے قلب کو روشن کرتے اور ایمان کو تازہ کرتے ہیں۔ جشن ولادت نبی یا محفل میلاد شریف پر اعتراض کرنے والے کفران نعمت کے مرتکب ہوتے ہیں اور بدگمانی و غرور کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔

7 قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُنْ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ ۖ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

ترجمہ آسان کنزالایمان

عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے اللہ! اے رب ہمارے ایمان پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ (دن) ہمارے لیے عید ہو ہمارے اے پہلوں کی اور تیری طرف سے (تیری رحمت کی) نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو بے

بہتر روزی دینے والا ہے، (پ ۷۔ المائدہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ امد کورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ عود جل کی نعمت کے نزول کا دن مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہوتا ہے اور بلا شک و شبہ ہمارے نبی کریم رقت و رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت باسعادت مائدہ (خوان) سے بڑی اور عظیم نعمت ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت باسعادت کو عید میلاد النبی کہنا اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم منانا جائز بلکہ اللہ عود جل کے شکر کی ادائیگی ہے لہذا معلوم ہوا کہ جس دن یا جس تاریخ میں اللہ عود جل میں اللہ عود جل کی کوئی خاص نعمت بندوں کو ملے ہو اس دن یا اس تاریخ کو عید بنا لینا اور ہمیشہ اس دن یا اس تاریخ کو عبادات کا اہتمام کرنا، خوشیاں منانا سنت انبیاء ہے لہذا عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم منانا ثابت ہوا یوم میلاد النبی منانا نعمت کا شکر سے رب عود جل راضی ہوتا ہے۔

8 قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ تَفْصِلُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا يَسْمَعُوا كَذِبًا هَذَا حَلَلٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِيَتَفَتَحُوا عَلَى اللَّهِ

ترجمہ آسان کنز الایمان

تم فرماؤ کہس نے حرام کی اللہ کی (حلال کردہ) وہ زینت جو اس نے

اپنے بندوں کے لئے نکالی اور پاک رزق تم فرماؤ کہ وہ (نعمت) ایمان والوں کے لئے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہی (مسلمانوں) کی ہے، ہم یونہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لئے (پ ۸۔ الاعراف)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مد کورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جن دنوں کو اللہ عود جل کے پیاروں سے کوئی خاص نسبت ہو جائے وہ اللہ کے دن بن جاتے ہیں جیسے شب معراج، یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، مائدہ کے نزول کا دن من و سلوی کے نزول کا دن وغیرہ لہذا ایسی تاریخیں اور دن اللہ کی نشانیاں ہیں مگر انکے لئے جو مبارز ہیں اور رشا کریں مذکورہ آیت مبارکہ میں ان خاص دنوں کا تذکرہ کرنے کا فرمایا گیا یعنی ان دنوں تاریخوں کو یاد رکھو اور اس دن عبادات کا خاص اہتمام کرو اللہ کا شکر ادا کرو چنانچہ یہودی عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس دن انھیں فرعون سے نجات ملی تھی لہذا معلوم ہوا کہ بزرگان دین کی یاد گاریں منانا ان تاریخوں میں عبادت کرنا سنت انبیاء ہے لہذا اگر سب سے بڑی نعمت کے نزول کے دن یعنی یوم ولادت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خوشی منائی جائے تو یہ تو یہ ناجائز ہو سکتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ محفل میلاد وغیرہ سب جائز ہے اسکا انکار اور اسے ناجائز کہنا قرآن سے ناواقفیت ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَا كُنَّا نَعْمَلُ الْكُذِبَ هَذَا حَلَلٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِيَتَفَتَحُوا عَلَى اللَّهِ

الْكَذِبُ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ۝ وَذَكَرَهُمْ بِآيِهِ اللَّهُ
إِنْ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں (یہ کہتی ہیں کہ) یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے (اس طرح) کہنا کہ پر جھوٹ باندھو (اپنی مرضی سے حلال حرام ٹھہرا دو)، بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہو گا، اور انہیں اللہ کے دن (نعمتوں کے نزول کے دن) یاد دلا بیشک اس میں (قدرت کی) نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر سے دانے شکر گزار کو، (پ ۱۴۔ النحل)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رب کی ہر چیز حلال ہے سوا ان چیزوں کے جسے اللہ و رسول نے حرام فرما دیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ بغیر دلیل کسی چیز کو حرام کہہ دینا اللہ پر جھوٹ ہے لہذا جو محفل میلاد شریف و دیگر اعراس کو بغیر ثبوت حرام کہتے ہیں وہ جھوٹے ہیں یہ تمام چیزیں حلال ہیں کیونکہ انہیں اللہ و رسول نے حرام نہ فرمایا کیونکہ حلال وہ جسے اللہ و رسول حلال فرمائے اور حرام وہ جسے اللہ و رسول حرام فرمائے اور جس سے خاموشی ہے وہ معاف ہے چنانچہ جب محفل میلاد شریف کو حرام نہیں فرمایا گیا تو وہ بلا شک و شبہ حلال و جائز ہے جو اسے ناجائز کہے وہ اللہ پر جھوٹ باندھے کامر تکب ہے۔

باب نمبر 21

”شفاعت حق ہے“

1 یَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَفِئَ لَهُ قَوْلَا

ترجمہ آسان کنزالایمان

اس دن کسی کی شفاعت کام (نائدہ) نہ دے گی، مگر اس کی جسے رحمن نے اذن (اختیار) دے دیا ہے اور اس کی بات پسند (مقبول) فرمائی، (پ ۱۶۔ طہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے شفاعت کا حق ہونا ثابت ہوا کہ جس روز قیامت اسے شفاعت کا حق حاصل ہو گا جسے اللہ عزوجل نے شفاعت کا اذن عطا فرمایا یعنی وہ خاص محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں جنہیں شفاعت کی اجازت مل چکی ہے جنہیں شفیع المذنبین کا لقب عطا ہو چکا روز قیامت وہ ہم گناہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت کے منکر اس آیت کے بھی منکر ہیں اور شفاعت سے محروم بھی ہیں۔

2 وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ

الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (گناہ کر بیٹھیں) تو اسے محبوب! تمہارے حضور حاضر (جسمانی یا قلبی طور پر) ہوں اور پھر اللہ سے (تمہارے وصلے سے) معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے (اللہ سے ان کے لیے معافی چاہے) تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان (گناہ بخشنے والا) پائیں۔ (پ ۵۔ النساء)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ بھی نبی کریم شفیع المذنبین کی شفاعت کی دلیل ہے کہ گناہ گار معافی چاہنے کے لئے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو اور اللہ عود جل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے پھر اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسکی شفاعت چاہیں تو وہ اللہ عود جل کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائے گا یقیناً آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں لہذا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت میں زمان و مکان کی قید نہیں قیامت تک اور روز قیامت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جسکی چاہیں گے شفاعت فرمائیں گے اسکا انکار کرنے والے بڑے ہی بد نصیب اور محروم ہیں۔

3 مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ٥

ترجمہ آسان کنزالایمان

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم (اللہ اس کی اجازت) کے جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے (کوئی بھی اس کے علم کو نہیں جان سکتا) جتنا وہ چاہے اس کی کرسی میں سمائے ہوئے آسمان اور زمین اور اسے پہنچا (مشقت) نہیں ان کی نگہبانی اور وہی ہے بلند بڑھائی والا ہے۔ (پ ۳۔ الزمر)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندے روز قیامت رب کے ہاں شفاعت فرمائیں گے اور یہ شفاعت اللہ عود جل کے اذن سے ہوگی جو شفاعت کا بالکل انکاری ہو وہ بے ایمان ہے معلوم کہ جب اللہ عود جل کے محبوب بندے حافظ و قاری شفاعت کرنے کا اذن پائیں تو جو ب سے زیادہ محبوب رب العظیم ہے انکی شفاعت کا کیا عالم ہو گا لہذا عظم ہوا کہ اللہ عود جل کے بندے اور خاص طور پر محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اسکا انکار محض بد بختی ہے۔

4 قَاعِلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرُ لَكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ

ترجمہ آسان کنزالایمان

تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی (عبادت) نہیں اور اسے محبوب! اپنے خاصوں اور غلام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو اور اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا (اپنے معاش اور مشغلوں میں) پھرنا اور رات کو تمہارا آرام لینا (کوئی حالت اس سے بھی نہیں) (پ ۲۶۔ محمد)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت کا بیان ہوا یہ ہم پر مبارکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شفاعت کبریٰ کی دلیل ہے کہ اگر امتی ہے کوئی گناہ سرزو ہو جائے تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کی معافی کی سفارش کریں یعنی امتیوں کی شفاعت فرمانے کا رب عود بل اپنے محبوب کو حکم دے رہا ہے کہ بخشنا تو رب عود بل ہی کو ہے مگر چاہتا ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم شفاعت کریں اور رب عود بل بخشے۔ یعنی کوئی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات مبارکہ سے مستغنی نہیں جو خود کو مستغنی سمجھے اس کے لئے آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت نہیں۔

5 لَا يَلْبِثُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

لوگ شفاعت کے مالک نہیں (اختیار نہیں رکھتے) مگر وہی

جنہوں نے رحمن کے پاس قرار (وندہ لے) رکھا ہے۔ (پ ۱۶۔ مریم)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں شفاعت کے حق ہونے کا اشارہ ملتا ہے کہ روز حشر وہ شفاعت کریں گے جسے اللہ عود بل نے شفاعت کی اجازت دے دی ہے جیسے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جنہیں شفاعت کا اذن مل چکا ہے روز حشر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم گناہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے وہ مذکورہ آیت مبارکہ میں لایمکنون سے کفار کی شفاعت کی نفی اور اللہ سے اہل ایمان کی شفاعت کا اثبات ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ روز حشر اہل کی شفاعت کی جائے گی اور شفاعت وہی کریں گے جنہیں اللہ عود بل اذن عطا فرمائے گا۔ شفاعت کے منکر مذکورہ آیت مبارکہ سے عبرت حاصل کریں کہ کہیں ایمان نہ ہو کہ دنیا میں شفاعت کے منکر ہو کر حشر میں شفاعت سے محروم رہیں۔

6 يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَ

هُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ ۚ فَشَفَعُونَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

وہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے (آئندہ کریں گے) اور جو ان کے پیچھے ہے (جو کر چکے ہیں) اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لیے جسے وہ

پند فرمائے اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے (پ ۱۷- الانبیاء)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بسم اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ روز حشر ان گناہ گاروں کی شفاعت فرمائی جائیگی جنہیں اللہ عروجل نے شفاعت کے لائقوں میں سے جن کرپند کر لیا۔ تو جب شفاعت ہونا ثابت ہوا تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ کے خاص بندے ہونگے جن کی شفاعت سے اللہ عروجل گناہ گاروں کو معافی عطا فرمائے گا اور انکے حق میں شفاعت قبول فرمائے گا تو جب اللہ کے نیک بندوں کو شفاعت کا حق حاصل ہو گا تو یقیناً بالیقین محبوب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تو شفاعت کا سب سے زیادہ حق حاصل ہو گا لہذا اثابت ہوا کہ شفاعت حق ہے اسکا منکر محروم ہے۔

7 وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ

قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقُّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور اس (اللہ واحد) کے پاس (کسی کی) شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لیے وہ اذن (اجازت عطا) فرمائے، یہاں تک کہ جب اذن دے کر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور فرمادی جائے گی، ایک دوسرے سے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا ہی بات فرمائی، وہ کہتے ہیں جو فرمایا حق فرمایا

(ایمانداروں کو اذن شفاعت دی ہے) اور وہی ہے بلند بڑائی

والا۔ (پ ۲۲- مبا)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بسم اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ بھی شفاعت کے حق ہونے کو ثابت کرتی ہے کہ روز حشر اللہ عروجل کے اذن سے شفاعت فرمائی جائے گی۔ اور شفاعت کرنے والے صالح مومن ایک دوسرے سے اطمینان کے لئے پوچھیں گے کہ رب نے کیا فرمایا وہ کہیں گے شفاعت کی اجازت دی اور یہ شفاعت و اجازت برحق ہے اس سے معلوم ہوا کہ روز قیامت اللہ عروجل جن مقبول بندوں کو شفاعت کرنے کی اجازت عطا فرمائے گا وہ انبیاء و اولیاء ہونگے جو اہل شفاعت فرمائیں گے۔ اور انکا شفاعت کی اجازت پانا اور شفاعت کرنا برحق ہے لہذا اثابت ہوا کہ شفاعت حق ہے جو شفاعت کا انکار کرنے وہ آیات قرآنیہ کا منکر ہے۔

8 وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ

يَعْلَمُونَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور جن (بتوں) کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں (وہ کچھ بھی) شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے، ہاں (البتہ) شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق (توحید و

رسالت کی گواہی دیں اور (اللہ کی ذات و صفات کا) علم رکھیں۔ (پ ۲۵۔ الزخرف)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں وضاحت کر دی گئی کہ ہر ایک کی مجال نہیں کہ بارگاہ رب العزت میں شفاعت کرنے کی جرات کر سکے اور نہ ہی ہر شخص اس قابل ہے کہ اسکی شفاعت کی جائے بلکہ شفاعت کرنے کا مجاز وہی ہو گا جو اللہ عروبہ کی توحید کی گواہی دے اور اسکی یہ گواہی علم و یقین پر مبنی ہو جیسے انبیاء کرام و اولیاء اللہ علماء دین بلکہ عام مومنین بھی یہ سب شفاعت کر سکتے۔ اسی طرح شفاعت صرف اسکی کی جائیگی جو اہل ایمان ہو یعنی اسکا فاترہ ایمان پر ہوا ہو۔ جسکا فاترہ کفر یا شرک پر ہوا اسکے لئے شفاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہو گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ روز قیامت اللہ کے مقبول بندے اہل ایمان کی شفاعت فرمائیں گے شفاعت حق ہے جو اسکا انکار کرے اسے مذکورہ آیت سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے کہ شفاعت کا انکار کر کے کہیں وہ بھی شفاعت سے محروم میں شامل نہ ہو جائے۔

باب نمبر 22

”بیعت کا ثبوت“

1 یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاثٍ بِاُمَامِهِمْ ؕ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبًا بِیْمِنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ

یَقْرَءُوْنَ ؕ كِتٰبُهُمْ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فِتْنًا ۝۱۰

ترجمہ آسان کنزالایمان

جس دن (روز قیامت) ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے تو جو (جس کا) اپنا نامہ (اعمال) دہانے ہاتھ میں دیا گیا ہو لوگ اپنا نامہ پڑھیں گے اور تانے بھر (ادنیٰ سا بھی) ان کا حق (ٹیکوں کا اجر) نہ دیا جائے گا (پ ۱۵۔ بنی اسرائیل)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے بیعت کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ وہ مذکورہ آیت میں بیان ہوا اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہیے شریعت میں تقلید کر کے اور طریقت میں بیعت کر کے تاکہ حشر اچھوں کے ساتھ ہوا۔ اگر کوئی صالح امام نہ ہو گا تو پھر اسکا امام شیطان ہو گا لہذا تقلید و بیعت بے انکار قرآن سے ناواقفیت کے سبب ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبٰیِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبٰیِعُوْنَ اللّٰهَ ۚ یَدُلُّ اللّٰهُ قَوِّیْۤ اٰیٰتِہُمْ ؕ فَمَنْ تَلَّكَ فَاٰتَمَّا

یَنْتُکُ عَلٰۤی نَفْسِہٖ ؕ وَمَنْ اُوْتِیَ بِنَاغِہٖۤا عَلَیْہِ اللّٰهُ فَسَیُوْتِیْہِۤا اَجْرًا عَظِیْمًا ۝۱۱

ترجمہ آسان کنزالایمان وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے، تو جس نے عہد (بیعت کو) توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا (بیعت توڑنے کا وبال اس پر ہوگا) اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔ (پ ۲۶- الفتح)

”آئیے قرآن سمجھیں“ سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے بیعت کی حقیقت ثابت ہوئی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت سنت صحابہ ہے خواہ بیعت اسلام ہو یا بیعت تقویٰ یا بیعت توبہ یا بیعت اعمال وغیرہ۔ مذکورہ آیت مبارکہ میں بیعت رضوان کے متعلق ذکر ہے جو مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمام مہاجرین و انصار صحابہ سے لی تھی یہ بیعت جہاد تھی یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیعت کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بیعت فرمایا گیا مذکورہ آیت مبارکہ سے بھی بیعت کی حقیقت بخوبی واضح ہوئی لہذا بیعت کا انکار بد بختی ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ
فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا

ترجمہ آسان کنزالایمان بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیر کے نیچے (انے محبوب) تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا (ظاہر فرمایا) جو

(صدق و اخلاص) ان (مومنین) کے دلوں میں ہے تو (اس لیے) ان پر اطمینان (قلبی سکون) اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا (پ ۲۶- الفتح)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نیک صالح کے ہاتھ پر بیعت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کا سبب ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیعت صرف اسلام پر ہی نہیں ہوتی بلکہ اعمال پر بھی ہوتی ہے جیسا کہ مذکورہ آیت میں جہاد پر بیعت لی گئی۔ لہذا کسی نیک صالح شیخ سے بیعت نیک بختی کی علامت ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلِهِمْ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ قَبِيحٍ فَاعْلَمُوا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

ترجمہ آسان کنزالایمان اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس (بات) پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو (مظنی وغیرہ کے خوف سے) قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں (جھوٹ بولیں) گی (کہ کسی اور کے بچہ کو) جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں (اپنے بیٹ کا جانا ہوا بتائیں) اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو

ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے،
(پ ۲۸-۱ مستحکم)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بیعت کے لئے ارشاد فرمایا جا رہا ہے اور یہ بیعت اسلام پر استقامت کی بھی ہے اور اعمال پر بھی۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ کسی نیک صالح متقی شیخ سے بیعت ضرور کر لینی چاہیے کہ اسمیں ایمان کی حفاظت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیعت ہوتے وقت اپنے عمومی و خصوصی تمام گناہوں سے توبہ کرے اور اس توبہ پر استقامت کی بھی بیعت کرے۔ پھر کو بھی چاہیے کہ اپنے مرید کے لئے دعا مغفرت کرے۔ مذکورہ آیت مبارکہ سے بخوبی وضاحت ہو گئی کہ مشائخ کے ہاتھ پر بیعت کرنا مومنین کی سنت ہے اور قرآن میں بھی اسکی حقیقت مذکور ہوئی لہذا بیعت کی اہمیت و افادیت یا اسکی حقیقت کا انکار جہالت اور نادانی ہے۔

باب نمبر 23:

”عذاب قبر پر حق ہے“

1 وَمِنَاصِحَاتِهِمْ اَعْرِضُوا قَادِحُوا نَارَ الْاَقْلَمِ يَجِدُوا لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ

اَنْصَارًا ۝ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي

ترجمہ آسان کنز الایمان

اپنی کیسی خطاؤں (کفر و سرکشی) پر (طوفانی عذاب میں) ڈبوئے گئے پھر (بعد) (یا کہتے) آگ میں داخل (عذاب قبر میں مبتلا) کیے گئے تو انہوں نے اللہ کے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پایا (کہ انہیں عذاب سے بچا سکے) (پ ۲۹-۲۰ نوح)
”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ آیت مبارکہ سے عذاب قبر ثابت ہوا ایسا کہ مذکورہ آیت میں بتایا گیا کہ وہ قوم نوح طوفان میں غرق کر دی گئی پھر آگ میں پہنچائی گئی کہ انکے جسم تو طوفان نوح میں غرق ہو گئے مگر روحیں برزخ میں ہیں بعد قیامت انکے جسم و روح دونوں دوزخ میں ہو گئے چنانچہ ثابت ہوا کہ عذاب قبر پر حق ہے اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب قبر دفن ہونے پر موقوف نہیں مگر دے کا جسم کہیں بھی ہو عذاب قبر ہو گا کہ نوح علیہ السلام کی قوم پانی میں غرق ہو گر بھی عذاب قبر میں گرفتار ہوئی لہذا جو فرقہ عذاب قبر کا منکر ہے وہ اس آیت پر غور کرے خود ہی واضح ہو جائے گا کہ وہ بد عقیدگی میں مبتلا ہے۔

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ
فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۖ

ترجمہ آسان کنزالایمان

(دوزخ کی) آگ جس پر صبح و شام (وہ) پیش کیے (جلائے جاتے) جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی، حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو، اور (اے محبوب اپنی قوم کو بتاؤ کہ) (پ ۲۲۔ المؤمنین) ”آیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عذاب قبر برحق ہے جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں فرعون اور اسکے لشکر پر ہونے والے عذاب قبر کا ذکر ہوا کہ دنیا میں تو یہ پانی میں غرق کر دیئے گئے مگر انکی روحیں عالم بزرخ میں سخت عذاب میں مبتلا ہیں دوزخ کی گرمی تو ہر وقت رہتی ہی ہے اسکے علاوہ صبح و شام دوزخ کی آگ کی پیشی بھی بھگتتے ہیں اور ایسا قیامت تک ہوتا رہے گا اور پھر جب قیامت قائم ہوگی تو دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے یعنی فرعون اور اس کی قوم کے لئے دو عذابوں کا ذکر ہوا یعنی بزر میں جہنم کی آگ پر پیش ہونا اور بعد قیامت دوزخ میں داخلہ عذاب قبر کا انکار کرنے والا ان آیات کو جھٹلانے والا ہے اور جہنم کا حقدار ہے۔

”بعد وفات سننا“

وَسَلِّ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ
إِلَهَةً يُعْبَدُونَ ۖ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمان کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے (بتوں وغیرہ کی دے دی) جن کو پوجا (گیا) ہو (پ ۲۵۔ الزخرف)

”آیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ انبیاء کی حیات بعد وفات کا ثبوت پیش کر رہی ہے مذکورہ آیت مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فرمایا جا رہا ہے کہ اے محبوب ان انبیاء کرام سے بلا واسطہ دریافت کرو اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات صالحین سنتے ہیں بلکہ جواب بھی دیتے ہیں کیونکہ مذکورہ آیت مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فرمایا گیا کہ آپ گزشتہ انبیاء سے پوچھیں اور پوچھا اسی سے جاتا ہے جو سنے اور جواب دے لہذا معلوم ہوا کہ بعد وفات بھی انبیاء علیہم السلام حیات میں اور سب کچھ ملاحظہ فرما رہے ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں جو یہ عقیدہ رکھے کہ (معاذ اللہ) انبیاء علیہم السلام حیات

نہیں مٹی ہو گئے وہ انتہائی گستاخ انبیاء ہے اور اپنی اس گستاخی کے سبب خارج از اسلام ہے۔ ہر نمازی نماز میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سلام عرض کرتا ہے حالانکہ جو سلام نہ سن سکے اسے سلام کرنا منع ہے لہذا معلوم ہوا کہ ہمارے آقا اپنے امتیوں کا سلام سماعت فرماتے ہیں

2 قَتُولُوا عَنْهُمْ وَقَالَ يَاقَوْمُ لَقَدْ ابْلَغْتُكُمْ رَسُولًا رَّبِّي وَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُجِيبُونَ النَّاصِحِينَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

تو صالح نے ان سے (نفرت سے) منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم! بیشک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کے غرضی (پہنہ کرنے والے) ہی نہیں (تھے)۔ (پ ۸۔ الاعراف)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ جب صالح علیہ السلام اپنی قوم کی بلاکت کے بعد اس بستی سے گزرے تو انکی لاشوں سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا۔ لہذا انکی موت کے بعد آپ علیہ السلام کا ان سے خطاب فرمانایہ ثابت کرتا ہے کہ مردے سنتے ہیں تو جب کافر مردوں کا سماعت کا یہ عالم ہے تو اللہ کے محبوبوں کی کیا شان ہوگی وہ تو بعد وفات دور سے بھی سنتے ہیں مسلمانوں کی قبروں سے

گزرتے ہوئے انھیں سلام کرنے کا حکم ہے اگر وہ سلام سننے پر قادر نہ ہوتے تو یہ حکم کیوں دیا جاتا لہذا معلوم ہوا کہ مردے اپنی قبروں میں سنتے ہیں بلکہ احادیث کے مطابق دفنانے کے بعد مردہ جانے والوں کے قدموں کی چاپ تک سنتا ہے۔

3 قَتُولُوا عَنْهُمْ وَقَالَ يَاقَوْمُ لَقَدْ ابْلَغْتُكُمْ رَسُولًا رَّبِّي وَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ أُمِّي عَلَى قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

تو شعب نے ان سے (بیزاری سے) منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم! میں تمہیں رب کی رسالت پہنچا چکا اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی تو کیونکر غم کروں کافروں کا، (پ ۹۔ الاعراف)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مردہ مسلمان ہو یا کافر وہ سنتا ہے جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ سے ظاہر ہوا کہ شعب علیہ السلام نے اپنی قوم سے انکی بلاکت کے بعد خطاب فرمایا کہ تم لوگ اس قابل نہیں کہ تم پر غم افسوس کیا جائے لہذا معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں بلکہ مومنوں کے قبرستان میں جانا ہو تو انھیں سلام کرنے کا حکم ہے جو سنتا ہو اسے سلام کرنا ممنوع ہے اگر مدے سنتے نہ ہوتے تو انھیں سلام کرنا کیا معنی پھر یہ حکم ہی نہ آیا ہوتا۔

”ایصالِ ثواب و فاتحہ جائز ہے“

1 وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَخَدُّ مَا يَبْتَغِي قُرْبَىٰ
عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ إِلَّا أَنَّهُمْ أَقْرَبُ لَهُمْ سَيِّدُ خَلْقِهِ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ
اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

ترجمہ آسان کنز الایمان

اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو
خرج کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں (قرب پانے) اور رسول سے دعائیں لینے کا
ذریعہ سمجھیں ہاں وہ ان کے لیے باعثِ قرب ہے اللہ جلد انہیں اپنی رحمت
(جنت) میں داخل کرے گا، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے، (پ ۱۱- التوبہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں ایصالِ ثواب اور فاتحہ کا ثبوت
ہے یعنی نیک اعمال کر کے اس کے ذریعے عرض کی جائے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ الہی میں اس کی قبولیت کی دعا فرمائیں اور اللہ عود بل ان
اعمال کو قبول فرما کر انہیں اس کا ثواب عطا فرمائے اسی کو ایصالِ ثواب اور فاتحہ
کہتے ہیں کہ نفلی عبادت یا صدقہ وغیرہ کا ثواب فلاں فلاں کو عطا کر دے لہذا
معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب دین میں داخل ہے اور اس کا انکار محض جہالت اور

حماقت ہے۔

2 وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ
سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ
رَّحِيمٌ

ترجمہ آسان کنز الایمان

اور (اس مال کے) وہ (بھی حقدار ہیں) جو ان کے بعد (قیامت تک)
آئے (آئیں گے) عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور
ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں
کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے ہمارے رب بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا
ہے، (پ ۲۸- البقرہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! معلوم ہوا کہ گزرے ہوئے مسلمانوں کے لئے دعائے
مغفرت کرنا مستحسن عمل ہے چنانچہ ایصالِ ثواب و فاتحہ میں بھی اگلے پچھلے اور
تمام موجود مسلمانوں کے لئے بخشش و بلندی درجات کی دعائیں کی جاتی ہیں لہذا
بزرگانِ دین صحابہ کرام و اہل بیت اولیاء اللہ کے عرس، ختم، نیاز فاتحہ یہ سب نہ
صرف جائز بلکہ اعلیٰ چیزیں ہیں کہ ان میں ان بزرگوں کے لئے دعا ہے چنانچہ ہر
مسلمان کو چاہئے کہ تمام صحابہ و اہل بیت اور اولیاء کرام سے عقیدت و محبت

رکھے انکے لئے بلندی درجات کی دعائیں کرے اور تمام مسلمانوں زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہوں دعائے مغفرت کرے۔

3 رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہو گا، (پ ۱۳۔ ابراہیم)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بسم اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں بھی مسکین مسلمات کے لئے دعائے خیر کرنا ثابت ہوا خواہ یا وفات پا چکے ہوں۔ الحمد للہ ایصال ثواب کو ماننے والے اور فاتحہ و نذر و نیاز وفات دعائے مغفرت کے قائل قرآن کریم کو صحیح طور پر سمجھنے والے ہیں۔ بزرگان دین کے عرس و فاتحہ اور مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت و ایصال ثواب میں یہی امر پیش نظر ہوتا ہو کہ مومنین کے لئے بلندی درجات و بخشش کی دعائیں کی جائیں کہ یہ عین سعادت اور خود اپنے ثواب میں بھی اضافے کا سبب ہے۔

4 الَّذِينَ يَخْلَوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝

فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

وہ (فرشتے) جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد (طواف کرتے) ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اے رب ہمارے تیرے رحمت و علم میں ہر چیز کی سمائی ہے (تیری رحمت و علم ہر چیز کو گھیرے ہے) تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ (دین اسلام) پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے، (پ ۲۳۔ المؤمن)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بسم اللہ! معلوم ہوا کہ مومنین کے لئے دعائے مغفرت کرنا سنت ملائکہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی غائبانہ دعائے مغفرت صرف زندوں ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ جو وفات پا چکے اور جو قیامت تک مسلمان ہو گئے ان سب کے لئے ملائکہ دعائے مغفرت کرتے ہیں اور بلاشبہ فرشتے کوئی بھی کام بغیر اللہ کے حکم کے نہیں کرتے ہیں لہذا یہ بھی واضح ہو گیا کہ مومنین کے لئے دعائے مغفرت میں اللہ عوجل کی رضا بھی ہے چنانچہ ایصال ثواب و فاتحہ کے ذریعے مسلمانوں کی بخشش و مغفرت یا بلندی درجات چاہتا ہے تو اپنے خاص بندوں کو انکے حق میں دعاء مغفرت دعائے خیر کا حکم اور اسکی توفیق عطا فرماتا ہے عرس بزرگان دین و ایصال ثواب و فاتحہ کا یہی مقصد ہے۔

”غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے“

1 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَصْنَادَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِحَوَارِيِّينَ

مَنْ أَصْنَاؤِي إِلَى اللَّهِ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اے ایمان والو! دین خدا کے مددگار ہو جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں (اپنے پیروکاروں) سے کہا تھا کون ہے جو اللہ کی طرف ہو (بلانے میں) کر میری مدد کریں۔ (پ ۲۸۔ الصفت)

”آیہ قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی اور سے مدد مانگنا جائز بلکہ سنت انبیاء ہے جیسا کہ آیت مبارکہ میں مذکور ہوا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے مانتھیوں سے تبلیغ دین کے لئے مدد طلب کی معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا ہی شرک ہے اور نہ ہی ایسا کلمہ مستعین کے خلاف ہے۔ عیسائیوں کو نصاریٰ اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ انکے مورثوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا نحن انصار اللہ یعنی ہم اللہ کے مددگار ہیں اگر غیر اللہ سے مدد لینا حرام ہو تا تو یہ نام ہی شرک ہو جاتا۔ لہذا معلوم ہوا کہ مصیبت اور ضرورت کے وقت اللہ کے بندوں سے مانگنا نہ صرف جائز بلکہ

انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

2 فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ

ذَلِكَ ظَهِيرٌ

ترجمہ آسان کنزالایمان

تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے، اور اس

کے بعد فرشتے مدد پر ہیں، (پ ۲۸۔ التحریم)

”آیہ قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ خود قرآن پاک بالکل صاف صاف لفظوں میں یہ بانگِ دہلی یہ اعلان کر رہا ہے کہ اللہ عودِ جل تو مددگار ہے ہی مگر باذن پروردگار عودِ جل ساتھ ہی ساتھ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اللہ عودِ جل کے مقبول بندے یعنی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیا عظام رحمہم اللہ تعالیٰ اور فرشتے بھی مددگار ہیں لہذا یہ سمجھا کہ اللہ عودِ جل کے سوا کوئی مدد کر ہی نہیں سکتا تری جہالت و حماقت اور قرآن سے ناواقفیت ہے۔ جہاں غیر اللہ کی مدد کی نفی ہے وہاں حقیقی مدد مراد ہے ورنہ اللہ عودِ جل کی اجازت سے اسکے بندے بندوں کی مدد کر سکتے ہیں۔

3 وَاجْعَلْ لِي وَرَثَةً آمِلِي ۖ هَؤُلَاءِ آمِلِي ۖ اَشْدُّ ذِيَةً اَزْدِي ۖ

ترجمہ آسان کنزالایمان

۱ اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر (معاون) کر دے، وہ کون میرا بھائی ہارون، اس سے میری کمر مضبوط کر (میری قوت بڑھا) پارہ ۶ (۵۱-۵۲)۔ طہ

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بندوں کا سہارا مانگا جیسا کہ آیت مذکورہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ دین کے لئے فرعون کے پاس جانے کا حکم ارشاد ہوا تو آپ علیہ السلام نے بندے کی مدد حاصل کرنے کے لئے بارگاہ الہی میں عرض کی۔ لہذا واضح ہو گیا کہ اللہ کے سوا کسی اور سے مدد و قوت حاصل کرنا توکل کے خلاف نہیں اور نہ ہی شرک ہی لہذا غیر اللہ کی مدد شرک سمجھنا کم فہمی کے سبب ہے۔

4 وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ سَوْفَ نَعَاوَنُ عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی (ظلم کرنے) پر باہم (ایک دوسرے کو) مدد نہ دو

(پ ۲- المائدہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے مدد لینا جائز ہے جیسا کہ قرآن پاک میں خود بیان ہوا کہ اللہ عود جل ایمان والوں فرما رہا ہے کہ نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے میں ایک دوسرے کی مدد کرو بیان یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ مجھ سے مدد طلب کرو۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں سے مدد لینا جائز ہے حرام یا شرک نہیں

5 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُخْلِفْ أَعْدَاءَكُمْ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے (تو) اللہ (تمہارے دشمن کے مقابل) تمہاری مدد کرے گا اور (حق کی راہ پر) تمہارے قدم جمادے گا۔ (پ ۲۶- محمد)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کی مدد لینا ہر گز شرک نہیں جب رب عود جل کو کسی کی مدد کی حاجت نہیں وہ عظیم و قدرت والا ہے پھر بھی وہ اپنے بندوں سے اپنے دین کی مدد لے رہا ہے تو بندہ تو پھر عاجز و مجبور اور دوسروں کا محتاج ہے وہ کیسے کسی کی مدد سے بے پروا ہو سکتا لہذا اللہ عود جل نے جب بندوں کو ایک دوسرے کا محتاج بنایا ہے تو پھر یقیناً کسی بندے کا بندوں سے مدد لینا بالکل جائز و اہر گز شرک نہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو بیشک اللہ صابروں کے ساتھ

ہے۔ (پ ۲۔ البقرہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے بھی غیر اللہ سے مدد مانگنے کی تعلیم دی

جاری ہے کہ صبر اور نماز سے مدد چاہو اور یہ دونوں ہی غیر اللہ ہیں تو معلوم ہوا

کہ مصیبت اور ضرورت کے وقت صبر اور نماز کے ذریعے مدد ملی جائے ورنہ

اللہ چاہے تو بغیر صبر اور نماز کے بھی مدد فرمادے اور مشکل سے نکال لے مگر

مومنین کو فرمایا جا رہا ہے کہ صبر اور نماز سے مدد مانگو اس طرح غیر اللہ سے مدد

لینا جائز ہوا۔

”کرامات اولیاء حق ہیں“

۱ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَوَقَّلَهَا زَكْرِيَّا وَلَهَا

وَدَخَلَ عَلَيْهَا زَكْرِيَّا إِلَيْهَا بِوَحْيٍ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَنزِيلُ آتِي لَكَ هَذَا قَالَ هُوَ

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

ترجمہ آسان کنز الایمان

تو اے اس کے رب نے (اس کی دعا کو) اچھی طرح قبول کیا اور اسے

اچھا پروان چڑھایا اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا، جب زکریا اس کے پاس

اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیارزق (موسیٰ پھل) پاتے کہا

اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا، بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے، بیشک

اللہ جسے چاہے بے گنتی (بے حساب) دے (پ ۳۔ ال عمران)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کرامات اولیاء بر

حق ہیں۔ مذکورہ آیت مبارکہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا سے متعلق ہے جو اللہ

عز و جل کی خاص ولیہ تھیں آپ رضی اللہ عنہا کو بے موسم غیبی پھل خود بخود مل

جاتا آپ رضی اللہ عنہا کی کرامت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کو یہ پھل جنت سے عطا

ہوتے تھے جو آپ رضی اللہ عنہا کے کمرہ خاص میں رکھے ہوئے مل جاتے تھے

ان میں جنتی پھلوں سے آپ رضی اللہ عنہا کی پرورش ہوئی۔ یقیناً اللہ عز و جل جب چاہے جو چاہے اپنے محبوبوں کو عطا فرماتا ہے جو کرامات اولیاء کا انکار کریں انھیں یہ آیت مبارکہ بغور پڑھنی چاہیے کہ بے موسم غیبی پھل حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو عطا ہو جانا کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔

2 وَهَزِنَى إِلَيْكَ بِجَنَّةٍ تُلْقَطُ عَلَيْكَ رُطَبًا جَنِينًا

ترجمہ آسان کنزالایمان

بہادری ہے اور کھجور کی جو پکڑ کر اپنی طرف بلا تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں (پ ۱۶۔ مریم)
”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ میں کرامات اولیاء کا ثبوت ہے۔ مذکورہ آیت مبارکہ بھی حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے متعلق ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں دروازہ کے وقت بیٹھی تھیں وہاں کھجور کا ایک خشک ڈنڈا تھا آپ رضی اللہ عنہا سے فرمایا گیا کہ اسے بلاؤ تجارے ہاتھ کی برکت سے ابھی یہ ڈنڈا ہرا ہو گا پھل لائے گا اور کھجوریں تم پر گریں گی انھیں تم کھا لینا۔ یقیناً خشک درخت سے پھل گرنا خرق عادت میں ہے مگر دلی کی کرامت سے ممکن ہے درخت سے پکی ہوئی کھجوریں بغیر ہاتھ لگائے بھی گر سکتی تھیں مگر آپ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ لگنا اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ دلی کے ہاتھ کی برکت سے سوکھے

ڈنڈا خشک درخت بھی ہر بھرے اور بار آور ہو جاتے ہیں۔

3 قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِن فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي ءَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ء وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّيَ عَنِئٌ كَرِيمٌ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

(پھر اس کے بعد) اس (ایک دوسرے شخص) نے عرض کی جس کے پاس کتاب (اسم اعظم) کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کروں گا ایک بل مارنے (پلک جھپکنے) سے پہلے پھر (سلیمان نے کہا حاضر کرو) جب (فورا ہی) سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہ یہ میرے رب کے فضل سے ہے، تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری، اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو (اس کا اپنا ہی نقصان ہے کیونکہ) میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا، (پ ۱۹۔ النمل)

”آئیے قرآن سمجھیں“

بھان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے کرامات اولیاء کے حق ہونے کی بخوبی وضاحت ہو رہی ہے مذکورہ آیت مبارکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے شاگرد حضرت آصف برخیا کے متعلق ہے جو اولیاء اللہ میں سے تھے مذکورہ آیت مبارکہ سے آپ رضی اللہ عنہا کی قوت رفقا قدرت و اختیار و حاضر ناظر ہونے کا

”مقامات مقدسہ کا ادب“

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغْلًا وَادْخُلُوا

الْبَابُ سَجْدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ وَسَارِعُوا إِلَى الْحُسَيْنِ ۝۳۹

ترجمہ آسان کنز الایمان

اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ۔ پھر اس میں جہاں چاہو بے
روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ
معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ (عنقریب)
نیکی والوں کو اور زیادہ دیں۔ (پ۔ البقرہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ آیت مبارکہ میں بنی اسرائیل کو بیت المقدس یا دیکھا جانے کا حکم ہوا بیت المقدس انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے اور نہایت مقدس جگہ ہے اس مقدس شہر میں داخل ہونے کے احکامات بنی اسرائیل کو دیئے گئے اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ متبرک و مقدس مقامات کی تعظیم کرنی چاہیے یہی شریعت کی تعلیم ہے۔ ان مقامات مقدس کی تعظیم کی برکت سے نہ صرف یہ کہ نیکیاں قبول ہوتی ہیں بلکہ ان نیکیوں کا ثواب بھی بڑھ جاتا ہے جیسا کہ آیت میں مذکور ہوا۔ غرضیکہ مقامات مقدس جہاں رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے وہاں

اندازہ ہوتا ہے جو آپکی عظیم کرامت کا ثبوت ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے ملکہ بلقیس کے تخت کا مقام کسی سے معلوم نہ کیا بلکہ پلک جھپکنے سے قبل انتہائی وزنی تخت بغیر کسی ہیل گاڑی وغیرہ کے سلیمان علیہ السلام کے پاس لے آئے چنانچہ معلوم ہوا کہ کرامات اولیاء برحق ہیں اور اسکا انکار بے دینی ہے۔

جا کر توبہ کرنا اور اطاعت بجالانا قبولیت کا سبب ہے جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں ذکر ہوا اور انھیں توبہ اور پھر عبادت کرنے کے لئے اس شہر مبارک میں بھیجا گیا کہ توبہ بھی مقبول ہو اور اطاعت بھی اس سے معلوم ہوا کہ مزارات انبیاء و اولیاء پر حاضر ہو کر توبہ و استغفار کرنا اور دعا کرنا بہت بہتر ہے کہ یہ مقامات مقدس ہیں اور انکی تعظیم نیک بختی کی علامت ہے۔

2 وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِرِ إِبْرَاهِيمَ مَقُصًّى وَلَوْ عِهْدًا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع (لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ) اور امان بنایا اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بنا دیا اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسماعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف کرنے والوں اور اعتکاف والوں اور رکوٰۃ و سجود والوں کے لئے۔ (پ۔ البقرہ)

”آئیے قرآن سمیں“

بحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مقدس و متبرک مقامات کے ادب و تعظیم کا حکم ہمیں قرآن نے دیا ہے جیسا کہ آیت مبارکہ

میں مقام ابراہیم کی تعظیم و ادب اور فضیلت و اہمیت بیان ہو گئی لہذا معلوم ہوا کہ مقامات مقدسہ کی تعظیم و ادب نہ صرف جائز بلکہ عین سعادت ہے۔

3 اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ فَاصْلَحْ عَلَیْکَ ؕ اِنَّکَ بِالْوَادِعِیْنَ طَوِیٌّ

ترجمہ آسان کنزالایمان

بیشک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار ڈال بیشک تو پاک جنگل طوی میں ہے (پ۔ طہ)

”آئیے قرآن سمیں“

بحان اللہ! معلوم ہوا کہ مبارک و مقدس جنگل اور وادیاں بھی قابل تعظیم و ادب ہیں جیسا کہ آیت مذکورہ میں موسیٰ علیہ السلام کو مقام طوی میں رب عود جل تعظیماً نعلین پاک اتارنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ ساتھ ہی یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ تعظیم و ادب پاؤں سے جوتے اتار لینا سنت نبوی علیہم السلام ہے لہذا اب اگر کوئی مزارات انبیاء و اولیاء یا حرمین شریفین میں تعظیمائے پاؤں رہے تو اسکا ایسا کرنا شریعت کے خلاف نہیں جو اسے شریعت کے خلاف سمجھے وہ خود بہت بے ادب ہے۔

4 اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللّٰهِ ؕ مَن حَجَّ الْبَيْتَ اَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ يَّطْوِفَ بِهَمَا ؕ وَ مَن تَطَوَّعَ خَيْرًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ

ترجمہ آسان کنزالایمان

بیشک صفا و مردہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے (ان کے درمیان طواف) کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف (اپنی خوشی) سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔ (پ ۲۰ البقرہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو گئی کہ جس چیز کو جس جگہ کو نیک لوگوں سے نسبت ہو جائے وہ چیز اور مقام مقدس و متبرک اور محترم بن جاتے ہیں جیسا کہ آیت مبارکہ میں صفا و مردہ کا بیان ہوا کہ صفا و مردہ پہاڑ حضرت ہاجرہ کے قدموں کی برکت سے اللہ کی نشانی بن گئے اور قابل تعظیم و احترام قرار پائے لہذا معلوم ہوا کہ مقدس و معظم چیزوں اور مقامات کی تعظیم دین میں داخل ہے جو اسے دین سے خارج سمجھے وہ بہت بڑا جاہل ہے اور قرآن سے ناواقف ہے۔

5 لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۚ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۚ

ترجمہ آسان کنز الایمان

مجھے اس (مکہ) شہر کی قسم کہ (کیونکہ) اے محبوب! تم اس شہر میں

(پ ۳۰ البلد)

تشریف فرما ہو اور

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ جس مقام کو اللہ عروج کے پیاروں سے نسبت ہو جائے وہ مقام معظم و محترم ہو جاتا ہے جیسا کہ مذکورہ آیت میں اللہ عروج نے مکہ معظمہ کی قسم ارشاد فرمائی کیونکہ مکہ معظمہ میں اللہ عروج کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت گاہ بھی ہے یہی وہ شہر ہے جسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بسایا نہیں یہ مقام ابراہیم ہے یہیں پہ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی اڑی مبارک سے زم زم کا چشمہ جاری ہوا اور سیدنا ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدموں کی برکت سے صفا و مردہ پہاڑیاں مقدس و متبرک قرار پائیں یہی وہ شہر ہے جہاں ہر سال حج ہوتا ہے غرضیکہ کہ یہ وہ مقام ہے جسے صالحین کی نسبت حاصل ہوئی تو اللہ عروج نے اسے محترم و مقدس ٹھہرا دیا یہاں تک کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں اس شہر کی قسم ارشاد فرمائی لہذا معلوم ہوا کہ مقامات مقدس کا ادب و تعظیم نیک بختی و سعادت مندی کی علامت ہے۔

6 وَالْيَقِينِ وَالزَّيْتُونِ ۚ وَطُورِ سِينِينَ ۚ وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ۚ

ترجمہ آسان کنز الایمان

انجیر کی قسم اور زیتون اور طور سینا اور اس امان والے شہر (مکہ مکرمہ) کی

(پ ۳۰ یقین)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ عروج نے ”امان والے

شہر یعنی مکہ معظمہ کی قسم ارشاد فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ عروہل کے محبوبوں سے نسبت پانے والے مقام متبرک و مقدس ہو جاتے ہیں مکہ معظمہ کو پیار سے آقا اللہ عروہل کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نسبت ہے کہ یہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت گاہ ہے قرآن عازل ہوا، معراج شریف عطا ہوئی اسی مکہ معظمہ کو بی بی باجرہ واسمعیل علیہ السلام سے بھی نسبت ہے کہ آپ نے اس شہر کو بسایا اسی شہر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نسبت ہے آپ علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو تعمیر فرمایا وغیرہ وغیرہ غرضیکہ اللہ کے محبوبوں کے قدم جہاں جاتے ہیں ان مقامات کو معظم و معتبر بنا دیتے ہیں لہذا ان مقامات کا ادب اسلام میں بڑی اہمیت و فضیلت رکھتا ہے۔

”وسیلہ جائز ہے“

1. اُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا

ترجمہ آسان کنزالایمان

وہ مقبول بندے (عیسیٰ و عزیر) جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ (مقبول بندے تو خود) آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید (بھی) رکھتے اور اس کے عذاب سے (بھی) ڈرتے ہیں بیشک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے

(پ ۱۵۔ بنی اسرائیل)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے وسیلہ ثابت ہوا۔ مذکورہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبولین اپنے رب کی رضا و قرب پانے کے لئے وسیلہ ڈھونڈتے ہیں چنانچہ وسیلہ کا انکار بے دینی ہے اس عقیدے سے بچنا لازم ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ عروہل کے محبوبین و مقربین کے وسیلے سے دعا مانگیں اور ان کے ذریعے رب عروہل کی بارگاہ میں اپنی حاجات پیش کریں تاکہ رب عروہل اپنے مقبولوں کے صدقے ان کی دعاؤں کو قبول

فرمائے۔

2 وَلَمَّا جَاءَهُمْ كُتِبَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے (انکار کر بیٹھے) تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

(پ۔ البقرہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ وسیلہ کا بڑا واضح ثبوت ہے اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگنا بڑا پرانا طریقہ ہے۔ اہل کتاب جب بھی مشرکین سے جنگ کرتے تو نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کافروں پر فتح مانگتے تھے اور اللہ عود جل انھیں فتح عطا فرماتا تھا چنانچہ معلوم ہوا کہ وسیلے کا منکر بہت بڑا جاہل اور قرآن سے ناواقف ہے مذکورہ آیت مبارکہ سے بخوبی واضح ہو گیا کہ اللہ والوں کے وسیلہ

سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

3 فَتَنَّا آدَمَ مِنْ رُبِّهِ وَكَلَّمْتَنِي قَتَابَ عَلَيْهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الشَّوَابُ الرَّجِيمُ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان

(پس پالیئے) آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔ بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ (پ۔ البقرہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“ سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت کریمہ سے بھی وسیلہ جائز ہونے کی بخوبی وضاحت ہو رہی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جنت سے نکل کر رب کی بارگاہ میں جو کلمات ادا کیئے وہ کلمے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے توبہ کرنے کے تھے تفاسیر میں منقول ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی بریثانی انتہا کو پہنچ گئی تو انھیں ایک دن یاد آیا کہ انہوں نے اپنی پیدائش کے وقت عرش اعظم پر لکھا دیکھا تھا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس سے انھیں معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ کا وہ درجہ ہے کہ ان کا نام عرش اعظم پر رب کے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے چنانچہ الہام ہوا یا رب کی طرف سے سکھایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے دعائے مغفرت کریں چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے دعا کی جسے رب عود جل نے قبول فرمایا۔ لہذا معلوم ہوا کہ اللہ کی بارگاہ میں اس کے مقبولوں کے وسیلے سے دعا مانگی جائز ہے بلکہ سنت آدم علیہ السلام ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف (رضا پانے کے لیے) وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح (کامیابی) پاؤ، (پ ۶۱ المائدہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“ سبحان اللہ! مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں بھی وسیلہ کے جائز ہونے کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ ایمان والوں کو وسیلہ تلاش کرنے کا حکم ارشاد فرمایا جا رہا ہے یہاں وسیلہ میں اعمال داخل نہیں کیونکہ اعمال اتقوا اللہ میں آگئے لہذا اعمال کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو انبیاء اولیاء کا وسیلہ بھی ڈھونڈنا چاہیے کیونکہ کوئی مومن بغیر وسیلہ رب تک نہیں پہنچ سکتا۔ صرف ایمان و تقویٰ رب تک نہیں پہنچا سکتے بلکہ اسکے محبوبوں کا وسیلہ ایمان و اعمال کو بحفاظت تمام منزل مقصود تک پہنچاتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو نیک اعمال کے ساتھ کوئی اور وسیلہ بھی ڈھونڈنا ضروری ہے لہذا شیخ طریقت پیر کامل کی تلاش کا ماضیہ ہی آیت مبارکہ ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَتَّبَعْتَهُمْ دَرَجَاتُهمْ بِإِيمَانِ الْحَقِّنا بِهِمْ دَرَجَاتُهمْ وَمَا
الَّتَنَّهُمْ مِنْ عِبَادِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلٌّ امْرَأٌ مِمَّا كَسَبَ رَهِينٌ

ترجمہ آسان کنزالایمان

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے (جنت میں) ان کی اولاد ان سے ملادی اور ان کے عمل (کے ثواب) میں انہیں کچھ کمی نہ دی سب آدمی اپنے (اپنے) کچے (اعمال کے مطابق) میں گرفتار ہیں (پ ۲۷ طور)
”آئیے قرآن سمجھیں“

سبحان اللہ! مذکورہ آیت مبارکہ سے وسیلہ ثابت ہوا کہ اگر مومنوں کی اولاد مومن ہوگی تو خواہ اذنی درجے کی ہو اور والدین اعلیٰ درجے میں مگر اولاد کو والدین کے وسیلے سے انکے ساتھ اعلیٰ درجے میں رکھا جائیگا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ ماں باپ کے وسیلے سے اولاد کے درجے بلند ہو جاتے ہیں اور اولاد کا اعلیٰ تو اولاد وسیلے سے والدین کا درجہ بلند کر دیا جائے گا اور اولاد کے کا اعلیٰ تو اولاد کے وسیلے سے والدین کا درجہ بلند کر دیا جائے گا اور اولاد کے پاس پہنچا دیا جائیگا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ وسیلہ مومنین کے کام آتا ہے جو وسیلے کا انکار کریں انکے لئے وسیلہ ہے بھی نہیں۔

غیر اللہ کے نام سے منسوب جانور حلال ہے

1۔ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلَا لَكِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَكِرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ
ترجمہ آسان کنزالایمان:

اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چراہو اور نہ بھار اور نہ وسیلہ اور نہ حامی ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں اور ان میں اکثر ترے بے عقل ہیں۔ (پارہ ۷ سورہ المائدہ)

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جانور کی زندگی میں اس پر کسی کا نام پکارنا اسے حرام نہیں کر دیتا بلکہ ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارنا حرام کرے گا۔ جن چار جانوروں کا مذکورہ آیت میں ذکر کیا گیا وہ جانور تھے جنہیں مشرکین عرب بتوں کے نام پر چموز دیتے تھے اور ان کا دودھ گوشت حرام سمجھتے تھے انکی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ان جانوروں کا گوشت حرام نہیں

ہو گیا بلکہ حلال ہے اگر یہ جانور حرام ہوتے تو پھر کافر بچے چھپتا بچہ معلوم ہوا کہ حلال وہ ہے جسے اللہ حلال کرے حرام وہ ہے جسے اللہ نے حرام فرمایا اور جس سے خاموشی رہی وہ معاف ہے چنانچہ محفل میلاد شریف، گیارہویں شریف اور اعراس وغیرہ ان میں تقسیم ہونے والا لنگر سب حلال ہے حلال کو حرام سمجھنا کفار کا طریقہ ہے اور اللہ پر بہتان باندھنا ہے۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

ترجمہ آسان کنزالایمان:

اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور خوک کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ناچار (شدید مجبور) ہوں یوں کہ خواہش (لذت) سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے (ضرورت سے کچھ زائد کھائے) تو اس پر گناہ نہیں، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے،

”آئیے قرآن سمجھیں“

مذکورہ آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حلت کے ثبوت کے لئے نص ضروری نہیں حرمت کے لئے نص ضروری ہے لہذا جس چیز کے حلال و حرام ہونے کا قرآن و حدیث میں بالکل ذکر نہ ہو وہ حرام نہ ہوگی بلکہ حلال ہوگی۔ لہذا غیر اللہ کے نام سے منسوب جانور مثلاً غوث پاک کی گیارہویں کابکرا یا میلاد

شریف میں لنگر کی گائے وغیرہ جانور حلال ہیں البتہ ایسا جانور جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا یا دینا اللہ کا نام نہ لیا گیا یا غیر خدا کے نام کے ساتھ خدا کا نام بھی لیا گیا تمام صورتوں میں جانور حلال نہ ہو گا لہذا معلوم ہوا کہ حلال و حرام اپنی طرف سے نہ ٹھہرانا چاہیے رب عود جل کی ہر چیز حلال ہے سوائے چیزوں کے جسے اللہ و رسول نے حرام فرما دیا بغیر دلیل کسی چیز کو حرام کہہ دینا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے چنانچہ جو میلاد شریف، عیدار ہویں شریف و دیگر اغراس کے لنگر و شیرینی کو حرام کہتے ہیں وہ جھوٹے ہیں یہ تمام چیزیں حلال ہیں کیونکہ اللہ رسول نے انہیں حرام نہ فرمایا:

قُلْ لَا أُحِلُّ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مَعْزًا عَلَى طَائِعِهِ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا
مُسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۖ

ترجمہ آسان کنز الایمان: (اے محبوب) تم فرماؤ میں (تمہارے حرام کیے ہوئے کو) نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا بد جانور (سور) کا گوشت وہ نجاست ہے یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا (پارہ ۸: الانعام)

آیے قرآن سمجھیں

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی حرمت شریعت

میں نہ ملے وہ حلال ہے حلال ہونے کے بعد دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ مذکورہ آیت میں حرام نہ پانے کو حلت کی دلیل بنایا گیا کہ چونکہ وحی الہی میں ان چیزوں کی حرمت نہ آئی لہذا احرام نہیں لہذا عیدار ہویں بارہویں چھٹی شریف و اغراس وغیرہ کے فاتحہ کے کھانے حلال ہیں کیونکہ ان کے حرام ہونے کا ذکر نہیں ہوا ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ جانور کی زندگی میں اسے کسی بزرگ وغیرہ کے نام سے منسوب کرنا یا پکارنا اس جانور کو حرام نہیں کر دیتا البتہ وقت ذبح غیر خدا کا نام لینا جانور کو حرام کر دیتا ہے۔ لہذا عیدار ہویں شریف میلاد شریف وغیرہ کے کھانوں کو یہ کہہ کر حرام قرار دینا کہ یہ کھانا غیر اللہ کے نام پر پکایا گیا ہے محض جہالت ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے۔

☆☆☆☆☆

”دارالاسلام“ کی تراش علمیہ

260	حضرت سید محمد سلیمان اشرف بہاری	1	المبیین مع تنقید و تبصرہ
80	بدو فیسیر سید محمد سلیمان اشرف بہاری	2	الرشاد
50	علامہ سید محمد سلیمان اشرف بہاری	3	تَرْجَمَةُ النِّقَالِ فِي بَحْثِ الْحَقِّ فِي الْمَنَاجِلِ
200	مولانا عبدالحق خیر آبادی، برکات احمد ٹونگی	4	شرح المرتقاۃ مع رسالہ وجود راہی
10	کوثر نیازی	5	امام احمد رضا: ایک ہمہ جہت شخصیت
80	دلی انڈیا لہوری، فقیر محمد بھٹلی، خورشید احمد سعیدی	6	امحاث ضروری
80	علامہ فضل حق خیر آبادی، محمود احمد برکاتی	7	الروض الجود (دعوت الوجود)
160	خوشنورانی (ایڈیٹر جام پور)	8	علامہ فضل حق خیر آبادی: چند نواتات
80	علامہ غلام سعیدی (دارالعلوم نعیمیہ کراچی)	9	حیات استاد العلماء مولانا محمد بند یالوی
50	NET	10	مولو کعبہ کون؟
80	NET	11	من هو معاویہ؟
15	NET	12	الْحَبْلُ وَهُوَ السَّلَامَةُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
40	NET	13	نور ایمان (دیوان)
100	NET	14	توفیق صاحبین
25	NET	15	حسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام
25	NET	16	عقائد اہل سنت و جماعت
100	NET	17	دفاع سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
100	NET	18	افشیت سیدنا صدیق اکبرؓ پر اجماع امت
000		19	دیوان فضل حق خیر آبادی
000		20	خیر الامصار، الرشد الضروریہ، جلد اول
000		21	منذ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
000		23	کلیات کانی

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا، والدین، ازواج، اولاد، داماد، سسرالوں سے چچے، پھوپھی اور رضاعی رشتہ داروں کا خوبصورت تذکرہ

تذکرہ خاندان نبوت

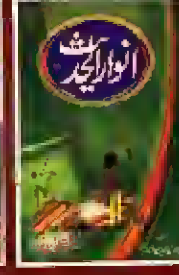
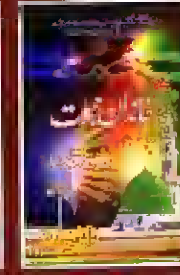
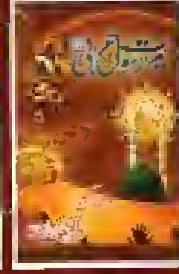
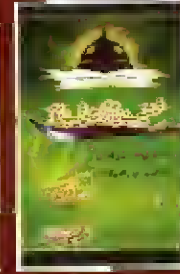
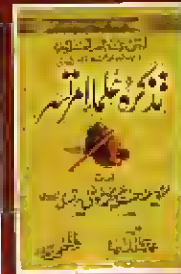
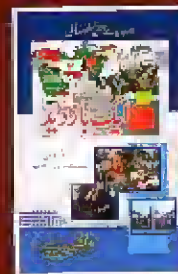
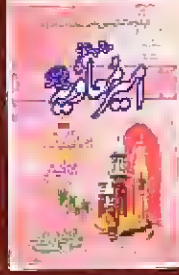
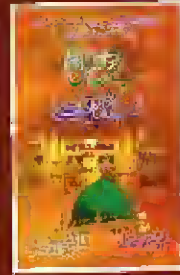
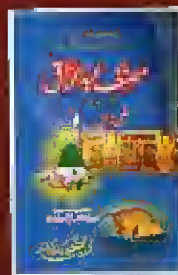
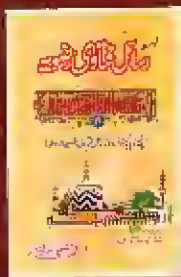
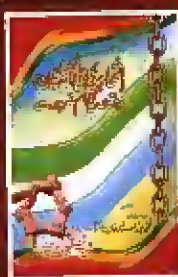
مؤلف

ابو تراب مولانا محمد ناصر الدین ناصر الممدنی عطاری

والضحیٰ پبلکیشنز

اداریے کی دیگر کتب کی فہرست

۱	مناقب سیدنا امیر معاویہ <small>رضی اللہ عنہ</small>	علامہ مفتی شفقات احمد نقشبندی مجددی	200
۲	افضلیت شیخین	علامہ مفتی شفقات احمد نقشبندی مجددی	150
۳	اقوال و افکار نقشبند	محمد صادق قصوری	200
۶	تذکرہ خاندان نبوت	ابو تراب علامہ ناصر الدین ناصر مدنی	300
۷	آئیے قرآن سمجھیں	ابو تراب علامہ ناصر الدین ناصر مدنی	220
۸	بے مثل رسول <small>ﷺ</small> کے بے مثل واقعات	علامہ محمد شہزاد قادری ترائی مدظلہ	160
۹	تذکرہ علمائے امرتسر	حقیقی عصر حکیم محمد موسیٰ امرت سری صاحب	240
۱۰	فہرست رسائل فتاویٰ رضویہ	ندیم احمد ندیم نورانی مدظلہ	200
۱۱	خطبات محرم	فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	300
۱۳	تعریفات علوم دوریہ (اردو)	شیخ الحدیث علامہ محمد عبداللہ قصوری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	240
۱۴	دور جدید کے بعض مسلم مسائل ایک باز دید	خوشنور نورانی	160
۱۵	فلاح و نجات کی تدبیریں	امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	30
۱۶	شمسیر بے نیام برگستاخ بے لگام سیرت غازی مستاز حسین قادری	مصنف: مولانا سجاد حیدر قادری خصوصی عنایت: جناب دلپذیر اعوان قادری	300
۱۷	کنز انسر یقات	علامہ محمد ظفر قادری عطاری مدظلہ العالی	170
۱۸	خلفاء راشدین	فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	80
۱۹	اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت	مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	300
۲۰	سیرت رسول عربی	پروفیسر غلام نور بخش توکلی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	300
۲۱	انوار الحدیث	فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	200
۲۲	مصنف عبدالرزاق	مولانا محمد کاشف اقبال مدنی مدظلہ	200



والضحيٰ پبليڪيشنز

0300-7259263 لاہور